

اسلام کے پانچ بنیادی ارکان کی جان تشریح

جواہر الہدیٰ

ہے

اسرار الارکان



رِسَالَةُ التَّائِبِينَ

حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ

متوفی ۵۱۲ھ / ۱۱۸۸ء

تذکرہ مصنف

امام حضرت احمد رضا خان فاضل بریلوی

متوفی ۱۳۲۰ھ / ۱۹۲۱ء

الضیاء پبلیکیشنز

اسلام کے پانچ بنیادی ارکان کی جامع تشریح

جواہر البیان فے اسرار الارکان

رَبِّهِ الدِّنْيَا

حضرت عالم مولانا مفتی علی غاں بریلوی
متوفی ۱۲۹۴ھ/۱۸۸۰ء

تذکرہ مصنف

اعلیٰ حضرت
امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی
متوفی ۱۳۳۰ھ/۱۹۲۱ء

والضحیٰ پبلیکیشنز

سستا ہوٹل و استاد بار مارکیٹ لاہور

0300-7259263, 0315-4959263

جملہ حقوق بہ حق ناشر محفوظ ہیں

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضامین
9	☆ مختصر حالات حضرت مصنف علامہ قدس سرہ الملک المنام
15	☆ تعارف کتاب
28	☆ ابتدائیہ مشتمل بر حمد و صلوة
32	☆ مقدمہ بیان عبادت میں
32	☆ عبادت اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ
32	☆ ارشاد حضرت خواجہ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ
32	☆ عبادت اور حضرت محمد جریر رضی اللہ عنہ
32	☆ عبادت اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ
33	☆ عبادت اور حضرت ابوبکر ابن عیاش رضی اللہ عنہ
33	☆ ارشاد حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ
33	☆ عبادت اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ
33	☆ ارشاد حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ
33	☆ واقعہ شیطان اور عابد
33	☆ روایت حضرت مولانا علی کرم اللہ وجہہ
36	☆ واقعہ حضرت خواجہ فرید الدین عطار
36	☆ فضیلت عباد اور عبادت کے چند فوائد

کتاب

مصنف

تذکرہ مصنف

سرورق

ناشر

لیگل ایڈوائزر

تاریخ اشاعت

تعداد

قیمت

جواہر البیان فی اسرار الارکان

رئیس الاتقیاء: علامہ مولانا مفتی نقی علی خاں بریلوی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی

اے، ڈی گرافکس

والضحیٰ پبلی کیشنز، دکان ۹۰، سستا ہوٹل، دربار مارکیٹ، لاہور

محمد صدیق الحسنات ڈوگر؛ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

صفر المظفر 1435ھ / دسمبر 2013ء

1100

220 روپے

ملنے کے پتے

ملکتہ فیضانِ مدینہ: مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد 0312-6561574، 0346-6021452

ملکتہ نور یہ رضویہ پبلی کیشنز: فیصل آباد، لاہور دار الاسلام؛ داتا دربار مارکیٹ، لاہور

ملکتہ فیضانِ مدینہ بھکر۔ اوکاڑہ۔ لالہ موسیٰ جہلم انوار الاسلام؛ چشتیاں، بہاول نگر

ملکتہ غوثیہ ہول سیل: کراچی رضا بک شاپ؛ گجرات

اسلامک بک کارپوریشن: راول پنڈی ملکتہ شمس و قمر؛ بھائی چوک، لاہور

ملکتہ قادریہ: لاہور، گجرات، کراچی، گوجران والا ملکتہ اہل سنت؛ فیصل آباد، لاہور

ملکتہ امام احمد رضا: لاہور، راول پنڈی ملکتہ فیضانِ غوث، میرپور

ہجویری بک شاپ: گنج بخش روڈ، لاہور ضیاء القرآن پبلی کیشنز: لاہور، کراچی

احمد بک کارپوریشن: راول پنڈی ملکتہ برکات المدینہ: کراچی

ملکتہ درس نظامی: پاک پتن شریف علامہ فضل حق پبلی کیشنز: لاہور

68	☆	تسمیہ
68	☆	فاتحہ
72	☆	ضم سورہ
72	☆	رکوع
72	☆	قومہ
72	☆	سجدہ اولیٰ
72	☆	جلسہ
72	☆	سجدہ ثانیہ
73	☆	رکعتِ آخریٰ
73	☆	تشہد
75	☆	درود شریف
75	☆	سلام
75	☆	فصل چہارم: امور متفرقہ میں
دوسرا باب		
86	☆	روزہ کے بیان میں
96	☆	فائدہ جلیلہ لطیفہ جلیلہ
100	☆	فصل: فضائل ماہِ رمضان
106	☆	تبصرہ
تیسرا باب		
115	☆	زکوٰۃ کے بیان میں

پہلا باب		
45	☆	اعظم ارکان و افضل اعمال اُغنی نماز کے بیان میں
45	☆	فصل اول: فضائل و فوائد نماز میں
46	☆	وضو کا نور
48	☆	واقعہ امیر زادی اور سانپ
51	☆	فصل دوم: شروط نماز کے بیان میں
52	☆	اول طہارت
52	☆	دوم ستر عورت
52	☆	سوم نیت
53	☆	نقص عبادت کے چار وجوہ
58	☆	چہارم وقت
58	☆	پنجم استقبال قبلہ
59	☆	توجہ کے دو مرتبے
59	☆	پہلا مرتبہ
60	☆	دوسرا مرتبہ
64	☆	فصل سوم: صفت نماز میں
65	☆	توجہ
66	☆	تکبیر تحریمہ
67	☆	ثناء
67	☆	تعویذ

☆	ادائیگی زکوٰۃ کے فوائد	119
☆	فصل اول: حصول حقیقت روح زکوٰۃ	123
☆	زکوٰۃ کے مستحق پانچ گروہ	123
☆	فصل دوم: زکوٰۃ لینے والی باتوں کی رعایت کرے	128
☆	فصل سوم: صدقہ	130
چوتھا باب		
☆	حج کے بیان میں	133
☆	فصل اول: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ	133
☆	فصل دوم: فضائل حج و عمرہ اور تارکین حج کی مذمت میں	135
☆	حکایت	145
☆	حکایت	146
☆	حکایت	147
☆	حکایت	147
☆	فصل سوم: آداب سفر و مقدمات حج میں	147
☆	فصل چہارم: ترتیب اعمال حج میں میقات برائے اہل ہند یتلمم	165
☆	میقات برائے اہل ہند یتلمم	167
☆	دعا بوقت دخول حرم	167
☆	دعا بوقت دخول باب السلام	168
☆	طواف	169
☆	زل	169

☆	رکن عراقی	170
☆	میزاب رحمت	170
☆	رکن شامی	170
☆	رکن یمانی	170
☆	ملتزم	171
☆	باب الصفا	172
☆	میلین اخضرین	174
☆	تنبیہات	175
☆	ساتویں تاریخ	176
☆	آٹھویں تاریخ	176
☆	نویں تاریخ	176
☆	منی	176
☆	شب عرفہ	176
☆	جبل رحمت	177
☆	عرفات	177
☆	وقوف	178
☆	عائدہ جلیلہ	182
☆	حدیث اول	182
☆	حدیث ثانی و ثالث	183
☆	حدیث رابع	184

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مختصر حالات حضرت مصنف علام قدس سرہ الملک المنعم

وہ جناب، فضائل مآب، تاج العلما، راس الفضلا، حامی سنت، ماحی بدعت، بقیۃ السلف، حجتہ الخلف رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاء و فی اعلیٰ غرف الجنان بواہ سلخ جمادی الآخرہ یا غرہ رجب بارہ سو چھیالیس ہجریہ قدسیہ کو رونق افزائے دار دنیا ہوئے۔ اپنے والد ماجد حضرت مولائے اعظم، حبر غظمطم، فضائل پناہ، عارف باللہ، صاحب کمالات باہرہ و کرامات ظاہرہ حضرت مولانا مولوی محمد رضا علی خاں صاحب روح اللہ روحہ و نور ضریحہ سے اکتساب علوم فرمایا بجز اللہ منصب شریف علم کا پایہ ذرۃ علیا کو پہنچایا ع راست می گویم ویزداں نہ پسند و جز راست

کہ جو وقت انظار وحدت افکار و فہم صائب و رائے ثاقب حضرت حق جل و علا نے انھیں عطا فرمائی ان دیار و امصار میں اس کی نظیر نظر نہ آئی، فراست صادقہ کی یہ حالت تھی کہ جس معاملہ میں جو کچھ فرمایا وہی ظہور میں آیا۔ عقل معاش و معاد دونوں کا بروہ کمال اجتماع بہت کم سنا یہاں آنکھوں دیکھا، علاوہ بریں سخاوت و شجاعت و علو ہمت و کرم مروت و صدقات خفیہ و مہربانیت جلیہ و بلندی اقبال و بدبہ و جلال و موالات فقر اورا میں عدم مبالغہ بہ اغنیاء حکام سے عزت، رزق موروٹ پر قناعت و غیر ذلک فضائل جلیہ و خصائل جمیلہ کا حال وہی کچھ جانتا ہے جس نے اس جناب کی برکت صحبت سے شرف پایا ہے۔ ع ایں نہ بحریت کہ در کوزہ تحریر آید

مگر سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ اس ذات گرامی صفات کو خالق عز و جل نے حضرت سلطان رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ و التحیۃ کی غلامی و خدمت اور حضور اقدس کے اعدا پر غلظت و شدت کے لیے بنایا تھا۔ بجز اللہ ان کے بازوے ہمت و وطنہ صولت نے اس شہر کو فتنہ مخالفین سے یکسر پاک کر دیا، کوئی اتنا نہ رہا کہ سر اٹھائے یا آنکھ ملائے یہاں تک کہ

☆	ادب واجب الحفظ	184
☆	مزدلفہ	185
☆	مشعر الحرام	185
☆	وادئ محسر	186
☆	جمرة العقی	186
☆	قربانی	186
☆	طواف الزیارہ	187
☆	جمرہ وسطی	188
☆	وادئ محصب	188
☆	طواف وداع	189
☆	فصل پنجم: اسرار حج میں	191
☆	زیارت سراپا طہارت مدینہ طیبہ زادھا اللہ شرفا میں	202
☆	فصل اول: فضائل زیارت سراپا طہارت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم	203
☆	حدیث اول	205
☆	فائدہ	216
☆	فصل دوم: آداب زیارت سراپا کرامت میں	217
☆	تمت	240

۲۶ شعبان ۱۲۹۳ھ کو مناظرۂ دینی کا عام اعلان مسمیٰ بہ نام تاریخی ”اصلاح ذات بین“ (۱۲۹۳ھ) طبع کرایا اور سوا مہر سکوت یا عارفرا و غوغائے جہاں و عجز و اضطراب کے کچھ جواب نہ پایا، فتنہ شش مثل کا شعلہ کہ مدت سے سرب فلک کشیدہ تھا اور تمام اقطار ہند میں اہل علم اُس کے اظفار عرق ریز و گرویدہ اُس جناب کی ادنیٰ توجہ میں بجمہ اللہ سارے ہندوستان سے ایسا فرو ہوا کہ جب سے کان ٹھنڈے ہیں اہل فتنہ کا باز اسر دے۔ خود اُس کے نام سے جلتے ہیں۔ مصطفیٰ ﷺ کی یہ خدمت روز ازل سے اس جناب کے لیے ودیعت تھی، جس کی قدرے تفصیل رسالہ ”تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال“ میں مطبوع ہوئی۔ ع و ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

تصانیف شریفہ اس جناب کی سب علوم دین میں ہیں، نافع مسلمین و دافع مفسدین والحمد للہ رب العالمین۔ ازاں جملہ ”الکلام الاوضح فی تفسیر سورۃ الم نشرح“ کہ مجلد کبیر ہے۔

علوم کثیرہ پر مشتمل ”وسیلۃ النجاۃ“ جس کا موضوع ذکر حالات سید کائنات ہے ﷺ مجلد وسط ”سرور القلوب فی ذکر المحبوب“ کہ مطبع نول کشور میں چھپی اور یہ کتاب مستطاب ”جواہر البیان فی اسرار الارکان“ جس کی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ ع ذوق ایں می شناسی بخدا تانہ چشی

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے صرف اس کے ڈھائی صفحات کی شرح میں ایک رسالہ مسمیٰ بہ ”زواہر الجمان من جواہر البیان“ بہ نام تاریخی ”سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوری“ تالیف کیا۔

”اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد“ جس میں وہ قواعد ایضاح و اثبات فرمائے جن کے بعد نہیں مگر سنت کو قوت اور بدعت نجد یہ کو موت حسرت۔

”ہدایۃ البریۃ الی الشریعۃ الاحمدیہ“ کہ دس فرقوں کا رد ہے۔ یہ کتابیں مطبع صبح صادق، سیٹاپور میں منطبع ہوئیں۔

”اذقۃ الانام لما نھی عمل المولود والقیام“ کہ اپنی شان میں اپنا نظیر نہیں رکھتی اور

ان شاء اللہ العزیز عن قریب شائع ہوں گی۔ (پہلی بار مطبع اہل سنت میں طبع ہوئی اور شائع ہو چکی، مدت سے ایک نسخہ بھی باقی نہ رہا، اب ان شاء اللہ دوبارہ طبع ہو کر شائع ہوگی) ”فضل العلم والعلماء“ ایک مختصر رسالہ کہ بریلی میں طبع ہوا۔

”ازالۃ الادہام“ روحانیہ، ”تزکیۃ الایقان رد تقویۃ الایمان“ کہ عشرہ کاملہ زمانہ حضرت مصنف قدس سرہ میں تمییز پا چکا۔

”الکواکب الزہرائی فضائل العلم و آداب العلماء“ جس کی تخریج احادیث میں فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے رسالہ ”انجوم الثواب فی تخریج احادیث الکواکب“ لکھا۔ ”الروایۃ الرویۃ فی الاخلاق النبویہ“، ”النقاۃ التقویۃ فی الخصائص النبویہ“، ”لمعۃ البیر اس فی آداب الاکل واللباس“، ”الہمکن فی تحقیق مسائل التزین“، ”احسن الوعا لآداب الدعاء“، ”خیر الخطاب فی الخاسیۃ والمراقبہ“، ”ہدایۃ المشتاق الی سیر الانفس والآفاق“، ”ارشاد الاحباب الی آداب الاحساب“، ”اجمل الفکر فی مباحث الذکر“، ”عین المشاہدہ لکھن المجاہدہ“، ”تشوق الاذہ الی طرق محبۃ اللہ“، ”نہایۃ السعادیۃ فی تحقیق الہمۃ والارادہ“، ”اقوی الذریعۃ الی تحقیق الطریقۃ والشریعۃ“، ”ترویج الارواح فی تفسیر سورۃ الانشراح“؛ ان پندرہ رسائل مابین وجیز و وسیط کے مسودات موجود ہیں جن کی تمییز کی فرصت حضرت مصنف قدس سرہ نے نہ پائی۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کا قصد ہے کہ انھیں صاف کر کے ایک مجلد میں طبع کرائے ان شاء اللہ سبحانہ و تعالیٰ۔ ع کہ حلو ابہ تنہا نبایست خورد

ان کے سوا اور تصانیف شریفہ کے مسودے بستوں میں ملتے ہیں، مگر منتشر، جن کے اجزا اول آخر یا وسط سے گم ہیں ان کے بارہ میں حسرت و مجبوری ہے۔

غرض عمر اس جناب کی ترویج دین و ہدایت مسلمین و نکات اعداء حمایت مصطفیٰ ﷺ میں گزری۔ جزاہ اللہ عن الاسلام و المسلمین خیر جزاء۔ امین! پنجم جمادی الاولیٰ ۱۲۹۳ھ کو مارہرہ مطہرہ میں دست حق پرست، حضرت، آقائے نعمت، دریائے رحمت، سید الواصلین، سند اکالین، قطب اوانہ و امام زمانہ، حضور پر نور سیدنا و مرشدنا مولانا و ماوانا ذخرتی لیومی و غدی حضرت سیدنا سید شاہ آل رسول احمدی تاج

دارمند مارہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ افاض علینا من برکاتہ نعماء پر شرف بیعت حاصل فرمایا۔ حضور پیر و مرشد برحق نے مثال خلافت و اجازت جمیع سلاسل و سند حدیث عطا فرمائی۔ یہ غلام ناکارہ بھی اُس جلسہ میں اس جناب کے طفیل ان برکات سے شرف یاب ہوا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

چھبیس شوال ۱۲۹۵ھ کو باوجود شدت علالت و قوت ضعف خود حضور اقدس سید عالم ﷺ کے خاص طور پر بلانے سے کہ ”من رانی فی المنام فقد رانی“ (رواہ احمد و البخاری و الترمذی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) عزم زیارت و حج مصمم فرمایا۔ یہ غلام اور چند اصحاب و خدام ہم راہ رکاب تھے ہر چند احباب نے عرض کی کہ علالت کی یہ حالت ہے آئندہ سال پر ملتوی فرمائیے! ارشاد کیا: مدینہ طیبہ کے قصد سے قدم دروازہ سے باہر رکھ لوں، پھر چاہے روح اسی وقت پرواز کر جائے، دیکھنے والے جانتے ہیں کہ تمام مشاہد میں زن درستوں سے کسی بات میں کمی نہ فرمائی۔ بل کہ وہ مرض ہی خود نبی ﷺ کے ایک آب خورہ میں دوا عطا فرمانے سے کہ ”من رانی فقد رای الحق“ (رواہ احمد و الشیخان عن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ) حد منع پر نہ رہا۔ وہاں حضرت اجل العلماء اکمل الفضل حضرت مولانا سید احمد زین دحلان شیخ الحرم وغیرہ علمائے مکہ معظمہ سے مکرر سند حدیث حاصل فرمائی۔

ذی القعدہ روز پنج شنبہ وقت نماز ظہر ۱۲۹۷ ہجریہ قدسیہ کو اکاون برس پانچ مہینے کی عمر میں بہ عارضۂ اسہال دموی شہادت پا کر شب جمعہ اپنے حضرت والد ماجد قدس سرہ کے کنار میں جگہ پائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

روز وصال نماز صبح پڑھ لی تھی اور ہنوز وقت ظہر باقی تھا کہ انتقال فرمایا نزع میں سب حاضرین نے دیکھا کہ آنکھیں بند کیے متواتر سلام فرماتے تھے۔ جب چند انفاس باقی رہے ہاتھوں کو اعضائے وضو پر یوں پھیرا گویا وضو فرماتے ہیں۔ یہاں تک کہ استنشاق بھی فرمایا۔ سبحان اللہ! وہ اپنے طور پر حالت بے ہوشی میں نماز ظہر بھی ادا فرما گئے۔ جس وقت روح پر فتوح نے جدائی فرمائی فقیر سرہانے حاضر تھا۔ واللہ العظیم ایک نور لیح علانیہ نظر آیا کہ

سینہ سے اٹھ کر برق تابندہ کی طرح چہرہ پر چمکا اور جس طرح لمعان خورشید آئینہ میں جنبش کرتا ہے یہ حالت ہو کر غائب ہو گیا، اس کے ساتھ ہی روح بدن میں نہ تھی۔ پچھلا کلمہ کہ زبان فیض ترجمان سے نکلا لفظ اللہ تھا و بس۔ اور اخیر تحریر کہ دست مبارک سے ہوئی بسم اللہ الرحمن الرحیم تھی کہ انتقال سے دو روز پہلے ایک کاغذ پر لکھی تھی۔ بعدہ فقیر نے حضور پیر و مرشد برحق ﷺ کو رویا میں دیکھا کہ حضرت والد قدس سرہ الماجد کے مرقد پر تشریف لائے، غلام نے عرض کی: حضور یہاں کہاں؟ اَوْ لَفْظًا هَذَا مَعْنَاهُ فرمایا: آج سے، یا فرمایا: اب سے، ہم یہیں رہا کریں گے۔ رحمہما اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

ذهب الذین یعاش فی اکثافہم و بقیۃ فی ناس کجلد الا جوب
لیہن رعاع الناس و لیفرح الجہل فبعدک لا یرجو البقا من لہ عقل
اللہم ارحمہما و ارض عنہما و اکرم نزلہما و افض علینا من
برکاتہما۔ امین برحمتک یا ارحم الراحمین و صلی اللہ تعالیٰ علی
سیدنا و مولینا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین۔ امین۔

فقیر غفرلہ نے چند جمع اُس جناب کی تواریخ ولادت باسعادت و وصال خیر مال میں ملہم غیب سے پائے جن میں التزام ہے کہ باوجود انتظام سلسلہ عبارت ہر فقرہ ایک مستقل جملہ ہو جو کسی طرف تعلق عطف بھی نہ رکھتا ہو جس کے سبب جو پارہ چاہیے تنہا محل تاریخ میں سنائیے کہ تعداد مواد کا سچا محصل یہی ہے۔ اس کے ساتھ یہ اہتمام بھی رہا کہ تکمیل عدد کو لفظ حشو نہ بڑھا۔ بعض مادے یہاں صفحہ قرطاس پر جلوہ فرما:

تواریخ ولادت

جاء ولی نقی الثیاب علی الشان (۱۲۳۶)

رضی الاحوال بھی المكان (۱۲۳۶)

ہوا جل محققى الافاضل (۱۲۳۶)

شہاب المدققین الامثال (۱۲۳۶)

تعارف کتاب

ڈاکٹر محمد حسن

(ریسرچ سکالر شعبہ اردو بریلی کالج، بریلی)

ان ارکان اسلام پر علماء نے بہت کچھ لکھا ہے اور لکھا جا رہا ہے لیکن مولانا نقی علی خاں بریلوی کی تصنیف لطیف ”جواہر البیان فی اسرار الارکان“ اس موضوع پر اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے جس میں ارکان اربعہ کے علاوہ آداب دعا، اسم اعظم، اوقات اجابت، تدبیر سفر و مال قضائے حاجات وغیرہ موضوعات پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب علم و حکمت، عرفان بصیرت اور تصوف کے بیش بہا خزانے سے مالا مال ہے، مولانا نے اس کتاب میں شریعت مطہرہ کے رموز و نکات کو اپنی فہم و دانش سے بیان کیا ہے آپ کا اسلوب بیان منفرد اور دل نشیں ہے۔ دلائل کے ساتھ مشکل مسائل حل کر دیئے ہیں۔ یہ کتاب مذہبی اور علمی رموز و نکات کا خزانہ ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ مولانا نقی علی خاں کے خلف اکبر اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کے صرف ڈھائی صفحات کی تشریح میں ایک ضخیم کتاب موسومہ ”سلطنت مصطفیٰ فی ملکوت الوری“ ۱۲۹۷ھ / ۱۸۷۹ء تصنیف کی۔ امام احمد رضا اس کتاب کی شرح کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:

”فقیر غفرلہ تعالیٰ نے صرف ڈھائی صفحوں کی شرح میں ایک

رسالہ مسکونی بہ زواہر الجنہ من جواہر البیان ملقب بنام تاریخی

”سلطنت مصطفیٰ فی ملکوت الوری“ (۱۲۹۷ھ / ۱۸۷۹ء) تالیف

کیا۔“ (اختتامیہ جواہر البیان صفحہ ۲۰۴ از امام احمد رضا مطبوعہ صمدی، سیتاپور)

مولوی فرزند حسین سیتاپوری کتاب ہذا کے اشتہار میں لکھتے ہیں:

قمر فی برج الشرف (۱۲۳۶)

بری من الخسوف و الکلف (۱۲۳۶)

افضل سباق العلماء (۱۲۳۶)

اقدم خذاق الکرم (۱۲۳۶)

تواریخ وفات

کان نہایہ جمع العظما (۱۲۹۷)

خاتم اجلة الفقہا (۱۲۹۷)

امین اللہ فی الارض ابد (۱۲۹۷)

ان فقد فتلك كلمة بها يهتدى (۱۲۹۷)

ان مودة العالم مودة العالم (۱۲۹۷)

وفاة عالم الاسلام ثلثة فی جمع الانام (۱۲۹۷)

حلل فی باب العباد لا ينسد الی يوم القيام (۱۲۹۷)

یا غفور (۱۲۹۷)

کمل له ثوابك يوم النشور (۱۲۹۷)

امنحه جنة اعدت للمتقين (۱۲۹۷)

صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ و اہلہ اجمعین (۱۲۹۷)

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا المحمدی

السني الحنفي القادري البرکاتی البریلوی

غفر اللہ له و حقق امله۔ امین

”ہم اس کتاب (جواہر البیان) کی تعریف میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتے کہ جو شخص اس کی شرف خریداری سے مشرف ہو کر بنظر تامل دیکھے گا بے اختیار کہہ اٹھے:

جمادے چند دادم جان خریدم بھد اللہ بس ارزاں خریدم“
یہ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے ہر باب کو کئی فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر فصل کا عنوان بھی قائم کیا ہے۔

کتاب کے مقدمہ سے قبل ابتدائیہ ہے جس میں مولانا نقی علی خاں نے اللہ تعالیٰ کی حمد اس شان اور جوش عبدیت کے ساتھ کی ہے کہ اسے پڑھ کر قاری کی روح وجد میں آجاتی ہے اور ایمان کو تازگی ملتی ہے۔ حمد باری تعالیٰ کی چند سطریں ملاحظہ ہوں:

”نسیم کس کی تلاش میں کو بکودواں ہے اور دریا کس کی طلب میں بے سرو پارواں، پھول نے کس کے شوق میں گریاں چاک کیا اور بلبل نے کس کی یاد میں آہ دردناک۔ ایک عالم اس کے شوق و محبت میں مشغوف ہے اور زمین و آسمان اور جو کچھ اس میں ہے اس کی تسبیح و تمہید میں مصروف۔“ (جواہر البیان صفحہ ۳)

ابتدائیہ کے بعد عبادت کے بیان میں مقدمہ ہے۔ اس میں مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام، تابعین کرام اور بزرگان دین کی عبادت الہی سے محبت اور طریقہ عبادت کا ذکر اس انداز سے کیا ہے کہ روح کو معطر کرتا ہو محسوس ہوتا ہے۔ اس مقدمہ میں مولانا نے مسلمانوں کو عبادت کرنے کی ترغیب دی ہے اور تاکید کی ہے کہ عبادت الہی تحصیل نجات و مغفرت کی غرض سے نہیں بلکہ با تقاضائے بندگی کرنا چاہئے۔ مولانا نقی علی خاں نے عبادت الہی کرنے والے بندوں کے لیے پچاس فوائد بہت خوبصورت پیرائے میں بیان کیے ہیں۔

خدا کے نزدیک کوئی عبادت نماز سے زیادہ پیاری نہیں اسی لیے تمام عبادتوں میں سب سے افضل عبادت نماز ہے۔ مولانا نقی علی خاں نے کتاب کے اول باب کی پہلی

فصل میں نماز کے فضائل و فوائد انتہائی جوش و عقیدت کے ساتھ بیان کیے ہیں مولانا نے نمازی کو دنیا و عقبیٰ دونوں میں سرفرازی و سر بلندی کی خوشخبری سنائی ہے اور بے نمازی کو دنیا و عاقبت دونوں میں ضلالت و دوزخ کا خوف دلایا ہے اور بے نمازی کے بارے میں ائمہ اربعہ کے جواہر کلمات ہیں انہیں تحریر کر کے مسلمانوں میں ذہنی انقلاب پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس باب کی دوسری فصل نماز کے شروط کے بارے میں ہے مولانا نے نماز کی پانچ شرطیں بہت تفصیل سے بیان کی ہیں اور ہر شرط کو احادیث مبارکہ اور اولیاء کرام کے اقوال سے مزین کیا ہے۔ ان پانچوں شرائط کا خلاصہ اس طرح ہے:

شرط اول طہارت

مولانا نے طہارت کی دو قسمیں بتائی ہیں۔ اول طہارت ظاہری یعنی جسم، جامہ اور مکان کی طہارت۔ دوم طہارت باطنی۔

شرط دوم ستر عورت

یعنی جزو خاص بدن چھپانا اور اہل طریقت کے نزدیک اس کے ساتھ فضاخ باطنیہ کا اخفا شرط ہے لیکن عالم الغیوب سے اس کا چھپانا ممکن نہیں ہے۔

شرط سوم نیت

نماز کا ارادہ خالصتاً اللہ سے ہونا چاہئے۔ غیر کی طرف نظر نہ کرے یعنی نیت میں خلوص کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔

شرط چہارم وقت

پروردگار نے یہ عمدہ عبادت (نماز) اوقات معینہ میں فرض کی اور آٹھ پہر میں مختصر وقت اس کام کے لیے مقرر فرمایا تاکہ حصول معاش اور دنیا کے کاروبار میں حرج نہ ہو اور ادائیگی نماز میں کراہت محسوس نہ کرے۔

شرط پنجم استقبال قبلہ

ادائیگی نماز میں استقبال قبلہ لازمی ہے چنانچہ اس سلسلہ میں مولانا اس طرح رقمطراز ہیں:

”نماز مقام مناجات دراز ہے اور اس امر کے لیے استقبال ضرور لیکن حقیقت توجہ اس جگہ متصور نہیں کہ وہ ذات پاک جہت مقابلہ سے منزہ ہے بلکہ خاص افتادہ اپنے چیز سے عروج نہیں کرتی اُس درگاہ تک رسائی پھر کہاں، ناچار کعبہ کی طرف جسے جناب الہی نے تشریفاً اپنا گھر فرمایا، متوجہ ہوتی ہے البتہ روح انسانی عالم امر سے ہے وہ اس عالم کی طرف توجہ کر سکتی ہے پس قبلہ جسم خاکی کا اور روح انسانی کا رب کعبہ ہے۔“

(جواہر البیان از مولانا نقی علی خان مطبوعہ صبح صادق، بیتا پور ۱۸۸۱ء صفحہ ۲۵)

تیسری فصل صفت نماز سے متعلق ہے صفت نماز کے بارے میں مولانا کہتے ہیں:

”جو مسلمان برعایت شرائط و ارکان و واجبات و سنن و مستحبات اس ترتیب و صفت کے ساتھ کہ مشہور اور کتب فقہ میں مذکور ہے بنظر تعمیل حکم الہی عز مجدد نماز پڑھے۔ شرع شریف میں نماز اس کی صحیح ہے مگر کمال اس کا یہ ہے کہ حقیقت ارکان شرائط و واجبات و آداب کی بجا لاوے اور ادا کے وقت ان کے اسرار پر نظر رکھے۔ مثلاً روح و حقیقت طہارت یہ ہے کہ جس طرح بندہ نجاست حقیقی و حکمی سے ظاہر کو پاک کرتا ہے اسی طرح علائق دنیوی و خباثت مادی سے باطن کو صاف کرے کہ منظر بادشاہ حقیقی علام الغیوب کا باطن ہے۔“

(جواہر البیان از مولانا نقی علی خان مطبوعہ صبح صادق، بیتا پور ۱۸۸۱ء صفحہ ۳۱)

مولانا نقی علی خان کی مذکورہ بالا واضح ہدایت اور بے لاگ روحانی تحریر مسلمانوں کے ضمیر کو جھنجھوڑ رہی ہے وہ ان کی صحیح رہبری بھی کر رہی ہے ساتھ ہی مولانا نقی علی خان کی

تجربہ علمی کی عمدہ مثال ہے۔

آگے چل کر مولانا نقی علی خان نے نماز اور نمازی سے متعلق اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کا ذکر بڑے عالمانہ انداز میں کیا ہے۔ اسی باب کی چوتھی فصل ”امور متفرقہ“ میں مولانا نے پانچ اوقات کی نمازوں کی فرضیت، ہر نماز کی اہمیت، وضو کی حکمتیں، دعا، نماز باجماعت وغیرہ موضوعات بڑے استدلال کے ساتھ بیان کیے ہیں جس سے مولانا کی زبردست وسعت مطالعہ کا اندازہ ہوتا ہے۔

مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے اس فصل میں تصوف سے متعلق اصطلاحوں کی تشریح و توضیح بھی کی ہے۔ مولانا نے وضو کے ایسے ایسے رموز و نکات بیان کیے ہیں جن سے عام طور پر لوگ ناواقف ہیں۔ مولانا لکھتے ہیں:

”وضو میں ہاتھ دھونا دنیا سے ہاتھ دھونے اور کلی لذت طعام و شراب اور ناک میں پانی ڈالنا لذت مشروبات سے دست برداری اور منہ دھونا توجہ الی الغیر اور پاؤں دھونا غیر کی طرف جانے کو ترک کرنے اور مسح سر ترکیہ خیال کی طرف اشارہ ہے اور دستور ہے کہ جب آدمی بادشاہ کے حضور جانا چاہتا ہے منہ ہاتھ پاؤں دھوتا ہے نہ مقعد اور تجربہ سے ثابت کہ ان اعضاء کا دھونا دفع نوم و تفریح قلب میں اثر تمام رکھتا ہے۔“ (جواہر البیان صفحہ ۷)

دوسرا باب

روزہ کے بیان میں ہے اس میں مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ نے روزہ کی تاریخ روزہ کی دینی و دنیوی فوائد و جسمانی و روحانی فوائد بیان کیے ہیں۔ اس کے علاوہ روزہ کی شرطیں، روزہ رکھنے کی تاکید، روزہ کے مسائل، روزہ دہانہ کی غیر روزہ دار پر فضیلت، ماہ رمضان کی رحمتیں اور برکتیں وغیرہ بڑے پُر اثر اور دلپذیر انداز میں مثالوں اور قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کی ہیں۔

مولانا نے روزہ کی چھ شرطیں بیان کیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

شرط اول: آنکھ کو اس چیز سے کہ خدا سے غافل کر دے خصوصاً باعث انتشار شہوت ہو محفوظ رکھے۔
شرط دوم: زبان کو یہودہ بکنے سے روکے اور ہر بے فائدہ بات سے مانند مجادلہ وغیرہ سے باز رہے۔

شرط سوم: کان کو ناشنیدنی سے دور رکھے جس کا کہنا گناہ ہے اس کا سننا بھی برا ہے جیسے جھوٹ، غیبت وغیرہ۔

شرط چہارم: ہاتھ پاؤں اور تمام اعضاء کو ناکردنی سے جدا رکھے اور کسی کو ایذا نہ دے کسی بے موقع جگہ نہ جائے جو شخص روزہ رکھے اور بد کام کرے اس کی مثال ایسی ہے کہ میوہ سے پرہیز کرے اور زہر کھائے۔

شرط پنجم: وقت افطار حرام و مشتبہ سے افطار نہ کرے اور حلال خالص بھی بہت نہ کھائے کہ جو رات کو گرنگی روز کا تدارک کر لے مقصود اصلی کہ کسرت شہوت و غضب کا ہے فوت ہو اور قوت اس کی کم نہ ہو بلکہ ایک رات میں دوبار شکم سیر ہو کر کھانا قوت کو زیادہ کرتا ہے۔

شرط ششم: افطار کے وقت دل اس کا نیم و امید میں معلق نہ ہو کہ قبول ہو یا نہیں۔ حقیقت روزہ کی یہ ہے کہ انسان ملائکہ کی مانند ہو جائے اور صفت بھیمی سے کہ سوائے کھانے اور جماع کے کسی چیز سے واقف نہیں دور ہو اور یہ مشابہت جب کامل ہو کہ مثل ملائکہ ہمہ تن تعمیل حکم الہی میں مصروف ہو جائے۔

تیسرا باب

زکوٰۃ کے بیان میں ہے۔ اس باب میں تین فصلیں ہیں۔ باب کی ابتدا میں مولانا نے زکوٰۃ کی تعریف بیان کی ہے اور زکوٰۃ کی فضیلت یہ بتائی ہے کہ زکوٰۃ دینے والا نجاست بنجل سے نجات پاتا ہے اور مال میں برکت ہوتی ہے۔ مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ نے قارون کی مثال دے کر زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو عبرت اک عذاب سے باخبر کیا ہے۔

مولانا نے زکوٰۃ کے بارے میں فقہ اور اہل تصوف دونوں کے احکامات تحریر کیے ہیں۔
مولانا کہتے ہیں:

کسی فقیہ نے شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا زکوٰۃ کس قدر ہے فرمایا مذہب فقہاء میں دو سو درہم سے پانچ درہم اور ہمارے مذہب میں دو سو سے ایک بھی رکھنا جائز نہیں اس کی راہ میں سب خرچ کرنا اور اس کے شکر میں سر بھی دینا چاہیے فقیہ نے کہا مذہب ہمارا ائمہ دین سے ثابت آپ نے فرمایا ہمارا مذہب سید الصدیقین ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ثابت۔ جو کچھ رکھتے تھے راہ خدا میں صرف کیا اور کوئی دقیقہ جاں بازی و جاں نثاری کا اٹھانہ رکھا ایک جان باقی تھی وہ شب عار قربان کی۔“

(جواہر البیان صفحہ ۸۵)

اس طرح مولانا نے کئی واقعات اور مثالوں کے ذریعہ اہل تصوف کی رائے کو اہل فقہ کی رائے پر فوقیت دی ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ مولانا نقی علی خاں نے اپنی تصنیفات کے ذریعہ تصوف کی تعلیمات کو عام کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسی موقع پر مولانا نے زکوٰۃ دینے کے چھ فائدے بیان کیے ہیں۔

ابتدائیہ کے بعد اس باب کی پہلی فصل شروع ہوتی ہے جس میں مولانا نے دل نشیں انداز میں واضح کیا ہے کہ زکوٰۃ دینے والا کن لوگوں کو اور کس طرح زکوٰۃ دے کہ زکوٰۃ کا اصل مقصد بھی پورا ہو اور زکوٰۃ دینے والا اجر و ثواب کا بھی مستحق ہو۔ چنانچہ مولانا نے اس فصل میں زکوٰۃ کے بارے میں سات باتیں بتائی ہیں:

اول: زکوٰۃ سال گزرنے سے پہلے ادا کرے۔ جو چیز اچانک حاصل ہوتی ہے اس سے فقیروں کو خوشی حاصل ہوتی ہے اور دل سے دعا نکلتی ہے۔

دوم: اکٹھا دینا ہو تو محرم یا رمضان میں دے دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ ہوتا ماہ رمضان میں خدا کی راہ میں صرف کرتے۔

تیسرے: زکوٰۃ پوشیدہ دینا چاہئے کہ ریا سے محفوظ رہے۔

چوتھے: محتاج کو ایذا نہ دے نہ تیوری چڑھائے اور نہ سخت بات کہے اور بسبب محتاجی کے حقیر نہ سمجھے۔

پانچواں: اس پر احسان نہ رکھے کہ ان باتوں سے ثواب باطل ہوتا ہے۔

چھٹے: جو مال بہتر نفیس حلالی ہو راہ خدا میں صرف کرے۔ حق تعالیٰ پاک ہے اور پاک ہی قبول فرماتا ہے۔

ساتویں: زکوٰۃ ان پانچ لوگوں کو دے: (الف) پارہ اوقتی کو۔ (ب) طالب علم کو۔ (ج) وہ فقیر جو اپنی محتاجی چھپاتا ہے اور تو نگروں کی سی حالت بنائے رکھتا ہے۔ (د) عیال دار اور بیمار جسے رنج و فکر زیادہ ہے۔ (ح) رشتہ دار کو کہ ثواب صدقہ اور صلہ رحمی دونوں کا ہاتھ آئے۔ جس میں یہ پانچوں یا ان میں سے اکثر جمع ہوں اسے دینا اور بھی اولیٰ۔

اس باب کی دوسری فصل میں زکوٰۃ لینے والوں کے لیے بھی مولانا نے سات شرائط کا ذکر کیا ہے

شرط اول: خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت جس کے حال پر زیادہ ہوتی ہے اسے مال تو نگری کی آفت سے محفوظ رکھتا ہے اور یہ سمجھے کہ تو نگروں کو میری آسائش کے لیے مائل کیا ہے۔

دوم: تو نگروں کو اللہ تعالیٰ نے اس نعمت کا واسطہ و ذریعہ بنایا اس لیے اس کے حق میں دعا کرے۔

سوم: صدقہ لے کر پوشیدہ رکھے اور اسے تھوڑا و حقیر نہ جانے جیسے دینے والے کو چاہئے کہ بہت دے اور تھوڑا سمجھے۔

چہارم: جو شخص مال ظلم یا مال ریاسے دے ہرگز نہ لے کہ سوا خبث کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔

پنجم: بے حاجت نہ لے اور سوال نہ کرے کہ حرام ہے۔

ششم: حاجت سے زیادہ نہ لے کہ اور محتاج کے کام آئے۔

ہفتم: جس قدر دیا جائے بطیب خاطر قبول کرے زیادہ پراصرار سے برکت نہیں رہتی۔

مولانا کا طریقہ یہ ہے کہ جو کچھ بھی کہتے ہیں اس کی تصدیق احادیث مبارکہ اور قرآن مقدس سے بھی کرتے ہیں مذکورہ بالا شرائط کی تصدیقات میں بھی آپ نے متعدد احادیث مبارکہ نقل کی ہیں۔

تیسری فصل میں مولانا نے صدقہ کی خوبیاں اور فوائد و اہمیت بیان کیے ہیں۔ مولانا صدقہ کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں صدقہ دو اگرچہ ایک ہی چھو ہارا ہو وہ بھوکے کی حاجت دفع کرتا ہے اور گناہ کو بجھاتا ہے جیسے پانی آگ کو اور فرماتے ہیں: آدھا ہی چھو ہارا دے کر آتش دوزخ سے بچو اور جو اس قدر بھی میسر نہ آئے تو فقیر کا دل اچھی باتوں سے خوش کرو۔“

(جواہر البیان صفحہ ۹۴)

مندرجہ بالا حدیث شریف میں وارد ”ایک چھو ہارا اور آدھے چھو ہارے صدقہ“

کی بھی وضاحت مولانا نے کی ہے مولانا لکھتے ہیں:

”اس قسم کی حدیثوں سے بعض بخیل سمجھتے ہیں ہمیں زیادہ مال خرچ کرنا کیا ضروری آدھا چھو ہارا آتش دوزخ سے بچا لیتا ہے ہم دس بیس خرچ کئے دیتے ہیں اور نہیں جانتے کہ شیطان تعین ان کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ جس سے جس قدر ہو سکے خیرات کرے اگر ہزار دو ہزار درہم کی قید ہوتی اکثر لوگ

دولت صدقہ سے محروم رہتے۔“ (جواہر البیان صفحہ ۹۵)

مولانا نے ان دولتمندوں کی بھی خبر لی ہے جن کے پاس بے تحاشہ دولت ہے مگر صدقہ میں کنجوسی کرتے ہیں ساتھ ہی یہ بھی ہدایت کی ہے کہ حاجت ضروری پر صدقہ کو فوقیت نہ دی جائے۔

اس کتاب کا چوتھا باب حج کے بارے میں ہے۔ یہ باب گذشتہ تین ابواب میں سب سے زیادہ مفصل اور طویل ہے کتاب کا نصف سے زیادہ حصہ اسی باب پر مشتمل ہے۔

اس باب کے مطالعہ سے قاری جہاں حج سے متعلق بہت سی ضروری معلومات حاصل کرتا ہے وہیں دوسرے مسائل ضروریہ سے بھی واقف ہو جاتا ہے مثلاً اس کی مذمت جس سے کوئی مسلمان اپنا قصور بخشوائے اور وہ نہ بخشے۔ سفر کس دن بہتر ہے، شہر دیکھ کر کونسی دعا پڑھے، علماء کا ادب، مسافر کی دعا کی خوبی، ڈوبنے سے امان کی دعا، مسلمانوں کو خوش کرنے کی فضیلت، عرفہ کے دن پیٹ بھر کر کھانا نہ کھاؤ، دعا کے آداب، زیارت مدینہ طیبہ وغیرہ موضوعات پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

اس باب میں پانچ تفصیلات ہیں۔ پہلی فصل میں حج کی فضیلت بیان کی ہے اور اس باب پر انتہائی افسوس کا اظہار کیا ہے کہ دولت مند مسلمان اپنی دولت تاج گانے، زنا، شراب، ودیگر اسراف بے جا پر پانی کی طرح بہانا اپنی شان بکھتے ہیں اور مذہبی احکامات و فرائض کو پورا کرنے میں طرح طرح کے حیلے بہانے کرتے ہیں ایسے لوگوں کے بارے میں مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہے:

”حقیقت یہ ہے کہ اہل ہند کے دل میں زکوٰۃ اور حج کی فرضیت پر یقین کامل نہیں اسی واسطے اکثر ارادہ نہیں کرتے اور جو لوگ جان سے تنگ ہو جاتے ہیں اور دنیا کی تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں ناچار اس سفر کو اختیار کرتے ہیں اور جو نیت ان کی فاسد اور شوق ان کا ناقص ہوتا ہے اس راہ کی کیفیت و لذت انھیں حاصل نہیں ہوتی اور جو لوگ بطیب خاطر و رغبت قلب براہ محبت ارادہ کرتے ہیں انھیں وہ لطف و مزہ اس راہ میں ملتا ہے کہ بیان میں نہیں آتا۔“ (جواہر البیان صفحہ ۹۷، ۹۸)

اس باب کی دوسری فصل حج و عمرہ کے فضائل اور تارکین حج کی مذمت کے بیان میں ہے۔ مولانا نقی علی خاں نے اس فصل میں حج کی فضیلت اور اس کی رحمت و برکت کے بیان میں چھتر (۷۶) احادیث مبارکہ نقل کی ہیں اور چار حکایتیں درج کی ہیں:

تیسری فصل آداب سفر اور مقدمات حج کے بیان میں ہے۔ اس فصل میں مولانا نے حج کا قصد کرنے سے لے کر حج سے واپسی تک ساتھ ضروری باتوں کا ذکر کیا ہے۔

قبول حج کے لیے ہر زائر حرم کا ان کو جاننا اور عمل کرنا انتہائی لازمی ہے۔ اس فصل میں مولانا نے جو نکات بیان کیے ہیں ان سے مولانا کی فقیہانہ اور محققانہ بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے۔ چوتھی فصل ترتیب اعمال حج کے بیان کے بارے میں ہے۔ اس فصل میں مولانا نے حج کے تمام ارکان ادا کرنے کے طریقے اور ان کی دعائیں تحریر کی ہیں اور ساتھ ہی ایک واضح نقشہ بھی پیش کیا ہے جس سے زائرین حرم کو کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ اہم بات یہ ہے کہ ہر مقام کا میل اور فاصلہ بھی تحریر کیا ہے کہ کون سا مقام کتنے فاصلہ پر واقع ہے۔ ارکان حج کے علاوہ کسی موقع پر لود کس وقت کیا کرنا چاہئے اس کا ذکر بھی مولانا نے بہت تفصیل سے کیا ہے جس سے مولانا کی وسعت علمی، مطالعہ کی گہرائی اور گیرائی کا اندازہ ہوتا ہے۔

پانچویں فصل ’اسرار حج‘ کے بیان میں ہے۔ اس فصل میں مولانا نقی علی خاں نے دیگر امتوں کے مقابلہ میں امت مسلمہ کی فضیلت و اہمیت بیان کرتے ہوئے اس پر اللہ کی بے پناہ رحمتوں اور برکتوں کا ذکر کیا ہے اور حج بیت اللہ کی عزیمت و حرمت بیان کی ہے اور ساتھ ہی یہ تنبیہ بھی کی ہے کہ مال حرام سے حج نہ کیا جائے۔ ایسا حج منہ پر مار دیا جائے گا۔ اس فصل میں مولانا یہ بھی تاکید کی ہے کہ حج کرنے کے بعد مسلمان کو چاہئے کہ وہ باقی زندگی اطاعت الہی میں بسر کرے اور یہی عمل قبولیت حج کا مظہر ہوگا۔ چنانچہ مولانا فرماتے ہیں:

”بعد تمام حج کے ہمیشہ طاعت الہی و اجتناب منافی میں سرگرم رہ کہ دلیل قبول حج ہے حیف ہے جو نگاہ خدا کے گھر پر پڑے اب کسی حرام قصد سے اٹھے جن ہاتھوں غلاف کعبہ چھوا، موقف عرفات میں خدا کی طرف بلند ہوئے۔ اب ان سے امرنا مشروع صادر ہو جو لب تلبیہ و بوسہ حجر سے مشرف ہوئے اب ان سے سخن نا بآستہ نکلے جو پاؤں راہ خدا میں چلے اب ان سے کارنا شائستہ کی طرف جائے جو بدن مجمع اقطاب و ابدال و مجلس ذکر و الجلال میں حاضر رہا اب محفل لہو و لعب و مجمع فساق و فجار میں شریک ہو۔“ (جواہر البیان صفحہ ۱۶۲)

مندرجہ بالا ہدایتوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی شخص کہہ سکتا ہے جو روحانیت کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہو اور مقام قرب کے آداب سے پوری طرح واقف ہو۔
چوتھے باب کے بعد کتاب کا خاتمہ ہے جو مدینہ طیبہ کی زیارت سے متعلق ہے اس میں دو فصلیں ہیں۔ یہ کتاب ارکان اسلام سے متعلق ہے لیکن اس میں دیگر موضوعات پر بحث کیوں کی گئی ہے۔ اس کی وضاحت مولانا نے اس طرح کی ہے:

”ہر چند موضوع اس کا ارکان اربعہ ہیں اور یہ بحث ان سے جدا مگر یہ ذکر اس کا ہے جس کی یادِ الہی سے مفارقت نہیں یہاں وہ نام پاک ورد زبان ہو گا جو آرام جاں ہے اور زیور ایمان جس کے بغیر مسلمانوں کو کبھی تسکین ممکن نہیں۔“ (جواہر البیان صفحہ ۱۶۳)

اس خاتمہ کی فصل اول میں مولانا نے زیارت نبوی ﷺ سے مشرف ہونے والے مسلمانوں کے درجات کی بلندی اور شفاعت کی یقین دہانی میں اٹھارہ احادیث مبارکہ پیش کی ہیں اور سرکار رسالت مآب ﷺ سے اپنی عقیدت و محبت اور جاں نثاری کا والہانہ اظہار کیا ہے۔

دوسری فصل آداب زیارت نبوی ﷺ سے متعلق ہے۔ مولانا کی ذات والا صفات کو حضور نبی کریم ﷺ سے زبردست عشق ہے اور احترام و اکرام ان کے رگ و پے میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ مولانا نے حرم پاک کی زیارت کے لیے کس طرح اپنی بے قراری کا والہانہ اظہار کیا ہے کہ پڑھنے اور سننے والے دیوانہ وار دربار رسول کی تمنا کی تخم ریزی اپنے دل و دماغ میں کرنے لگتے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

”جب حرم مدینہ طیبہ زادھا اللہ شرفا و طیباً کے قریب پہنچے اور آنکھ وہاں کے درختوں اور پہاڑوں اور آثار و معالم پر پڑے دامن جلال و ادب کمر ایمان پر چست باندھے اور ہمہ تن دریائے ذوق و شوق میں ڈوب جائے دل غفلت پسند اگر ایسے وقت بھی خواب بے خبری میں ہوا س نادان کا شانہ ہلائے اور کہے ادب و دقت نے والے

جاگ اور ہوشیار ہو کہ یہ وقت خواب کا نہیں۔“ (جواہر البیان صفحہ ۱۷۶)
کتاب کے خاتمہ کے بعد صاحب تصنیف مولانا نقی علی خاں رحمہ اللہ کے خلف اکبر اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا رحمہ اللہ کی تقریظ ہے جس میں امام احمد رضا نے اپنے والد ماجد کے مختصر حالات زندگی اور ان کی تصنیفات کا ذکر انتہائی عقیدت و محبت کے ساتھ کیا ہے۔
بہر حال یہ کتاب ”جواہر البیان فی اسرار الارکان“ اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے۔ اس میں روزہ، نماز، زکوٰۃ، خیرات، وضو، غسل اور دیگر مسائل ضروریہ بڑی تشریح کے ساتھ بحث میں لائے گئے ہیں اور بہت سے مسائل اس تحقیق کے ساتھ بیان کیے ہیں کہ ان کا یکجا ملنا مشکل ہے۔ مولانا نے ہر مسئلہ میں ایسے نکات پیش کیے ہیں کہ عقل و دنگ رہ جاتی ہے۔ ہر موضوع پر احادیث کریمہ سے استدلال اس وسیع پیمانے پر کیا ہے گویا تمام احادیث آپ کے پیش نظر ہیں۔ مولانا نقی علی خاں نے استدلال کا وہ اسلوب اختیار کیا ہے کہ کوئی گوشہ اور کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا ہے۔ ساتھ ہی مولانا کا تمام کلیات و جزیات پر عبور تامہ بھی بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔

جہاں تک اس کتاب کے اسلوب نگارش کا تعلق ہے تو زبان میں سلاست اور بیان میں فصاحت کی شیرینی ہے۔ اس فصاحت و بلاغت نے زبان کو پُر اثر بنا دیا ہے۔ معنی اور مسجع عبارت عصری تقاضوں کو پورا کرتی ہے۔

مولانا کے اسلوب نگارش کی بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ نے جا بجا موقع اور محل کے لحاظ سے اردو فارسی کے اشعار بھی تحریر کیے ہیں جو بیان میں زور و اثر پیدا کر دیتے ہیں۔ آپ کے اسلوب نگارش کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ موصوف چھوٹے جملوں سے بہت بڑا مفہوم واضح کر دیتے تھے۔ مولانا چھوٹے جملے لکھ کر بڑا مضمون ظاہر کرنے کے ماہر ہیں۔ مولانا کے یہاں ادق اور ثقیل الفاظ کا استعمال بھی بکثرت پایا جاتا ہے جو کہ زبان و بیان اور اسلوب تحریر کے اعتبار سے اردو ادب کا عظیم سرمایہ ہے۔

(”علامہ مولانا نقی علی خاں رحمہ اللہ، حیات اور علمی وادبی کارنامے“، صفحہ ۱۵۶ تا ۱۷۱، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، انٹرنیشنل،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حمد بے حد اس قادر مطلق کو شایان جس نے تمام ممکنات عالم تشریف وجود سے مشرف فرمائے اور چھ دن میں ساتوں زمین و آسمان بنائے۔ عجائب حکمت و غرائب صنعت اس کے ادراک عقول سے باہر اور احاطہ و ہم و ہم سے برتر۔

چناں آفریدی زمین و زمان ہماں گردش انجم و آسمان کہ چنداں کہ اندیشہ گردد بلند سر خود بروں نادر و زیں کمند ہر مصنوع صنعت صانع با کمال پر بہ لسان حال شاہد ہے زمین کو دیکھ تمام عمر چلے اس کی سیر نہ کر سکے آسمان سے مینہ اتار اس سے ہر قسم کے غلے اور رنگ رنگ کے پھول اور شگوفے پیدا کیے دریا کو دیکھ زمین کو محیط ہے اور جس قدر زمین سے زیادہ اور لطیف ہے اسی قدر عجائب اس کی عجائب زمین سے نفیس اپنی پیدائش میں تامل کر کیسے کیسے نقش بدیع ایک قطرہ آب پر کھینچے اور کس طرح کی قوتیں تیرے ظاہر و باطن میں ودیعت رکھیں۔

ہر آں چہ آفرید او بہ اسباب نیست بہ دریافتن عقل را تاب نیست
خرد دانش آموز تعلیم اوست دل از داغ داران تسلیم اوست
پر از حکمت و حکم اوشد جہاں بہ حکم آشکارا بہ حکمت نہاں
طباشیر صبح و غباشیر شام چراغاں و خورشید و ماہ تمام
ہمہ نور از فیض نور ویند لیالی بہ عالم ستور دیند
قریب ترین مخلوقات آدمی سے ہستی اس کی ہے انا کہتا ہے اور نہیں جانتا حقیقت میری کیا ہے۔

تنت زندہ بہ جان و جاں نہانی تو از جاں زندہ و جاں را ندانی
دانایان عالم اس کی حکمت کاملہ میں حیران اور تمام جہان شوق و طلب میں سرگرداں ہر طرف اس کے کشتے پڑے ہیں اور ہر گوشہ میں اس کے سوختہ جل رہے ہیں،

یہود و نصاریٰ اکشت و کلیسا اور ہنود و مجوس بتخانے اور آتش کدے میں اسی کو ڈھونڈتے ہیں مگر عین طلب میں راہ گم کرتے ہیں۔ مسلمان مسجد و خانقاہ میں انہی کا دم بھرتے ہیں اور اس کے فضل سے مطلب کو پہنچتے ہیں نسیم کس کی تلاش میں کو بہ کو دوں ہے اور دریا کس کی طلب میں بے سرو پا رواں پھول نے کس کے شوق میں گریباں چاک کیا اور بلبل نے کس کی یاد میں آہ دردناک ایک عالم اس کے شوق و محبت میں مشغوف ہے اور زمین و آسمان اور جوآن میں ہے اس کی تسبیح و تحمید میں مصروف۔

نگہ کن ذرہ ذرہ گشتہ پویاں بہ حمش نکتہ توحید گویاں
﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُسَبِّحُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الطَّیْرُ صٰفٰتٍ﴾

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ خدا کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور پرند صاف باندھے۔

مرغان چمن بہر صباخی خواند ترا بہ اصطلاحی
ہمہ نقش این گنبد زرنگار گواہند بر صبح پروردگار!
اگر گوہر آمد و گرچہ خستہ است بدون و درویش حکایت بے است
تو گر گفت ایشان ندانی خموش کہ گفتند لیکن نداری تو گوش
نسیم لطف اس کی جس طرف گزرتی ہے ایک ساعت میں ناقص کو کامل کرتی ہے
اور دریائے رحمت اس کا جب جوش مارتا ہے ہزاران ہزار دفتر معصیت ایک قطرے سے دھوتا ہے یکا یک رسول قبول یہ مرثدہ جاں فزا سنا تا ہے:

اَلْحَبِیْبُ یَقْرَءُ لَکَ السَّلَامَ وَ یَقُوْلُ: اِنَّ لِیْ مَعَكَ کَلَامًا۔
حبیب نجا ایک بت تراش تھے، سعادت ازلی نے دستگیری فرمائی، قوم انہیں قتل کرتی اور وہ کہتے:

یَلِیْتُ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ بِمَا عَفَرْتُ لِیْ رَبِّیْ وَ جَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ۔
جادوگر فرعون کے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ کو آئے، ایک جھلک نور تو حید کی

نظر آئی بے اختیار پکار اٹھے:

اللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ-

فرعون کہتا: میں تمہیں سولی دوں گا اور ہاتھ پاؤں کاٹوں گا۔

جواب دیتے:

لَا ضَيْرَ إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ-

کچھ نقصان نہیں، ہم اپنے رب کی طرف پھرنے والے ہیں۔

یہ سولی نہیں وسیلہ حصول مطلوب اور زربان بام محبوب ہے۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ جس زمانے میں بت پوجتے اس کے علم میں امیر المومنین تھے،

اور فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ راہ مارتے اور اس کے نزدیک رہبر اہل دین، جسے اپنا کرتے ہیں

ایک جذبہ غیبی سے وہاں کھینچ لیتے ہیں کہ دوسرے ہزار برس کی مشقت و ریاضت سے نہیں

پہنچتے۔

جَذْبَةٌ مِنْ جَذَبَاتِ الْحَقِّ تَوَازِي عَمَلِ الثَّقَلَيْنِ

عابدین ہفتاد سالہ حیران رہ جاتے ہیں، کیا تھا کیا ہو گیا، کہاں تھا کہاں پہنچا،

کبریائی اور عزت اس کے جواب دیتی ہے:

فَعَالٌ لِّمَا يُرِيدُ-

مالک مختار ہے جسے چاہے نوازے کسی کی کیا مجال کہ اس کے کام میں دخل دے

اور جسے رد کرتے ہیں ستر برس ایک گھنٹی میں بھٹکتا ہے اگر وہ بد نصب اپنی نامرادی پر کسی

وقت تاسف کرتا ہے الہی سب تیرے بندے ہیں اوروں کو راہ دکھاتا ہے اور مجھے محروم رکھتا

ہے سرپردہ ہیبت سے نہا ہوتی ہے:

خبردار ہو شیار! ادب ہاتھ سے نہ دے۔ يَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ-

وَيُحْكُمُ مَا يُرِيدُ ﴿﴾

مالک حقیقی اپنے ملک میں جس طرح چاہے تصرف کرے، فضولی کی کیا حقیقت

جو دم مارے، جان ہزاروں طالبوں کی اس کی غیوری سے برباد ہے اور لاکھوں دل سوختہ

دریائے لا اُبالی میں غرق زعاف و عالم ندائے اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ سے اپنے کام

میں حیران اور پیغمبر و صدیق اس کی بے نیازی سے خائف و ترساں برق غضب اس کی

ہزار برس کی طاعت و ریاضت جلا کر خاک بناتی ہے معلم ملکوت کو ایک آن میں شیطان و

ملعون کرتا ہے اور بلعم باعور کو لمحہ میں مردود و مقبور، تو کیا چیز ہے کہ اس کے کام میں دخل

دے جب نظر عنایت خاک پر ہوئی ملائکہ نے مدت سے تسبیح و تقدیس میں مشغول اور

طہارت و عصمت کے ساتھ موصوف تھے عرض کیا:

الہی! ہم تیری عبادت میں مشغول ہیں باوجود ہمارے یہ مایہ فساد و خوں ریزی

کب لیاقت خلافت رکھتی ہے، امشا دہوا:

إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ-

تحقیق میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

ہست ما را بے ز عالم پاک رازہائے نہفتہ در دل خاک

جب مقربان حضرت بہ باں عصمت و طہارت ایک مخلوق الہی کی خوبی و بزرگی

سے واقف نہ ہوئے اور بہ ہزار عجز و نیاز اپنی نادانی کا اعتراف کیا:

سُبْحَنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ-

اس مشیت خاک بے بضاعت محمد تقی علی حنفی قادری بریلوی کی حقیقت کہ بہ

اس لوٹ معصیت حمد و ثنا اس کی بجا لاوے یا نعت اس کے حبیب والا مقام علیہ السلام کی لکھ

سکے۔

وصف خلق کسے کہ قرآن ست خلق را وصف او چہ امکاں ست

خدایا در فضل بکشادہ کزیاں رسولے فرستادہ

تو دانی من او را نیارم ستود پس از من بہ جانش تو برخواں درود

درودے چو باد صبا مشک بار درودے چو مہر سما نور دار

درودیکہ چوں پائے بر لب نہد دل مردہ را جان تازہ دہد!

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ عَلَى آلِهِ وَ أَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ مَا اسْتَنَارَ الْقَمَرَانِ وَ اسْتَدَارَ الْمَلَوَانِ۔

نا چار تحریر مطلب میں مشغول ہوتا ہے کہ فرائض اربعہ یعنی: نماز و زکوٰۃ و حج و روزہ افضل اعمال و ارکان دین متین ہیں جس قدر تاکید اور تارک پر وعید ان کے باب میں وارد، دوسری عبادت کی نسبت نہیں لہذا فقیر یہ مختصر مسمی بہ رسالہ ”جواہر البیان فی اسرار الارکان“ ان کے بیان میں تالیف اور ہر ایک کے لئے ایک باب جدا گانہ اور مطلق عبادت کے بیان میں ایک مقدمہ وضع کرتا اور ناظرین سے دعائے مغفرت کی امید رکھتا ہے، وَ اللَّهُ الْمُؤَقِّقُ لِلْسَّدَادِ وَ مِنْهُ الْهَدَايَةُ وَ الرَّشَادُ إِنَّهُ مَلِكٌ كَرِيمٌ جَوَادٌ۔

مقدمہ بیان عبادت میں

عبادت حاصل زبست ہے اور سرمایہ نجات، ثمرہ علم و فائدہ حیات، وسیلہ جنت و کیمیائے سعادت طریق اولیاء و بضاعت اتقیا مقصد ساکان و حرفت مردان نتیجہ نظام عالم و غایت آفرینش جن و آدم مقبول ابرار و مقربین محبوب انبیاء و مرسلین بزرگان دین شب و روز عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے۔ ابو درداۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

”مجھے زندگی تین چیز کے لئے عزیز ہے، سجدہ دراز سنتوں میں اور شدت تشنگی روزوں میں اور صحبت ان لوگوں سے جن کی باتیں پسندیدہ ہوں۔“

خواجہ جنید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سری سقطی کی عمر اٹھانوے برس کی ہوئی کسی نے بجز وقت مرگ لیٹے نہ دیکھا۔ محمد جریری ایک سال مکہ میں رہے نہ سوئے نہ پیٹھ سیدھی کی نہ پاؤں پھیلائے۔ اویس قرنی رضی اللہ عنہ ایک رات رکوع اور دوسرے سجدہ میں تمام کرتے۔

ربیع کہتے ہیں:

میں نے انہیں نماز صبح میں پایا، جب فارغ ہوئے دل میں کہا: وظیفہ پڑھ لیں تو

باتیں کروں ظہر تک اسی حال پر بیٹھے رہے پھر ظہر پڑھی اور عصر تک اور عصر سے مغرب اور مغرب سے عشا اور عشا سے صبح تک نماز و وظیفہ میں مشغول رہے ایک ساعت آنکھ لگی چونک اٹھے اور کہا: الہی! میں چشم بسیار خواب و شکم بسیار خوار سے پناہ مانگتا ہوں۔

ابوبکر بن عیاش چالیس برس نہ لیٹے، آنکھ میں پانی آگیا، تین برس اہل و عیال سے چھپایا، ہر روز تیس ہزار بار سورۃ اخلاص اور پانچ سو رکعت پڑھتے اور دن میں کئی ختم کرتے اور فرماتے: جو تمام عمر آخرت کے لئے عبادت کرے، تھوڑی ہے کہ آخرت نہایت نہیں رکھتی۔

سفیان ثوری کہتے ہیں کہ ایک رات میں رابعہ بصریہ کے پاس گیا اور ہم دونوں رات بھر نماز میں مشغول رہے صبح کو ان سے کہا: شکر اس توفیق کا کیا ادا کیا جائے، کہا: شکر اس کا یہ ہے کہ دن کو روزہ رکھا جائے۔

بعض تابعین عصر کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کوئی نے چالیس برس صبح کی نماز عشا کے وضو سے پڑھی، ہر شب دو رکعت میں قرآن ختم کرتے شب و روز میں کسی وقت نہ سوتے صرف عصر و مغرب کے درمیان دیوار مسجد سے تکیہ لگا کر قدرے آرام کر لیتے۔

خود حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ دن کو روزہ رکھتے اور رات قیام میں بسر فرماتے یہاں تک کہ پائے مبارک پرورم آگیا۔

سلطان الاصفیا حضرت نظام الدین محبوب الہی فرماتے ہیں:

شوخی چشم مشائخ عظام کہلاتے ہیں اور مشائخ میں سوا عظام کے کچھ باقی نہیں رہتا۔ اے عزیز! ہر چند کار مقدور و مقسوم ہے مگر جسے نوازا جاتے ہیں اسے محنت و ریاضت میں مصروف اور جسے رد کرتے ہیں عیش و عشرت میں مشغوف رکھتے ہیں۔

نابردہ رنج گنج میسر نمی شود مرثاد گرفت جان برادر کہ کار کرد

شیطان نے ایک عابد کو بہکایا تو رات دن اللہ اللہ کرتا ہے، کبھی اس طرف سے

بھی جواب آتا ہے؟ غیب سے خطاب ہوا: تیرا اللہ اللہ کہنا ہی ہمارا جواب ہے اور تیرا سوز

دل ہمارا اپنی۔ اے عزیز! اگر چہ ازل میں فرمادیا:

فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ فَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ۔

اور سعادت و شقاوت پہلے پیدائش سے لکھ دی:

الْكَاثِرُونَ مِنْ سَعْدٍ فِي بَطْنِ أُمِّهِ وَالشَّقِيَّةُ مَنْ شَقِيَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ۔

مگر علامت سعادت و شقاوت کی اس وقت ظاہر ہے جسے ہلاک کیا جاتے ہیں

اس کے دل میں یہ بات ڈالتے ہیں جو لکھا ہے ہوگا جہد و مشقت و عبادت و ریاضت سے

کیا حاصل، جس کی موت بہ حکم ازل آجاتی ہے اس کے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر

اس وقت مرنا مقدر ہے کبھی نہ بچوں گا پھر کھانے پینے سے کیا فائدہ اور جس کی زندگی منظور

ہوتی ہے اسے کھانے پینے اور تجارت اور زراعت کی طرف راغب کرتے ہیں، اسی طرح

اگر تجھے عبادت و ریاضت کی توفیق دیں علامت تیری نجات و سعادت کی ہے اور جو

بطالت و غفلت میں مبتلا کریں یقین جان کہ تیری تقدیر میں خرابی لکھی ہے۔

مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں: ایک بار جناب سرور عالم ﷺ اتشریف

رکھتے تھے اور دست اقدس میں ایک چھڑی تھی کہ اس سے زمین کریدتے یعنی ایک تفکر

قلب انور پر طاری تھا کہ سر والا اٹھایا اور ارشاد فرمایا:

”کوئی جان ایسی نہیں جس کا گھر پہلے سے نہ معلوم ہو چکا ہو کہ جنت

میں ہے یا دوزخ میں۔“

صحابہ نے عرض کیا:

فَلَمْ نَعْمَلْ أَفَلَا نُنْجَلُ؟

پھر ہم عمل کیوں کریں کیا تکلیف نہ کر بیٹھیں؟“

یعنی: جو مقدر میں ہے وہ ہوگا ہمارے عمل سے کیا ہوتا ہے! ارشاد ہوا:

اعْمَلُوا فَاكُلْ مِيسَرًا لِمَا خُلِقَ لَكُمْ۔

عمل کیے جاؤ کہ ہر ایک کو وہی سامان مہیا کر دیا جاتا ہے جس کے لئے پیدا ہوا۔

پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنَى فَسَنِيَرُهُ

لِلْأُسْرَىٰ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ وَ كَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ

فَسَنِيَرُهُ لِلْعُسْرَىٰ۔

اے عزیز! دنیا مزرع آخرت ہے، جیسا عمل کرے گا پھل پائے گا۔

گندم از گندم بروید جو ز جو از مکافات عمل غافل مشو

لہو و لعب میں عمر عزیز برباد کرنا اور عیش آخرت کی امید رکھنا یا گناہ کرنا اور نجات

کا متوقع ہونا حماقت نہیں تو کیا ہے۔ رباعی

اے دل یہ ہوس بر سر کارے نری تاغم نخوری بہ نمگسارے نری

تا سودہ مگردی چو تن در تہ سنگ ہرگز بہ کف پائے نگارے نری

اگر چہ کوئی عمل بے عنایت و رحمت الہی کام نہیں آتا مگر عنایت و رحمت اسی پر ہوتی

ہے جو نیک عمل کرتا ہے۔ وہ خود فرماتا ہے:

إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ۝

جو آج دوزخ کی طرف چلتا ہے دوزخ سے قریب اور بہشت سے دور ہوتا جاتا

ہے، کل اگر بہشت کی طرف چلنا چاہے گا جانے نہ دیں گے۔ اس وقت اپنی نادانی کا

معترف ہوگا اور قدر اس دارالعمل کی سمجھے گا۔

بہ وقت صبح شود ہمو روز معلومت کہ باکہ باختر عشق در شب دیبور

مگر اس وقت جاننا محض بے کار ہے، ہر چند عرض کرے گا:

رَبِّ ارْجِعْنِي أَعْمَلْ صَالِحًا۔

ملا مت کے سوا جواب نہ پاوے گا۔

نامہ کاں بہ حشر خواہی خواند از ہمیں جا سواد باید کرد

ایک دن قہار مطلق کے حضور کھڑا ہونا اور ایک ایک نعمت کا حساب دینا ہے۔

ثُمَّ لَنَسْأَلَنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ۔

جب فرمائے گا: ہم نے تمہیں ہاتھ پاؤں زبان کان ناک آنکھیں اور طرح

طرح کی نعمتیں عطا فرمائیں تو نے انہیں کس کام میں رکھا؟ اس وقت کیا جواب دے گا؟
 إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْنُورًا۔
 قطع نظر ان نعمتوں اور عنایتوں کے صرف ربوبیت والوہیت مقتضی اس کی ہے
 کہ اس کی بندگی و عبادت کی جائے۔ قال تعالیٰ و تقدس:

أَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ ۝

دیکھو یہ تفریع اس مدعا میں صریح ہے۔

حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ فرماتے ہیں:

أَقْلًا أَكُونَ عَبْدًا شَكُورًا۔

یہ عبادت و ریاضت تحصیل نجات و مغفرت کی غرض سے نہیں بلکہ بہ اقتضائے
 بندگی ہے۔

خواجہ فرید الدین قدس سرہ نے ایک لونڈی خریدی، اسے بچھونا بچھانے کا حکم دیا۔

اس نے عرض کیا:

”شیخ! تمہارا کوئی مولیٰ بھی ہے؟ بڑی شرم کی بات ہے کہ تم سوؤ اور وہ

جاگتا رہے۔“

بالجملہ غلام پر فرماں برداری و خدمت مولیٰ کی واجب ہے اور جو نسبت کہ مولیٰ

اور بندہ میں ہے عبادت و بندگی کے لئے کافی مگر ناقص اس نسبت پر نظر نہیں کرتے اور
 جب تک اپنے حظ و نصیب کو دخل نہ ہو کسی کام کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ ان کے لئے چند
 فوائد اس عمدہ کام کے مسطور ہوتے ہیں:

اول: جو عبادت کرتا ہے، ممد و حمین خدا میں داخل ہوتا ہے کہ پروردگار عالم عابدوں کی

مدح و ثنا کرتا ہے۔ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ۔

دوم: اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھتا ہے۔ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ۔

سوم: اسے قبول عام عطا فرماتے ہیں، سوا بد بختان ازلی کے سب اسے دوست رکھتے

ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

جب خدا بندہ کو دوست رکھتا ہے، جبریل سے فرماتا ہے: اے

جبریل! میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو اس سے محبت کر!

جبریل تمام زمین میں ندا کر دیتے ہیں:

اے اہل زمین! خدا کو فلاں شخص سے محبت ہے تم اسے دوست رکھو۔

فَيُضَعُّ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ۔

چہارم: اللہ عز و جل اس کے سب کام درست کرتا ہے۔ أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ۔

پنجم: اس کے رزق کا کفیل ہوتا ہے۔ وَ كَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا۔

ششم: اس کی مدد کرتا ہے اور دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔ كَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ

الْقِتَالَ، وَ كَفَى بِاللَّهِ نَصِيرًا۔

ہفتم: خدا کے نزدیک موقر و معظم ہو جاتا ہے۔ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِكٍ مُّقْتَدِرٍ۔

ہشتم: حق تعالیٰ اسے دنیا میں وہ عزت بخشتا ہے کہ ملوک و سلاطین و جباران زمین اس

کی خدمت و فرماں برداری کرتے ہیں۔

بعض مشائخ کرام فرماتے ہیں کہ جو خدا کا ہو جاتا ہے تمام عالم میں اس کا حکم

جاری ہوتا ہے۔

تو یک عہد گر خود بجا آوری سر نہ فلک زیر پا آوری!

کسب رضا نماؤ فلک زیر پایہ میں کس بے رضا بہ ذرۃ علیا نمی رسد

صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو اپنی طرف نسبت کیا۔ نَافَقَةُ اللَّهِ وَ سُقْيَاهَا۔ سب جانور

اہل جنگلی اس سے ڈرتے۔

کعبہ معظمہ کو اپنا گھر کہا۔ طَهَّرْنَا بَيْتِي، آدمی اس کی زمین میں شکار نہیں کھیلتے،

پرند اس پر ہو کر نہیں اڑتے، اصحاب فیل کو ان کی بے ادبی نے ہلاک کیا اور اس کے ہاتھی

محمود نے اسے دیکھ کر سجدہ کیا ہر چند مارا نہ اٹھا مسیحی مطابق اسم ہوا۔

کرا دماغ کہ از کوئی یار بر خیزد

نشست ایم کہ از ما غبار بر خیزد

نہم: اسے ہمت بلند عطا فرماتا ہے کہ لوٹ حرص و طمع اس کے قریب نہیں آتا اور صبح و شام غیر خدا سے کچھ کام نہیں رہتا۔

يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ۔

دہم: دل اس کا تو نگر ہو جاتا ہے کہ دولت ہفت اقلیم اس کی نظر میں حقیر و بے قدر ہو جاتی ہے۔ وَإِنَّمَا الْغَنَىٰ غِنَى النَّفْسِ۔

یازدہم: اس کے دل میں ایک نور پیدا ہو جاتا ہے جس کی روشنی میں ملکوتِ آسمان و زمین اس پر منکشف ہوتے ہیں۔

وَكَذَٰلِكَ نُرَىٰ إِبْرَاهِيمَ مَلِكُوتِ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرْضِ وَ لِيَكُونَ مِنَ الْمُؤَقِّنِينَ ۝

دوازدہم: وحشت اس کے قریب نہیں آتی اور خود مالکِ حقیقی اس کا مونس ہوتا ہے۔

أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ۔

سیزدہم: اس کا دل اس قدر فراخ و منشرح فرماتے ہیں کہ علوم و معارف بے تکلف حاصل اور نظریات بدیہی ہو جاتے ہیں اور انتہا اس کی یہ ہے کہ تعلیمِ الہی بے واسطہ توجہ فرماتی اور مشقِ لوح و قلم بے کار رہ جاتی ہے مرتبہ اُمتیت کہ خاصہ جناب ہے اسی سے عبارت اور عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ اور عَلَّمْتُ الْاَوَّلِينَ وَ الْاٰخِرِينَ اسی طرف اشارت۔

چہار دہم: اس کا رعبِ خلق کے دل میں پیدا ہوتا ہے کہ زبردستانِ عالم اس کے نام سے کانپتے ہیں اور کج کلباں جہاں اس کے سامنے بات نہیں کر سکتے۔

طَارَتِ الْقُلُوبُ الْعَدٰی مِنْ بَاسِهِمْ فَرَقَا فَمَا تَفَرَّقَ بَيْنَ الْبِہِمِ وَ الْبِہِمِ! اور نہایت اس کی یہ ہے کہ شیطان اس کے سایہ سے بھاگتا ہے اور جس راہ وہ چلے اس راہ سے نہیں گزرتا۔

إِنَّ الشَّيْطٰنَ يَفْقَرُ مِنْ ظِلِّ عُمَرَ وَ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطٰنُ سَالِكًا فَبَجًا قَطُّ إِلَّا سَلَكَ فَبَجًا غَيْرَ فَجْكَ۔

پانزدہم: خلق کو اس سے محبت ہو جاتی ہے یہاں تک کہ آسمان و زمین اس کی موت پر روتے ہیں

كَمَا وَرَدَ فِي الصَّحَاحِ۔

شانزدہم: اس کے ہر کام اور ہر چیز میں برکت ہوتی ہے حتیٰ کہ لوگ اس کے کپڑوں اور مکان سے تبرک کرتے اور فائدہ اٹھاتے ہیں، جہاں جاتا ہے رحمتِ الہی نازل اور رضائے ربانی حاصل ہوتی ہے۔

لِلَّهِ قَوْمٌ إِذَا حَلُّوا بِمَنْزِلَةٍ حَلَّ الرَّضٰی وَ يَسِيرُ الْجُودُ إِنْ سَارُوا

ہفتدہم: بارگاہِ عزت میں ایسا قبول و وجاہت پاتا ہے کہ اس کے پاس بیٹھنے والے بھی بد بخت اور رحمتِ الہی سے محروم نہیں رہتے۔

هُمْ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰی بِہِمْ جَلِیْسُهُمْ۔

بہجدہم: زمین اور پانی اور ہوا اور وحش و طیور و سباع اس کے مسخر ہوتے ہیں کہ پانی پر چل سکتا ہے اور ہوا میں اڑ سکتا ہے چاہے تو ہزار کوس زمین ایک ساعت میں طے کرے اور اڑتے جانور ہوا سے اتار لے وحش سباع کو بے آلات و اسباب پکڑ سکتا ہے۔

مَنْ كَانَ لِلَّهِ كَنَانًا اللَّهُ لَهُ۔

نوزدہم: دعا اس کی قبول ہوتی ہے سفارش منظور، جو چاہتا ہے خدا اپنے فضل و کرم سے کر دیتا ہے جس بات پر قسم کھاتا ہے وہی ہو جاتا ہے، حدیث میں ہے:

رُبَّ أَشْعَثَ أَغْبَرَ لَوْ أَقْسَمَ بِاللَّهِ لَا بُرَّةَ۔

بستم: عبادت سے بدن ضعیف ہو جاتا ہے اور اس کا ضعف روح کو قوت بخشتا ہے۔

مردن تن و ریاضت بند گیسٹ رنج این تن روح را پایند گیسٹ تن ریاضت گرچہ لاغری کند صدر را چوں بدر نوری کند

بست و کیم: اس کے وسیلہ سے مخلوق خدا رزق پاتی اور نصرتِ الہی نازل ہوتی ہے۔

بست و دوم: رفتہ رفتہ یاد خدا اس کی خمیر ہو جاتی ہے اور دل ہر وقت ذکرِ الہی میں مشغول رہتا

ہے کہ کوئی کام اس سے مانع نہیں ہوتا:

لَا تُلْهِهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ۔

بست وسوم: درگاہ الہی میں اسے ایسا رتبہ جلیلہ عطا فرماتے ہیں کہ لوگ اس کی جاہ و برکت کو اپنی حاجتوں میں وسیلہ کرتے ہیں اور اس کے توسل و شفاعت سے مرادیں پاتے ہیں۔

وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ O

بست وچہارم: انجام کار جب عبادت نہایت کو پہنچتی ہے تو عابد و معبود میں ایک ایسی نسبت مجبول الکفایت حاصل ہوتی ہے کہ زبان جس کے بیان سے قاصر اور دست عقل دامن ادراک سے کوتاہ جناب باری حلول سے پاک ہے اور واجب و ممکن کا اتحاد محال مگر جو بات کہتا ہے خدا کا کلام ہے اور جو فعل کرتا ہے اللہ کا کام۔

شرح ایں معنی بروں از آگہی ست پانہادن اندریں رہ میر ہی ست

جناب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے پروردگار اکرم سے ناقل ہیں:

مَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ فَإِذَا أُحِبَّهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَفَوَادَهُ الَّتِي يَعْقِلُ بِهِ وَلِسَانَهُ الَّذِي يَتَكَلَّمُ بِهِ۔

ہمیشہ بندہ میری نزدیکی چاہتا رہتا ہے نوافل سے یہاں تک کہ میں اسے دوست

رکھتا ہوں پس جب میں اسے دوست رکھتا ہوں تو ہو جاتا ہوں اس کا وہ کان جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھ جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا وہ ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا وہ پیر جس سے وہ چلتا ہے اور اس کا وہ دل جس سے وہ سمجھتا ہے اور اس کی وہ زبان جس سے وہ کلام کرتا ہے۔

بست و پنجم: وقت مرگ ایمان ثابت اور مکروہ و سادس شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ مِنْ سُلْطَنٍ۔

بست و ششم: فرشتے اسے خدا کی رضامندی کے ساتھ بشارت دیتے ہیں اور کہتے ہیں:

يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً O

اے مطمئن جان! پھر چل اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے، اس وقت وہ جان بہزار شوق و رغبت دار آخرت کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور ثمرہ اس رغبت کا یہ ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ بھی اس کے ملنے کو دوست رکھتا ہے اور پسند فرماتا ہے:

مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللَّهِ أَحَبَّ اللَّهُ لِقَاءَهُ۔

بست و ہفتم: جب وہ جان اپنے مالک کے حضور پہنچتی ہے محبوب حقیقی اپنے جوار رحمت میں جگہ دیتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے:

فَادْخُلِي فِي عِبَادِي O وَادْخُلِي جَنَّتِي O

بست و ہشتم: اسے ملکوت آسمان میں جلوہ دیتے ہیں اور ملاء اعلیٰ پر عرض کرتے ایک خوشبو اس روح پاک سے نکلتی ہے کہ دماغ قدسیان معطر کر دیتی ہے ملائکہ اس کی زیارت کرتے ہیں اور اسکے حق میں دعائے خیر دیتے ہیں:

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ جَسَدِكَ كُنْتَ تَعْمُرُنَا۔

بست و نہم: قبر کے فتنے سے محفوظ رہتی ہے اور سوال نکیرین کا جواب غیب سے اسے تعلیم ہوتا ہے:

يَشِيتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

وَفِي الْآخِرَةِ O

سیم: پروردگار عالم اس کی قبر کو روشن و فراخ کر دیتا ہے اور ایک کھڑکی بہشت کی طرف اس کی قبر میں کھول دیتا ہے:

كَمَا نَطَقْتُ بِهِ الصَّحَاحُ۔

سی و یکم: اس کی روح بہشت و متبرک مکانات کی سیر کرتی ہے:

تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ۔

سی و دوم: حشر کے روز اسے خلعت و تاج کرامت عنایت ہوگا اور میدان قیامت میں نور

کے اونٹوں پر سوار ہو کر جائے گا:

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَنِ وَفْدًا ۝ وَنَسُوقُ
الْمُجْرِمِينَ إِلَى جَهَنَّمَ وَرِثَةً ۝

سی و سوم: قیامت کے ہول سے مامون رہے گا۔

أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ ۝

سی و چہارم: اسے عرش کے سایہ میں جگہ دیں گے کہ تیزی آفتاب حشر کی نہ ستاگی۔

يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ ۝

سی و پنجم: اس کے چہرے کو وہ نور عطا فرمائیں گے کہ آفتاب و مہتاب میں نہیں۔

وَجُوهُهُ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ۝ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۝

سی و ششم: نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا یا اسے نامہ اعمال نہ دیں گے۔

كَمَا وَرَدَ فِي الْأَحَادِيثِ ۝

سی و ہفتم: پلہ اس کے نیک اعمال کا گراں ہوگا یا اعمال اس کے وزن نہ کئے جائیں گے۔

مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِنْ سَبِيلٍ ۝

سی و ہشتم: حساب اس کا بآسانی ہوگا یا بلا حساب بہشت میں داخل کریں گے۔

يَا مُحَمَّدًا! أَدْخِلْ مِنْ أَمَتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ

الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَاءُ النَّاسِ فِيمَا

سِوَى ذَلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ ۝

سی و نہم: پانی حوض کوثر کا پلاویں گے کہ پھر کبھی پیاس میں مبتلا نہ ہوگا۔

لَا تَطْمَأُ بَعْدَهُ أَبَدًا ۝

چہلم: پل صراط سے بہت جلد اور بآسانی گزرے گا۔

كَطَرَفِ الْعَيْنِ وَكَالْبُرْقِ وَكَالرَّيْحِ وَكَالطَّيْرِ وَكَالْجَاوِيدِ

الْخَيْلِ وَالرَّكَّابِ ۝

چہل و یکم: میدان حشر میں اپنے متعلقوں کی شفاعت کرے گا۔

فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْ أَحَدٍ مِنْكُمْ بِأَشَدَّ مِنَّا شِدَّةً فِي
الْحَقِّ قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لِلَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِإِخْوَانِهِمْ
الَّذِينَ فِي النَّارِ ۝

چہل و دوم: ملک ابدی یعنی بہشت بریں اسے عنایت کریں گے کہ پھر کبھی کوئی رنج

و تکلیف اس کے پاس نہ آوے گی۔

لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

چہل و سوم: روز قیامت اسے نور کے تودے پر بٹھادیں گے یا عرش یا لوائے محمدی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے سایہ تلے جگہ دیں گے۔

نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۝

چہل و چہارم: اللہ جل شانہ اس سے ایسا خوشنود ہوگا کہ پھر کبھی ناراض نہ ہوگا۔

لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ ۝ أَيْ: رِضْوَانُ اللَّهِ ۝

چہل و پنجم: جناب باری اس کے سب مرادیں بر لاوے گا اور جو مانگے گا حضرت کریم عطا

فرماوے گا۔

لَهُمْ مَا تَشْتَهُيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ ۝

چہل و ششم: دیدار محبوب سے مشرف ہوگا اور اس نعمت عظمیٰ و دولت کبریٰ سے کوئی نعمت دنیا

و عقبیٰ کی نسبت نہیں رکھتی۔

وَجُوهُهُ يَوْمَئِذٍ نَّاصِرَةٌ ۝ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاطِرَةٌ ۝

چہل و ہفتم: عبادت باعث معرفت ہے اور معرفت اقصیٰ مرادات۔

چوں نشستی بر سر کوئے کے عاقبت بنی تو ہم روئے کے

چہل و ہشتم: رفاقت و معیت انبیاء و صدیقین و شہدائے صالحین سے مشرف ہوتا ہے۔

وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ۝

چہل و نہم: ہفتہ میں دوبار عبادتیں اس کی جناب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور

عرض کی جاتی ہیں حضور اس سے خوش ہوتے ہیں اور اس کے حق میں دعائے خیر فرماتے ہیں:

وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔

پنجابم: ہر عمل کا اجر معین ہے کہ اس سے تجاوز نہیں کرتا بخلاف عبادت کے کہ وہ (۱۰) گو نہ سے سات سو گونہ تک حاصل ہوتا ہے۔

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ امثالِهَا۔

اور ارشاد ہوتا ہے:

مَثَلُ الَّذِي يَنْفِقُونَ اَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ۔

”ان کی مثل جو خدا کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں دانے کے مانند ہے جس نے اگائیں سات بالیاں ہر بالی میں سودانے، اور اوقات فاضلہ مانند ماہ رمضان خصوصاً عشرہ اخیرہ اور شعبان و ماہ ہائے حرام و شب قدر و شب برأت اور پہلی اور دسویں رات محرم اور پہلی اور پندرھویں اور ستائیسویں رجب اور شب عید و شب عرفہ اور ستائیسویں شب رمضان کی اور اماکن متبرکہ مانند کعبہ معظمہ و مسجد نبوی و بیت المقدس و مشاہد طیبہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مساجد اور مجالس و مقابر علماء و اولیاء میں اس سے بھی زیادہ ملتا ہے مثلاً کعبہ میں ہر عبادت کا ثواب بیس لاکھ گونہ ہوتا ہے اور مسجد حرام میں ایک لاکھ اور مسجد حضور میں پچاس ہزار اور بیت المقدس میں پانچ ہزار و وَرَدَ غَيْرَ ذَلِكَ اور ماہ رمضان میں نفل کا ثواب فرض کے برابر عُمُرَةٌ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَاجَةً مَعِيٍّ اور فرض کا اقل ستر گونہ

وَاللّٰهُ يُضِعُّ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَّاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ ذَالِكَ فَضْلُ

اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝

پہلا باب

اعظم ارکان و افضل اعمال اعنی نماز کے بیان میں

اس باب میں چار فصلیں ہیں۔

فصل اول فضائل و فوائد نماز میں

نماز حضوری بارگاہ بے نیاز ہے اور مقام مناجات دراز، اگر مصلی جانے کس کے حضور بلایا جاتا ہوں دُنیا و ما فیہا ترک کر کے سر کے بل مسجد کی طرف دوڑے۔ مقصود و غایت ہر عبادت سے ثواب و جنت ہے اور نماز خود مقصود و غایت، عارفین کہتے ہیں: اگر بندے کو نماز و بہشت میں [اختیار عطا] کریں نماز اختیار کرے، یہ دولت بے نہایت قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نَصْفَيْنِ فَنَصْفُهَا لِي وَنَصْفُهَا لِعَبْدِي بہشت میں کہاں، جو مسجد میں جاتا ہے گویا خدا کی زیارت کرنے والا ہے اس کے ہر قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے دوسرے پر ایک گناہ معاف ہوتا ہے جو بندہ خالصاً لوجہ اللہ نماز پڑھتا ہے گناہ اس کے برگھائے درخت کی طرح جھڑتے ہیں اور فرشتے خدا کے حضور اس کی مدح و ثنا کرتے ہیں اور اس کے حق میں دعا اور اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں پروردگار اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کے ساتھ اپنے فرشتوں سے مباحثات کرتا ہے اور ایک منادی پکارتا ہے: اگر یہ مناجات کرنے والا جانتا کہ کس سے مناجات کرتا ہے دوسرے کی طرف التفات نہ کرتا، اور جو رات کو نماز کے لئے لحاف سے جُدا ہوتا ہے خدائے تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے: میرے اس بندہ کو دیکھو میرے واسطے اپنا لحاف چھوڑ کر نماز میں مشغول ہے۔ ارباب طریقت فرماتے ہیں: جب بندہ برعایت ارکان و شرائط و جمع ظاہر و باطن نماز پڑھتا ہے اس کے دل پر ایک نور چمکتا ہے جس سے عجائب ملک و غرائب ملکوت بقدر صفائی قلب و ہمت مصلیٰ منکشف

ہوتے ہیں بعض پر حقائق اشیاء اور بعض پر ان کی مثالیں اور کسی پر صفات الہیہ کے انوار اور دوسروں پر اسرار افعال ظاہر کرتا ہے جو ترقی مسلمان کو نماز میں حاصل ہوتی ہے کسی کام میں نہیں اور جو راز اس سے کھلتے ہیں کسی عمل سے ظاہر نہیں ہوتے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہشت و دوزخ نماز میں ملاحظہ فرمائے اور حاجیوں کے کپڑے چرانے والے اور اس عورت کو جس نے بلی باندھ کر بھوک اور پیاس سے ہلاک کی دوزخ میں دیکھا، حقیقت اس کی اذہان سافلہ کے ادراک سے ورا ہے، شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ کے مرید نے ان کے حجرے میں ایک نور دیکھا بے اختیار چلایا:

إِنِّي رَأَيْتُ رَبِّي۔

تحقیق میں نے اپنے پروردگار کو دیکھا، شیخ نے فرمایا: اے نادان! تو کہاں اور وہ ذات پاک کہاں! یہ نور تیرے وضو کا ہے، جب نور وضو کا یہ حال ہے تو نماز کی حقیقت ہر کس و نا کس کب سمجھے مگر قیامت کو یہ نور مصطفیٰ کی پیشانی پر ظاہر ہوگا کہ نشان سجدے کا چودھویں رات کے چاند کے مانند چمکے گا اگر شامت اعمال سے دوزخ میں جاوے گا آتش جہنم مواضع سجود کو نہ جلا سکے گی، خدا کو کوئی عمل نماز سے زیادہ پیارا نہیں ورنہ فرشتوں کو اس میں مشغول کرتا، وہ ارکان نماز میں مصروف ہیں بعض رکوع بعض سجود بعض قیام بعض قعود میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خوشی و راحت نماز میں حاصل ہوتی کسی عبادت میں نہ ملتی اکثر فرماتے:

أَرِحْنَا يَا بَلَاءُ بِالصَّلَاةِ

”آرام پہنچا ہمیں اے بال! نماز سے۔“

حدیث میں ہے: ”نماز بہشت کی کنجی ہے۔“

احمد و ابوداؤد کی حدیث میں آیا:

”پانچ نمازیں خدا نے فرض کیں جو ان کا وضو اچھی طرح کرے اور انہیں وقت پر پڑھے اور ان کا رکوع و سجود خضوع و خشوع سے پورا کرے اس کے لئے خدا پر عہد ہے کہ بخشدے اور جو ایسا نہ کرے اس کے لئے خدا پر عہد نہیں چاہے بخشے چاہے عذاب کرے۔“

امام مالک و ابن حبان و نسائی کی روایت میں بھی قریب اس کے وارد۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے:

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ۔

”صبر و نماز سے مدد چاہو۔“

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کچھ رنج و ملال ہوتا نماز پڑھتے، ابن عباس کا بیٹا مر گیا نماز پڑھنے لگے، اور ارشاد ہوتا ہے:

إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ۔

”نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔“

کسی نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا اور صبح ہوتے چوری کرتا ہے، ارشاد ہوا:

”اسے منع کر دے گا جو تو کہتا ہے۔“

یعنی: نماز اس کی چوری چھڑا دے گی۔ اور فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحْفَظُونَ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ

الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝

یہ آیت باواز بلند پکارتی ہے کہ نماز دخول فردوس میں دخل تام رکھتی ہے اور فرماتا ہے:

أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ

يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَٰلِكَ ذِكْرِي لِلدَّٰكِرِينَ ۝

سیاقی آیت سے ظاہر کہ حسنات سے نمازیں مراد ہیں اور ان کے سبب گناہ بخشے

جاتے ہیں، حدیث میں بھی وارد ہوا:

”نماز پنجگانہ گناہوں کو اس طرح دُور کرتی ہے جیسے پانی میل کو۔“

سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ پروردگار تقدس و تعالیٰ نمازی سے راضی ہوتا ہے اور قیامت کو اسے اپنے دیدار سے مشرف کرے گا اور یہ ایسی دولت ہے کہ نہایت نہیں رکھتی اور دنیا و مافیہا بلکہ بہشت جنت اس کی قیمت نہیں ہو سکتی سخت بے ہمت ہے کہ اس عمدہ

کام میں جس کی بدولت یہ دولت اور بے نہایت نعمت حاصل ہو کا بلی کرے اور اپنی جان مصیبت میں ڈالے۔ عذاب آخرت کی صعوبت جو بے نماز پر ہوگی بیان سے باہر ہے، دنیا میں بھی ہزار طرح کی بلا و آفت اس پر نازل ہوتی ہے لکھا ہے۔ بغداد میں ایک امیر زادی مرگئی جب غسل کے لئے چادر اتاری ایک اژدہا بدن سے لپٹا نظر آیا لوگوں نے مارنا چاہا میت کے باپ نے کہا: یہ سانپ خدا کے غضب کا ہے مارا نہ جاوے گا، پھر سانپ سے کہا: میں جانتا ہوں تو خدا کے حکم سے آیا ہے مگر ہمیں بھی حکم ہے کہ سنت کے مطابق تجھیں و تکفین کریں اس کام کی مہلت دے، سانپ فوراً جدا ہو گیا اور ایک کونے میں جا بیٹھا جب اسے غسل و کفن دے کر پلنگ پر ڈالا جھپٹ کر بدستور لپٹ گیا آخر ساتھ ہی دفن ہوا، لوگوں نے اس امیر سے پوچھا: یہ لڑکی کیا گناہ کرتی تھی؟ کہا: کبھی نماز قضا کرتی۔

اس سے زیادہ مصیبت کیا ہوگی کہ تارک جمعہ کے حق میں وارد ہوا اگر باز نہ آوے گا حق تعالیٰ اسکے دل پر مہر کر دے گا پس تارک ہجگانہ کیا حال ہوگا! اور ارشاد ہوتا ہے:

إِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ ۝ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُوا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝

اس آیت سے ظاہر ہے کہ بے نماز قیامت آنے کا اعتقاد نہیں رکھتا اور جو اس کا اعتقاد نہیں رکھتا خدا کی بات جھٹلانے والا ہے اس لئے ارشاد ہوا:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ۝ وَيْلٌ لِّمُكَذِّبِينَ ۝ ”اور جب کہا جائے رکوع کرو نہیں کرتے، خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے۔“

دوسری جگہ اس سے زیادہ تصریح ہے:

أَقِمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُسْرِكِينَ ۝

”نماز برپا رکھو اور شرکین سے مت ہو جاؤ۔“

اور حدیث میں بھی وارد.....

مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ۔

”جس نے نماز ترک کی تحقیق کافر ہوا۔“

اسی طرح بہت آیات و احادیث کہ بعض ان سے ہم نے ”سرور القلوب فی ذکر المحبوب“ اور اپنی تفسیر میں ذکر کیں، بے نمازی کے کفر پر دلالت کرتی ہیں اور امیر المؤمنین عمر اور سیدنا عبد اللہ ابن مسعود اور عبد اللہ بن عباس اور معاذ بن جبل اور جابر بن عبد اللہ اور ابو درداء اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور عبد اللہ بن مبارک اور ابراہیم نخعی اور حکم بن عیینہ اور ابو یوسف سختیانی اور ابو داؤد و طیالسی اور زہیر بن حرب وغیرہم صحابہ و تابعین و ائمہ دین رضی اللہ عنہم اجمعین اسے کافر کہتے، اور امام مالک و امام شافعی (رحمہم اللہ) قتل کا حکم دیتے ہیں، اکثر مالکیہ و حنبلیہ و شافعیہ گردن مارتے اور بعض شافعیہ و مالکیہ تیز ہتھیار سے بدن میں زخم لگاتے ہیں یہاں تک کہ مر جاوے یا توبہ کرے، امام اعظم اور ابو یوسف اور زہری اور مزنی اور حافظ ابو الحسن علی مقدسی (رحمہم اللہ) اگر توبہ نہ کرے دائم الجسس کرتے ہیں اور بعض شافعیہ و مالکیہ کا فتویٰ یہ ہے کہ بے نماز کو غسل نہ دیا جائے اور نماز جنازہ اس کی نہ پڑھی جائے قبر اس کی بلند نہ کی جائے بلکہ تذلیل کے لئے زمین کے برابر رکھیں کہ اس نے ایسے عمدہ فرض کو ذلیل سمجھا اور حق اس کا ادا نہ کیا، بالجملة جو قدر و منزلت اس عبادت کی ہے کسی عمل کی نہیں اور جس قدر اہتمام شارع کو اس کا منظور دوسری عبادت کا نہیں روزہ مریض و مسافر اور حج سفر سے عاجز اور زکوٰۃ بے مقدور پر فرض نہیں مگر نماز سوا حائض اور نفساء کے سب مکلفوں پر فرض ہے اسی لئے اس عبادت میں نیابت اصلاً دخلت نہیں رکھتی بخلاف حج کے کہ غیر کی طرف سے ہو سکتا ہے اور شیخ فانی روزہ کے عوض فدیہ دے سکتا ہے زکوٰۃ وغیرہ عبادات مالیہ میں بھی نیابت جاری ہے پہلا فرض اس اُمت پر نماز ہے اور پہلے اسی کا حساب ہوگا اور اسی سے مواخذہ کیا جاوے گا اگر وہ پوری نہ نکلی سب اعمال رد کر دیئے جاویں گے مسلمانوں کو چاہیے اس عمدہ عبادت کو کمال شوق و رغبت سے بجالاویں اور عذر و بہانے پیش نہ کریں یہ عذر و بہانے قیامت کے دن پیش نہ کئے جاویں گے اس روز اگر دریا خون کا آنکھوں سے بہائیں گے دو رکعت نماز کی اجازت نہ پاویں گے۔

وَقَدْ كَانُوا يَدْعُونَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ ۝

آج اختیار باقی ہے قضا نمازیں ادا کریں اور پنجگانہ مسجد میں حاضر ہو کر جماعت کے ساتھ پڑھیں احادیث صحیحہ میں جماعت کی تاکید اور تارک پر وعید شدید وارد، فقہا فرماتے ہیں: اگر اہل شہر جماعت چھوڑ دیں امام ان پر جہاد کرے بعض نمازی جماعت میں حاضر نہ ہوئے سرور عالم ﷺ نے فرمایا: میں نے ارادہ کیا کسی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں اور ان پر ان کے گھر جلا دوں، ایک روز آپ نے نماز صبح پڑھائی پس از فراغ ارشاد فرمایا: کیا فلاں فلاں شخص حاضر ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں، فرمایا: یہ دو نمازی یعنی صبح وعشاء منافقین پر نہایت گراں ہیں اور اگر وہ ان کی فضیلت سے واقف ہوتے تو افتاب وغیرا آتے، اور فرماتے ہیں: اگر کسی قریہ یا باد یہ میں تین آدمی بھی ہوں اور نماز جماعت سے نہ پڑھیں شیطان ان پر غالب ہو جاوے اور فرماتے ہیں کہ جماعت لازم پکڑو کہ بھیڑ یا یعنی شیطان اسی کو کھاتا ہے جو گلہ سے الگ ہوتی ہے اور فرماتے ہیں: جواز ان سن کر بلا عذر مسجد میں نہ آئے گھر میں نماز پڑھ لے وہ نماز اس کی قبول نہ ہو صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! عذر کیا ہے؟ فرمایا: خوف یا مرض، اور فرماتے ہیں: اگر عورتوں اور لڑکوں کے جلنے کا خوف نہ ہوتا تو اپنے غلاموں کو حکم دیتا کہ تارکان جماعت عشا اور ان کے گھر اور مال و متاع کو جلا دیں، اور فرماتے ہیں: جواز ان سن کر مسجد میں حاضر نہ ہو ملعون ہو جائے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جسے خوش آتا ہو کہ روز قیامت خدا سے مسلمان ملے نماز پنجگانہ مسجد میں پڑھے اگر نمازیں گھر میں پڑھو گے تو اپنے نبی کی سنت ترک کرو گے اور جب اپنے نبی کی سنت ترک کرو گے گمراہ ہو جاؤ گے عہد رسول اللہ ﷺ میں کوئی جماعت ترک نہ کرتا تھا مگر منافق ظاہر النفاق۔ اس کے سوا بہت احادیث وارد ہیں کہ ترک جماعت کے جرم عظیم و سخت گناہ ہونے پر شاہد ہیں۔ سلف صالح کی تکبیر اولی فوت ہوتی تو تین روز اور جماعت ہاتھ نہ آتی تو سات روز تک اپنا ماتم کرتے حاتم اصم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میری نماز جماعت فوت ہوئی سو ابواصلح بخاری کے کوئی تعزیت کو نہ آیا اگر میرا بیٹا مر جاتا تو دس ہزار آدمی سے زیادہ تعزیت کو آتے کہ مصیبت دین مصیبت دنیا سے لوگوں کی نگاہ میں بہل و آسان ہے میمون بن مہران مسجد میں آئے کسی نے کہا: نماز ہو گئی، فرمایا:

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

مجھے یہ نماز ولایت عراق سے زیادہ عزیز تھی۔

هَذَا وَاللَّهُ وَلِيُّ التَّوْفِيقِ وَمِنْهُ الْوُصُولُ إِلَى سَوَاءِ الطَّرِيقِ
إِنَّهُ تَعَالَى بِالْإِسْتِعَانَةِ حَقِيقٌ۔

فصل دوسری: شروط نماز کے بیان میں

شرع میں شرط خارج موقوف علیہ کو کہتے ہیں اور وہ پانچ ہیں:

اول طہارت

اور وہ دو قسم ہے: (۱) طہارت ظاہر کہ بدن و جامہ و مکان کی پاکی سے عبارت ہے اور (۲) طہارت باطن کہ حسب تصریح امام حجتہ الاسلام محمد بن محمد غزالی کے تین قسم ہے:

اور پاکی سر کی غیر حق و ما سواہے اللہ سے اور یہ طہارت انبیاء و صدیقین کی ہے۔

قُلِ اللَّهُ تَمَّ ذَرَهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ ۝

دوم: پاکی دل کی اخلاق رذیلہ سے مانند کبر و حسد و عجب و ریا کے یہ طہارت متقین کی ہے اور إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ۔ اس کی طرف اشارہ۔

سوم: پاکی جوارح کی ذنوب و معاصی سے کہ طہارت پارساؤں کی ہے جو لوگ طہارت کو طہارت ظاہر میں منحصر سمجھتے اور اس میں حد سے زائد تکلف اور مبالغہ کرتے ہیں حقیقت طہارت سے جاہل ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس میں اس درجہ تکلف و اہتمام نہ فرماتے ہمہ تن تطہیر و تعظیف باطن میں مصروف رہتے آیا یہ فضائل:

بُنِيَ الدِّينُ عَلَى النَّظَافَةِ۔ الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ۔

وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ۝

صرف طہارت ظاہر کے ہیں حاشا وکلا بلکہ طہارت حقیقیہ و نظافت قصوی

طہارت باطن ہے خصوصاً قسم اول کہ افضل مراتب ہے ہاں یہ طہارت کمال نماز کے لئے شرط ہے اور اصل نماز کی صحت اس پر موقوف نہیں لہذا فقہا اس سے بحث نہیں کرتے۔

دوم ستر عورت

کہ فقہاء کے نزدیک جزو خالص بدن چھپانا اور اہل طریقت کے طور پر اس کے ساتھ فضاخ باطنیہ کا انخفا شرط ہے لیکن چھپانا ان کا علام الغیوب سے ممکن نہیں ناچار خوف وندامت و تجلت کو قائم مقام اس کے کرتے ہیں کہ جو غلام اپنے رحیم و کریم مولیٰ کی نافرمانی کر کے بھاگے اور کہیں ٹھکانہ نہ پا کر پھر اسی کے در پر آپڑے خوف سے بدن کا نپتا ہوا اپنی حرکتوں پر شرمندہ کہ ندامت و تجلت سے سر نہ اٹھا سکے وہ مولیٰ ایسے غلام کی حرکتوں سے چشم پوشی و اغماض کرتا ہے اور اس کے قصور سے درگزر فرما کر اپنی مہربانیوں سے نوازتا ہے۔

سوم نیت

اور وہ اس جگہ ارادۂ خالصہ اللہ سے عبارت ہے اور مراتب خلوص متفاوت ایک یہ کہ احتمال امر الہی ملحوظ ہو اور غیر کی طرف نظر نہ کرے جو شخص عبادت سے اپنی ناموری یا قدر و منزلت خلق کے دل میں چاہتا ہے عبادت اس کی ہرگز قبول نہیں قیامت کو اس سے کہا جاوے گا اے فاجر اے غادر اے کافر اے خاسر تیرا عمل گم اور اجر حبط ہوا اپنا اجر اس سے لے جس کے لئے عمل کرتا تھا اور اعلیٰ مرتبہ اس کا یہ ہے کہ اپنے حظ و نصیب کو بھی دخل نہ دے جو عذاب آخرت کے خوف سے نماز پڑھتا روزہ رکھتا ہے اس غلام کے مانند ہے کہ مار کے ڈر سے چار ناچار مولیٰ کی خدمت کرتا ہے اور جو جو قصور کے لئے بندگی و عبادت کرتا ہے وہ درحقیقت خادم ان چیزوں کا ہے نہ خادم مولیٰ یہ مرتبہ ہر چند عقل کا متقاضی ہے کہ عاقل جب دنیا کی عشرتوں اور نعمتوں کو فانی اور غم و نقصان اور دوسرے عیبوں سے مشوب و مکدر دیکھتا ہے اور جانتا ہے ایک عالم اور ہے اور اشرف و اکمل و دائم عیوب و نقصان سے پاک و مبرا اوقات عزیز اپنی اس کی طلب میں مصروف کرتا اور تھوڑی دیر کا آرام و راحت چھوڑ کر ثواب آخرت کی طرف کہ باقی و ثابت ہے راغب ہوتا ہے مگر

کامل اس عبادت کو چار وجہ سے ناقص سمجھتے ہیں۔

وجہ اول

جس بات میں حظ نفس کو دخل ہے خالص نہیں اور جو خالص نہیں ناقص ہے بندہ مخلص اپنے حظ و نصیب سے مطلب نہیں رکھتا اور اپنی خواہش و مراد محبوب پر قربان کرتا ہے عارف حکم میت میں ہے۔

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

اور مردے کو خواہش و آرزو سے کام نہیں اسی جگہ سے کہتے ہیں:

مَنْ لَّهُ شُغْلٌ فِي دُنْيَاهُ أَوْ فِي قَلْبِهِ حَدِيثٌ عُقْبَاهُ فَلَيْسَ لَهُ نَصِيبٌ مِنْ خِدْمَةِ مَوْلَاهُ۔

وجہ دوم:

امام شمس الدین سجاد ندی کہتے ہیں: بندے کو مولیٰ کی خدمت میں اجرت پر نظر رکھنا بیجا ہے مسئلہ شرع ہے کہ غلام اپنے مولیٰ کے کام میں اجرت کا مستحق نہیں پروردگار نے اسے جو نعمتیں عطا کیں کسی شے کے عوض نہ دیں اسے بھی چاہیے کہ اس کی بندگی کو جنت کا وسیلہ اور دوزخ سے سپر نہ ٹھہرا دے سوا اس کے عبادت اس کی توفیق سے ہوتی ہے ملک شاہی سے کوئی چیز بادشاہ کے پیش کش کرنا اور اسے حسن خدمت و موجب استحقاق سمجھنا زرا جنون ہے اور خواہ مخواہ عوض ضرور ہے تو کیا وہ نعمتیں جو خدمت سے پہلے عنایت ہوئیں تھوڑی ہیں جو ابھی مطالبہ باقی ہے۔ طرہ یہ ہے جو چیز عبادت کے بدلے طلب کرتا ہے تیری ناقص عبادت اس کی قیمت نہیں، نعم ماقیل۔

قدسی ندانم چوں شود سودائے بازار جزا اوفقد آرزو بشکف من جنس عصیاں در بغل جو نادان مٹھی بھر جو بادشاہ کے حضور لے جاوے اور سمجھے میں اس خدمت سے بڑے عہدے کا مستحق ہو گیا دیوانہ ہے اگر عقل رکھتا نقصان خدمت پر شرمندہ ہوتا۔ چگو نہ سرز خجالت برآورم از پیش کہ خدمتے بسزا بر نیامد از دستم۔

اے عزیز! اپنی ناجیز خدمت پر نظر کرتا ہے اور اس شے کی قدر و منزلت جسے اس کی عوض چاہتا ہے نہیں دیکھتا پروردگار اسے عزیز و گرامی فرماتا ہے:

إِذَا رَأَيْتَ نَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا ۝

اور رسول اللہ ﷺ سے بیش بہا فرماتے ہیں:

إِنَّا سِلْعَةُ اللَّهِ غَالِيَةٌ إِلَّا إِنَّا سِلْعَةُ اللَّهِ الْجَنَّةِ۔

تو بھی عزیز و گرامی سمجھ اور بیش قیمت جان اور اپنی ناقص عبادت اس کے مقابلہ میں شمار نہ کرا اگر تجھے ہزار برس کی عمر دیں اور تمام انفاس اپنے بندگی و عبادت میں صرف کرائے اس ملک عظیم و بے بہا نعیم کے سامنے کیا حقیقت ہے۔

وجہ سوم:

اپنے فعل پر نظر اور اس کے لئے قدر و قیمت ثابت کرنا کم ظرفی ہے۔

الحذر الحذر أيها الماء والمدر

بڑے بڑے دلاور اس جگہ معترف بقصور ہیں ماعبدنک حق عبادتک

سرور عالم ﷺ عرض کرتے ہیں:

لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ۔

تیری کیا حقیقت جو اپنی عبادت پر ناز کرتا ہے کیا تو نے نہ سنا البتیس نے اسی ہزار برس عبادت کی ایک ساعت اپنی طرف دیکھا سب جط ہوئے اور ملعون ابدی ہو گیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ۝

جو مجاہدہ کرتا ہے اپنی جان کے لئے کرتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ تمام جہان سے بے پرواہ ہے ایسے غنی کو جسے تمام عالم کی پرواہ نہیں حقیر خدمت اور ناقص عبادت دکھاتا ہے بیہات ہیہات یہ خدمت اس درگاہ کے لائق نہیں ہاں وہ کریم ہے اور کریم ناقص ہدیہ رد نہیں کرتا اور تھوڑی محنت پر بہت انعام دیتا ہے اگر اپنے فضل و کرم سے قبول کرے اور

انعام بے نہایت کہ

لَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ۔ اور

مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ۔

جس سے عبارت ہے عنایت فرمادے کچھ بعید نہیں۔

ی توانی کہ وہی اشک مرا حسن قبول اے کہ در ساختہ قطرہ بارانے را

بلکہ جس حالت میں براہ بندہ نوازی بلا استحقاق ہماری عبادت پر ثواب آخرت و نعیم جنت کا وعدہ کیا تو امید قوی ہے کہ اس انعام سے ہمیں نوازے گا حقیقت رجا عبادت میں یہی ہے نہ یہ کہ اسے ثواب آخرت و نعیم جنت کی قیمت سمجھے اور استحقاق اپنا ثابت کرے۔

وجہ چہارم:

محبت صادق و سوا محبوب کے کسی طرف التفات نہیں کرتا۔

چو دل با دلبرے آرام گیرد ز وصل دیگرے کئے کام گیرد

نہی صد دستہ ریاں پیش بلبل نخواہد خاطرش جز نکبت گل

اور عیش و عشرت سے کام نہیں رکھتا۔

هَنِيئًا لِلرَّبَابِ النَّعِيمِ نَعِيمُهُمْ وَلِلْعَاشِقِ الْمُسْكِينِ مَا يَتَجَرَّعُ

اگر وعدہ دیدار بہشت میں نہ ہوتا ذکر اس کا دوستان خدا کی زبان پر نہ آتا اور کوئی خوشی کے ساتھ اس میں قدم نہ رکھتا یہ لوگ اگر مطلوب حقیقی بہشت میں نہ پاویں اس کی نعمتیں رحمت سمجھیں اور بغرض محال دیدار دوزخ میں میسر ہو تو آتش جہنم کو تو تیاے چشم بنائیں اور طوق و سلاسل بہشت کے کنگنوں سے بہتر نظر آئیں اور کریمہ:

﴿سَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ﴾

اس مقام پر وارد نہیں کہ مشتاق کو اس مکان کی طرف جس میں وصل موعود ہو

دوڑنا ضرور ہے۔

أقبل على الديار ديار ليلي
وما حب الديار شغفن قلبي
أقبل ذا أبحدار وذا أبحدارا
ولكن حب من زان الديار

اے عزیز! بہشت کو انواع نعمت و ہزاران زینت سے آراستہ کرنا اور اسے حصول دیدار کی جگہ ٹھہراتا پھر اس کی طرف بلانا امتحان کے لئے ہے کہ کون مطلوب بالذات سمجھ کر اس کی طرف دوڑتا ہے اور کون وصل یا ولذت دیدار کے لئے طلب کرتا ہے جب طلب آخرت کا یہ حال ہے تو جو لوگ دنیا کے لئے عبادت کرتے ہیں دین کو دنیا کے بدلے بیچتے ہیں کیا عجب یہود کے ساتھ ایک رسی میں باندھے جاویں اگر اعلیٰ مرتبہ اخلاص بخت کی نارسائی سے حاصل نہ ہو تو ادنیٰ مرتبہ کہ ثواب خلق کی طرف نظر نہ کرے واجب لیکن صرف یہ امر عدنی کافی نہیں نیت و ارادہ اللہ تعالیٰ لا اقل اس قدر سمجھنا کہ خدا کے لئے نماز پڑھتا ہوں ضرور ہے یہاں تک کہ نماز غفلت دل کے ساتھ صحیح نہیں۔

أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي۔

اصل امر میں وجوب ہے۔

وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ ۝

اور ظاہر نہیں سے تحریم حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس نماز میں دل حاضر نہیں عذاب کی طرف شتابی کرنے والی ہے۔ ابو العالیہ کریمیہ۔

الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝

کی تفسیر فرماتے ہیں: یعنی وہ لوگ جو نماز میں بھولتے ہیں کہ رکعتوں کا شمار نہیں رکھتے۔ ”احیاء العلوم“ میں مرفوعاً مروی ہے: بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر کو وحی ہوئی اپنی قوم سے کہدے بدنوں کے ساتھ میرے پاس آتے ہو اور اپنی زبانیں مجھے دیتے ہو اور دل مجھ سے غائب رکھتے ہو باطل ہے جس کی طرف جاتے ہو۔ اے عزیز! جو حقیقت نماز سے واقف ہے خوب جانتا ہے کہ غفلت اس کی ضد ہے اور کوئی شے اپنی ضد و منافی کے ساتھ جمع نہیں ہوتی اور حضور قلب روح نماز ہے اور قالب بے روح مردہ اور عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ اس مضمون پر اجماع کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن جو کہ یہ امر اکثر اشخاص پر دشوار لہذا

فقہا رحمۃ اللہ علیہم صرف وقت تکبیر کے حضور قلب صحت نماز کے لئے کافی کہتے اور محققین فقہائے حنفیہ فرماتے ہیں: معتبر اس جگہ عمل قلب ہے مجرد الفاظ کفایت نہیں کرتے کہ وہ کلام ہے نہ نیت مگر اس کے حق میں کہ کثرت یا شدت، ہوم سے دل حاضر نہ کر سکے، بالجملہ فقہا وقت تکبیر کے اس قدر سمجھنا کہ بہ تعمیل حکم الہی مثلاً نماز فجر پڑھتا ہوں کافی جانتے ہیں اور حدیث مذکور و اقوال سلف کو ترغیب احضار قلب و تشدد پر محمول کرتے ہیں اور تحقیق یہ ہے کہ نماز عوام مومنین جس سے فقہا باحث صرف اس قدر اور اسی طرح طہارت ظاہر وغیرہ ہاشرائط مصرحہ فقہا سے تمام ہو جاتی ہے گواہل کمال اسے صورت نماز سمجھیں اور ثواب کہ اس پر موعود ہے حاصل ہو جاتا ہے اگرچہ یہ حضرات اسے صورت ثواب کہیں اور اقوال سلف جو اس کے فساد کا حکم کرتے ہیں نماز کاملین کے حق میں وارد کہ

حَسَنَاتُ الْأَنْبَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِينَ۔

ور نہ یہ حکم تکلیف بالحال کے قریب ہے کہ نماز بجز بلوغ فرض ہوتی ہے اور تطہیر باطن اور اسی طرح حضور قلب ابتدائے کار میں اختیار سے خارج پہلے قدم میں کوئی منزل طے نہیں ہوتی اور قلم ہاتھ میں لیتے ہی یا قوت رقم خاں نہیں ہو جاتا پس جو نادان عقل کے اندھے کہتے ہیں کہ جب دل حاضر نہیں تو ہمیں نماز سے کیا حاصل محض جاہل، ہمیں تعمیل چاہیئے کامل کرنا اور قبول فرمانا اس کے تعلق ہے اور وہ جو بعض احمق شیطان کے پیرو کہتے ہیں کہ ہم حقیقت نماز ادا کرتے ہیں، صورت نہ ادا کرنا ہمیں کیا مضر، جواب اس کا یہ ہے کہ صورت بے حقیقت اگرچہ ناقص ہے مگر حقیقت بے صورت باطل جناب رسالت مآب ﷺ اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کہ تمام اہل کمال جن کے کشف بردار ہیں اسی صورت سے نماز پڑھتے ان مدعیان خامکار کو اس کے ترک کی کس نے اجازت دی اور اس کی طرف کس وجہ سے حاجت نہ رہی۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

چہارم وقت:

استیعاب اوقات میں حرج عظیم تھا کہ بندے کھانا پینا سونا وغیرہ ضروریات نہ کر سکتے اور جو نماز غیر معین اوقات میں فرض ہوتی تو نفس تسویف کی گھائی میں ڈالتا کہ جلدی کیا ہے پڑھ لیس گے یہاں تک کہ اس دولت سے محروم رہتے لہذا پروردگار عالم نے یہ عمدہ عبادت اوقات معینہ میں فرض کی اور آٹھ پہر میں تھوڑی دیر اس کام کے لئے مقرر فرمائی تا تحصیل معاش اور دنیا کے کاروبار میں حرج نہ ہو باوجود اس رعایت کے تعمیل میں قصور سر اسر شرارت و بغاوت اور موجب طرد و لعنت ہے، جب بادشاہ کوئی حکم برعایت مصالح رعیت نافذ فرماتا ہے سب لوگ برضا و رغبت قبول کرتے ہیں سوا سرکش باغی کے جو اس کی سلطنت سے کارہ اور مقابلہ کو آمادہ ہے قریب ہے کہ قہر سلطانی اس کی سرکوبی کو فوج ظفر موج بھیجے کہ انواع عذاب سے ہلاک کر کے کسی گڑھے میں ڈال دے سزا اس کی جو پادشاہان دنیا سے بغاوت کرے اس قدر ہے یہ خلاف بادشاہ حقیقی کے کہ جو اس سے بغاوت کرتا ہے بعد ہلاک کرنے فوج کے کہ اس جگہ ملائکہ عذاب سے عبارت ہے وہ گڑھا اس کے حق میں دوزخ ہو جاتا ہے قیامت تک اس میں جلتا ہے حشر کے دن اس سے زیادہ سختی اور مصیبت میں مبتلا ہوگا پھر دوزخ میں جاویگا وہاں آگ کا طوق گلے میں ڈالیں گے اور آگ کی زنجیریں پہنائیں گے زقوم کھاوے گا اور پیپ لہو دوزخیوں کا پیئے گا بڑے بڑے سانپ بچھو جن کا ایک زخم عالم کو ہلاک کرے کاٹیں گے کیا قرونوں یہ بلائیں اٹھانا سہل اور پانچ وقت نماز پڑھنا دشوار، نَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَوْنَ وَالْتَوْفِیْقَ۔

پنجم استقبال قبلہ

نماز مقام مناجات و راز ہے اور اس امر کے لئے استیصال ضرور لیکن حقیقت توجہ اس جگہ متصور نہیں کہ وہ ذات پاک جہت و مقابلہ سے منزہ ہے بلکہ خاک افتادہ اپنے چیز سے عروج نہیں کرتی اس درگاہ تک رسائی پھر کہاں ناچار کعبہ کی طرف جسے جناب الہی نے تشریف اپنا گھر فرمایا متوجہ ہوتی ہے البتہ روح انسانی عالم امر سے ہے وہ اس عالم کی طرف

توجہ کر سکتی ہے پس قبلہ جسم خاکی کا کعبہ اور روح انسانی کا رب کعبہ ہے۔
 اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ کَاَنَّکَ تَرَاهُ فَاِنْ لَمْ تَکُنْ تَرَاهُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ۔
 اسی توجہ کے دو مرتبوں کی طرف اشارہ ہے:

پہلا مرتبہ

کَاَنَّکَ تَرَاهُ اہل محبت کا ہے کہ دل ان کا مشاہدہ محبوب میں مستغرق ہے مادون حق سے اصلاً کام نہیں رکھتے خصوصاً جس وقت محبوب اپنے حضور بلاوے اور ملاقات و مناجات سے مشرف فرمائے اس وقت دنیا و مافیہا کو گوشہ چشم سے نہیں دیکھتے بلکہ نعمت دو عالم کی طرف التفات نہیں کرتے اے عزیز! اگر مجنوں کو وصل لیلیٰ کی بشارت دیتے ملک اسکندر و حکومت دار اس کے صلے میں دیتا اور جو تمام دنیا اس کے قبضے میں ہوتی نثار کرتا اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”ہم اور حضرت عائشہؓ باتیں کرتے جب نماز کا وقت آتا یہ حال ہو جاتا گویا آپ ہمیں اور ہم انہیں نہیں پہچانتے۔“ کسی نے ایک کامل سے پوچھا: تمہیں نماز میں دنیا کی کوئی بات یاد آتی ہے؟ فرمایا: نہ نماز میں نہ اور وقت، دوسرے بزرگ نے اس سوال کے جواب میں کہا: کیا نماز سے زیادہ کوئی چیز پیاری ہے جسے یاد کروں۔ مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ جب نماز کا ارادہ کرتے لوگوں سے کہتے: اب تم باتیں کرو کہ میں تمہاری بات نہ سنوں گا، ایک کامل جب تک نماز پڑھتے آنسو داڑھی پر بہتے، عامر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ جب نماز پڑھتے ان کی بیٹی دف بجاتی اور عورتیں جو چاہتیں کہتیں انہیں اصلاً خبر نہ ہوتی ایک دن مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں نماز پڑھتے تھے ستون مسجد گر گیا لوگ دیکھنے کو جمع ہوئے انہیں خبر نہ ہوئی۔ بعض اولیاء نے برسوں نماز پڑھی اور دائیں بائیں کے مقتدیوں کو نہ پہچانا، اے عزیز! یہ لوگ جس وقت قاصدان مولیٰ کی ندا سنتے ہیں۔ حَيَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَيَّ عَلَی الْفَلَاحِ یعنی اپنے محبوب کے دربار میں حاضر اور اس کے وصل سے مشرف ہو دنیا و مافیہا سے ہاتھ دھو کر خانہ دوست کی طرف چلتے ہیں۔ جب اس کے حضور پہنچتے ہیں جان و تن کو وداع کر کے لذت وصل میں مستغرق ہو

جاتے ہیں اس وقت سرکٹ جاوے یا بدن ٹکڑے ہو مطلق آگاہ نہ ہوں بعض اکابر اولیا حکایت کرتے ہیں کسی لڑائی میں مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی ران میں تیر لگا جب آپ نماز میں مشغول ہوئے لوگوں نے نکال لیا اور آپ کو خبر نہ ہوئی۔ کسی کامل کے بعض اطراف میں آکھ ہو گیا کسی طرح آرام نہ ہوا قطع عضو کی ٹھہری درد کے خوف سے کاٹ نہ سکے ناچار لوگوں نے نماز میں اس عضو کو کاٹا اور انہیں اصلاً درمخوس نہ ہوا۔

قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ۔ اور تَبْتَئِلْ اِلَیْهِ تَبْتِئِلًا

اسی مقام کی طرف اشارہ ہے اور غلبہ ذوق و شوق اس کے لوازم سے ہے کہ محبت صادق محبوب سے جس قدر زیادہ قریب ہوتا ہے آتش شوق زیادہ بھڑکتی ہے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب نماز پڑھتے جوش سینہ کی آواز دو میل جاتی۔

دوسرا مرتبہ

فَاِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهُ یَرَاكَ۔

جس سے عبارت ہے چار امر کو مستلزم۔

اول: حیا کہ جو دربار شاہی میں عین اُس حالت میں کہ بادشاہ اس کی طرف متوجہ ہو۔ اپنے کپڑے یا بدن میں نجاست دیکھتا ہے یا بادشاہ کی عظمت و جلال اور اپنی خدمت کے نقصان پر نظر کرتا ہے بالضرور دل میں شرماتا ہے اسی طرح بندہ جب نماز میں کہ بادشاہ حقیقی کا دربار ہے عیوب نفس و خبث باطن کو خیال کرتا اور سمجھتا ہے کہ سب بادشاہوں کا بادشاہ جو ظاہر و باطن سے آگاہ ہے میرے عیوب کو دیکھ رہا ہے یا حضرت احدیت جل جلالہ کی عظمت تصور کرتا ہے اور کہتا ہے اس دربار میں مقرب فرشتے اور اولو العزم پیغمبر نہایت فروتنی اور عاجزی سے سر جھکاتے اور اولیاء و اصفیاء کس ادب و تعظیم سے بندگی بجالاتے ہیں میری ناقص عبادت بایں عیب و نجاست باطن کس شمار میں ہے اسے اپنی حرکت سے شرم آتی ہے اور ڈرتا ہے مہا بادشاہ اس ناقص خدمت کو رد کر دے یا اس حرکت

پر کہ ایسے دربار میں لوٹ نجاست کے ساتھ آیا ہے بے ادب ٹھہرا کر نکال دے پس جو شخص نماز میں اپنے عیوب اور خدمت کے قصور پر نہیں شرماتا یا اس کے دل میں رد کا خوف نہیں آتا اس مرتبہ سے بہرہ نہیں رکھتا۔ اے عزیز! تیری کیا حقیقت بڑے بڑے کامل کہ ہزار اہتمام سے نماز ادا کرتے ہیں اس کے رد ہونے سے ڈرتے ہیں حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت ہے جب نماز کا وقت آتا ہے اچھی طرح وضو کر کے مصلے پر بیٹھتا ہوں تا اعضا جمع ہو جاویں پھر نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں کعبہ کو بھنوں کے بیچ میں اور صراط کو پاؤں تلے اور بہشت کو ذہنی طرف اور دوزخ کو بائیں جانب اور ملک الموت کو اپنے پیچھے اور اس نماز کو اپنی چھیلی نماز خیال کرتا ہوں پھر خوف ورجا میں کھڑا ہو کر تکبیر کہتا ہوں اور قرأت بترتیل و رکوع بتواضع و سجدہ بخشوع و قعود بہیبت مسنونہ اخلاص کے ساتھ ادا کرتا ہوں باوجود اس کے نہیں جانتا کہ میری نماز قبول ہوتی ہے یا نہیں۔

دوم:

نشاط و مسرت کہ جب آدمی کریم کے پاس جاتا ہے اور اسے اپنی طرف متوجہ پاتا ہے سمجھتا ہے اب مراد حاصل ہوئی اسی طرح جب نمازی پروردگار عالم جل ذکرہ کے کمال کرم پر نظر کرتا ہے اور اسے اپنی طرف متوجہ سمجھتا ہے امید اس کی قوی ہو جاتی ہے فرحت و انبساط قلب اس امر کے ثمرات سے ہے۔

سوم:

خشوع و خضوع کہ جو بادشاہ کے حضور میں اس کی عظمت پر نظر کرتا ہے کمال تدلل و فروتنی بجالاتا ہے امام حجۃ الاسلام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: موسیٰ علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام پر وحی ہوئی اے موسیٰ! جب تو مجھے یاد کرے اس حال میں یاد کر کہ تو اپنے اعضا توڑتا ہو اور میری یاد کے وقت خاشع و ساکن ہو جا اور جب مجھے یاد کرے اپنی زبان کو دل کے پیچھے کر اور جب میرے روبرو کھڑا ہو بندۂ ذلیل کی طرح کھڑا ہو اور خوفناک دل اور راست گو زبان کے ساتھ مناجات کر۔ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: الہی! تیرے گھر میں کون رہتا ہے اور تو کس کی نماز قبول کرتا ہے ارشاد ہوا: میرے گھر

میں وہی رہتا ہے اور اسی کی نماز قبول کرتا ہوں جو میری عظمت کے سامنے جھک جاتا ہے اور میری یاد میں دن کا تھا ہے اور میرے واسطے نفس کو خواہشوں سے روکتا ہے اور بھوکے کو کھلاتا ہے اور مسافر کو ٹھہراتا ہے اور مصیبت زدے پر رحم کرتا ہے اس شخص کا نور آسمانوں میں سورج کی طرح چمکتا ہے اگر وہ مجھے پکارتا ہے میں لبیک کہتا ہوں اور جو مجھ سے مانگتا ہے میں دیتا ہوں اس کے لئے جہل میں حکمت اور غفلت میں ذکر اور تاریکی میں روشنی کرتا ہوں، مثال اس کی آدمیوں میں فردوس کے مانند ہے نہ اس کی نہریں خشک ہوں نہ پھل بگڑیں۔ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نماز تمہارے دین کا منہ ہے اپنے دین کا منہ خشوع سے آراستہ کرو۔ بعض صحف میں ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں ہر نمازی کی نماز قبول نہیں کرتا اسی کی قبول کرتا ہوں جو میری عظمت کے لئے جھکتا ہے اور میرے بندوں سے تکبر نہیں کرتا اور میرے لئے بھوکے فقیر کو کھلاتا ہے۔

چہارم: ہیبت کہ جو بادشاہ کے دربار میں جاتا ہے اور اس کی عظمت تصور کرتا ہے ایک خوف اس کے دل میں پیدا ہوتا ہے اسی کو ہیبت کہتے ہیں شیر پیشہ شجاعت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ جب نماز کا ارادہ کرتے بدن میں لرزہ پڑتا اور رنگ چہرہ مبارک کا متغیر ہو جاتا اور فرماتے: اس امانت کے ادا کا وقت آیا جس کا بوجھ آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں سے نہ اٹھ سکا اور ہم نے اٹھا لیا۔ امام زین العابدین جب وضو کرتے رنگ زرد ہو جاتا لوگ کہتے کہ آپ کی یہ کیا عادت ہے؟ فرماتے: کیا تم نہیں جانتے کس کے سامنے کھڑے ہونے کا ارادہ ہے اور کمال اس ہیبت کا یہ ہے کہ آدمی دنیا و امور دنیا سے غافل ہو جاوے جسے بادشاہ دنیا کے دربار میں این و آن کا خیال نہیں آتا اور نماز میں ادھر ادھر بھٹکتا ہے اس کے دل میں ان کا وقار عظمت الہی سے زیادہ ہے ایسا شخص مردود بارگاہ اور سرزنش کے لائق ہے کیا عجب کہ بادشاہ اس نالائق کو اپنے دربار سے نکال دے۔ اور یہ پانچواں امر ہے کہ مرتبہ ثانیہ میں حاصل ہوتا ہے۔

لَوْ عَلِمَ الْمُتَاجِعِي مَنْ يَتَاجَعِي مَا التَفَتَ۔

اس کی طرف اشارہ ہے مگر کیفیت اس کی مرتبہ اولیٰ سے مغائر کہ یہ اثر ہیبت ہے اور وہ ثمرہ محبت دوسرا اثر ہیبت کا سکون و وقار ہے جو خدا کے حضور بے فائدہ حرکت کرے بے ادب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز میں اپنی داڑھی سے کھیلتا ہے فرمایا: اگر یہ جانتا کس سے مناجات کر رہا ہے تو ایسا نہ کرتا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھے معلوم ہوتا گویا ستون ہیں اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ لکڑی کی طرح ساکن ہو جاتے۔ بعض اکابر دین جب رکوع کرتے چڑیاں انہیں جماد سمجھ کر ان پر بیٹھتیں۔ خلف بن ایوب رضی اللہ عنہ نماز میں مکھی نہ اڑاتے کسی نے کہا: آپ مکھی کی ایذا پر صبر کرتے ہیں؟ فرمایا: میں نے سنا ہے کہ فساق، بادشاہوں کے کوڑوں پر صبر کرتے ہیں تا لوگ انہیں صابر کہیں اور اس بات پر فخر کرتے ہیں کیا میں خدا کے حضور مکھی کی ایذا پر صبر نہ کروں۔

اور یہ چھٹا امر ہے کہ مرتبہ ثانیہ میں حاصل ہوتا ہے اے عزیز! خوف الہی اصل کار ہے جسے خدائے کریم عقل سلیم عطا کرتا ہے ہر وقت اس سے ڈرتا ہے بعض صالحین نے چالیس برس خوف الہی سے سر نہ اٹھایا زرارہ بن اوفی رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے تھے جب اس آیت پر پہنچے۔

فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ۝ فَذَلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ۝

مر کر گر پڑے۔ ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ کہ اکابر تابعین سے ہیں ہمیشہ آنکھیں نیچی رکھتے یہاں تک کہ لوگ انہیں اندھا سمجھتے۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر جاتے ان کی لونڈی کہتی:

صَدِيقُكَ ذَلِكَ الْأَعْمَى ۚ قَدْ جَاءَ

آپ کا وہ اندھا یا ر آیا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہنستے اور ان سے فرماتے: خدا کی قسم اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں دیکھتے خوش ہوتے، ایک روز ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ لوہاروں کے کوچے میں گزرے آگ کو شعلہ زن دیکھ کر گر پڑے آٹھ پہرے ہوش رہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے سر ہانے بیٹھے فرماتے: خدا کی قسم یہ خوف ہے۔

دلا بہر خدا ترسی قیامت غفلتی داری! مکینہ خدمت و سلطان بچدیں بے نیاز بہا

فصل تیسری: صفت نماز میں

جو مسلمان بر عایت شرائط و ارکان و واجبات و سنن و مستحبات اس ترتیب و صفت کے ساتھ کہ مشہور اور کتب فقہ میں مذکور ہے بنظر تعمیل حکم الہی عزمہ نماز پڑھے شرع شریف میں نماز اس کی صحیح ہے مگر کمال اس کا یہ ہے کہ حقیقت ارکان و شرائط و واجبات و آداب کی بجالا دے اور ادا کے وقت ان کے اسرار پر نظر رکھے مثلاً روح و حقیقت طہارت یہ ہے کہ جس طرح بندہ نجاست حقیقی و حکمی سے ظاہر کو پاک کرتا ہے اسی طرح علاقہ دنیوی و خباثت مادی سے باطن کو صاف کرے کہ منظر بادشاہ حقیقی علام الغیوب کا باطن ہے۔
إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ۔

مکان کو کہ ظرف ابعدا ہے اور لباس کہ بعید اور چہرہ کہ قریب ہے پاک کرنا اور دل کو کہ مظهر و اور جس کی طہارت اصل مطلوب ہے ملوث چھوڑنا ایسا ہے جیسے ایک بادشاہ عالیجاہ اپنے غلام کو حکم دے کہ آج ہمارے حضور حاضر ہو کر نذر گزارے اور وہ نادان ایک خیس شے کہ ہرگز بارگاہ سلطان کے لائق نہیں خوان طلائی میں رکھ کر اور خوان پوش زربفتی مرصع اس پر ڈال کر حضور میں لیجاوے آیا بادشاہ اس کی اس حرکت پر ناخوش ہو کر کمال عتاب سے اسے نہ نکال دے گا اور وہ منظور و نا منظور فرما کر اس کے منہ پر نہ مارے گا بعض مشائخ کرام کریمہ:

لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى۔

میں سکرے محبت دنیا اور اس میں استغراق مراد لیتے ہیں یعنی جس کا دل دنیا کی الفت اور اس کی لذت میں مستغرق ہے قابل حضوری نہیں۔

حَتَّى تَعْمَلُوا مَا تَقُولُونَ ۝

یعنی جب تک حال موافق قال اور باطن ہمزبان ظاہر نہ ہو عالم الغیب والشہادہ کے حضور جانا اور اس کی خدمت و بندگی کا دعویٰ کرنا محض بے معنی و نادانی ہے اور مقصود اس

بیان سے یہ ہے کہ طالبان حقیقت مالک حقیقی کو ظاہر و باطن سے واقف سمجھ کر طہارت باطن و صلاح قلب کی تحصیل میں اہتمام بجالاویں نہ یہ کہ لوٹ باطن و غفلت دل کو عذر قرار دیکر نمازیں با فراغت چٹ کریں اور کہیں جس وقت دل حاضر اور باطن لوٹ ماسوا سے ظاہر ہوگا نماز پڑھیں گے بدون ان امور کے حرکات و سکنات ظاہری سے کیا حاصل مانند اس غلام سرکش کے جسے مولیٰ کسی کام کا اس وقت حکم دے اور وہ صاف انکار کرے کہ مجھ سے یہ کام تیری پسند کے لائق ہونا دشوار اور بدون اس کے بیکار ہے جب سلیقہ پیدا کر لوں گا اس وقت تعمیل کروں گا اگر عقل رکھتا احتیاط دہو شیاری کے ساتھ فوراً تعمیل کرتا باوجود اس کے اگر قصور رہتا شرمندہ ہوتا اور آئندہ اس سے احتراز اور اس کے ازالہ کی فکر کرتا بندہ کو تعمیل حکم چاہیے پسند کرنا اور نہ کرنا مولیٰ کے اختیار ہے تمہر دوسرکشی سے کہ ترک تعمیل میں ہے منسوب نہ ہوگا اور اس طریق سے وہ نقصان و قصور بھی رفتہ رفتہ علاج و تدبیر سے کہ امام غزالی رحمہ اللہ وغیرہ اطباء باطن رحمہم اللہ کی کتابوں میں تحریر ہے زائل ہو جاوے گا اس وقت حقیقت وَجْهَتْ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔

کی حاصل اور ان کلمات طیبات رکھنے کے قابل ہوگا شرح اس کلام کی مشائخ کرام کے طور پر یہ ہے۔

وَجْهَتْ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ۔

مخلوقات و ممکنات سے کہ خود محتاج اور اپنی حد ذات میں بالک ہیں دست بردار ہو کر مالک کائنات و خالق ارض و سلطوت کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جو باقی و دائم ہے اور سب اس کے محتاج ہیں حنیفاً سب باطل دینوں اور جھوٹے مذہبوں سے یکسو و کنارہ کش ہو کر مُسْلِمًا سچا دین کہ اسلام ہے اختیار کرتا ہوں۔

وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔

اور میں مشرکوں سے نہیں کہ کسی چیز کو اس کا شریک ٹھہراؤں اصالت تائیس اس مقام میں ارادہ شرک خفی کی مقتضی ہے مصلیٰ پر واجب کہ شرک خفی سے احتراز اور حال مطابق

قول کے کرے اور اس امر سے شرمادے کہ ابتدا مناجات کی جھوٹ سے ہو اور یہ بھی سمجھ لے کہ توجہ بوجہ ظاہر پروردگار تقدس وتعالیٰ عن الجہات کی طرف ممکن نہیں پس صدق کلام توجہ باطن پر موقوف ہے اور یہ توجہ اس امر کو مستلزم کہ عظمت و کبریاء بادشاہ حقیقی کی دل مصلیٰ میں مرککز ہو اور جو بات دل میں ہوتی ہے اثر اس کا اقوال وافعال میں ظاہر ہوتا ہے۔

کل اَنَاءٍ بِمَا فِيهِ يَتَوَسَّحُ می تراود زلم انچہ در آوند من ست

اثر قولی یہ ہے کہ زبان سے کہتا ہے: ”اللہ اکبر“ اللہ بہت بڑا ہے، علماء فرماتے ہیں: جو معنی تکبیر کے نہیں جانتا سخت جاہل ہے اور جو جان کر خدا کے حضور اپنے نفس یا دوسرے کی طرف مائل ہے وہ چیز اس کے نزدیک خدا سے زیادہ بڑی اور اس نامراد کی مراد اصلی و معبود حقیقی ہے۔

اَقْرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ۔

اور اثر فعلی یہ ہے کہ اس کے حضور بکمال خشوع و نیاز دست بستہ کھڑا ہوتا ہے اور اس مقام میں تین ادب کی رعایت ضرور ہے:

اول: اس کھڑے ہونے کو خدا کا احسان سمجھے کہ مجھ سے ناچیز کو اپنے دربار میں بلایا اور کھڑے ہونے کی اجازت دی جان و دل اس عنایت پر قربان کرے تو بجا ہے اور سلطنت ہفت کشور اس دولت کے مقابلہ میں خاک سمجھے اور اس پر لات مارے تو زیبا، نہ یہ کہ اپنا کمال سمجھے اور بادشاہ حقیقی پر ناز کرے۔

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمیں کنم منت شناس رو کر بخدمت بداشت

دوم: بندہ گناہگار ذلیل و خوار کی طرح جس کے تصور خدمت پر مولیٰ مطلع ہے شرمندہ سرا قلندہ رہے اور تصویر محشر پیش نظر رکھے کہ ایک دن اسی طرح اس کے حضور کھڑا ہونا اور ان نافرمانیوں کا جو عمر بھر کرتا رہا حساب دینا ہے۔

سوم: جس طرح نگاہ ظاہر قدم پر رکھتا ہے روئے باطن جناب احدیت کی طرف نہ رکھے نہ کسی طرف منہ پھیرے نہ دل غیر کی طرف متوجہ کرے گویا اسے بادشاہ جبار کے سامنے کھڑا کیا ہے اور حکم ناطق دیا ہے اگر گردن ہلائے گا مارا جائے گا یا

اس عاشق جان باختہ کی طرح کہ غیرت محبوب کا خیال اور مَنِ التَّفَتِ اِلٰی غَيْرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا کا تازیانہ نفس سرکش کو تو سنی سے روکے ہوئے ہے کہ خلاف مرضی محبوب نہ ہو جب روئے ظاہر کا یہ حال ہے روئے باطن کا کیا حال ہوگا۔ بندہ وہ ہے کہ مراد و مقصود اس کا ذات مطلق کے سوا دوسری چیز نہ ہو اور اس کی عظمت کے سامنے تمام عالم کو پست سمجھے سب خوبیاں اور کمالات اور تمام عیوب

سے پاکی اس کے لئے سمجھے اور اس مضمون کو زبان سے بیان کرے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ پاکی کے ساتھ یاد کرتا ہوں تجھے اے خدا اور سب عیوب و نقائص سے تجھے پاک جانتا ہوں وَبِحَمْدِكَ یعنی تیری خوبیاں بیان کرتا ہوں اور تیرا شکر بجا لاتا ہوں کہ تو نے بآن عظمت و جلال مجھ سے ناچیز بے کمال کو اپنے دربار میں

بلایا اور اس عمدہ خدمت اور جلیل منصب سے ممتاز فرمایا وَتَبَرَّكَ اسْمُكَ بہت خوبیوں کا ہے تیرا نام کوئی نام اس خوبی کو نہیں پہنچتا کہ پاک ذات اور برتر صفات پر دلالت کرتا ہے وَتَعَالَى جَدُّكَ اور تیری عظمت و سلطنت بلند ہے وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ اور تیرے سوا کوئی پوجا کے لائق نہیں تو ہی سچا معبود ہے اور الوہیت اور جو صفات الوہیت سے ہے تیرے ہی لئے مخصوص فَانْتَ الْإِلَٰهُ الْمَعْبُودُ حَقًّا وَالْأَحَدُ الصَّمَدُ الْمَوْجُودُ أَزَلًا وَآبَدًا جب بندہ اپنے مالک کی تسبیح و تحمید سے فارغ اور اس کی یکتائی کا دل سے معترف ہو اس وقت ایک قوی دشمن

کا دغدغہ کہ ہر وقت متاع گراں بہائے ایمان کی گھات میں ہے دل میں پیدا ہوا کہ مبادا اس دولت کو چھین لے جائے اور قرب کو بعد سے مبدل کر دے ناچار حافظ حقیقی کی طرف رجوع لاتا ہے اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ حقیقت استعاذہ یہ ہے کہ شیطانی کاموں سے احتراز کر کے ان باتوں میں جو خدا کو پسند ہیں مشغول ہو جو درندوں سے بچنا چاہتا ہے اور ان کے جنگل سے بھاگ کر محفوظ مکان میں پناہ نہیں لیتا بلکہ وہیں کھڑا کہتا ہے اَعُوذُ مِنْهُمْ بِهَذَا الْحِصْنِ الْحَصِينِ درندے اسے کب چھوڑیں گے اسی طرح جو آدمی ہوا

وہوس کا قیدی ہے شیطان کی رسی میں بندھا ہے استعاذہ اسے فائدہ نہ بخشنے گا پس بندہ کو لازم کہ وادی ہولناک معاصی سے بھاگ کر خدا کی پناہ پکڑے اور حمد و ثناء اس کی جو شیطان جیسے قوی دشمن سے بچانے والا ہے بجالا دے اور اس کا نام کہ ہر بلا سے امان ہے ورد زبان کرے اور کہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ جبہ تخصیص اسمائے متبرکہ ثلاثہ کی یہ ہے کہ آدمی تین سبب سے کسی کی مدحت کرتا ہے یا ممدوح حسن ذاتی رکھتا ہے یا اس کا احسان اس پر ہوتا ہے یا آئندہ اس سے احسان کی توقع ہوتی ہے سو اللہ علم ہے ذات واجب الوجود جامع جمیع صفات کمال کا اور اسے باعتبار ان مہربانیوں کے جو دنیا میں بندوں پر کرتا ہے رحمن اور بنظر مہربانی ہائے آخرت کے رحیم کہتے ہیں گویا بندہ عرض کرتا ہے کہ حسن ذاتی بھی تجھی کو ثابت ہے اور دنیا میں بھی سب نعمتیں تو ہی عنایت کرتا ہے اور آخرت میں بھی تو ہی کام آوے گا اور طرح طرح کی رحمتیں فرمائے گا پس تیری ہی حمد و ثناء کرنا لائق اور تجھی کو سراہنا چاہیے۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

تمام خوبیاں اور ستائشیں ازل سے ابد تک جس حامد سے جس محمود کے لئے جس خوبی پر صادر ہوں وہ سب اس ذات پاک واجب الوجود مستجمع تمام اوصاف علیہ کو ثابت ہیں جو سارے جہان کا پالنے والا ہے کہ جب وہ تمام عالم کا خالق اور پرورش کرنے والا اور حسن و احسان کا نئات کا اس کے عطا اور قدرت بخشنے سے ہے پس جو کسی مخلوق کو سراہتا ہے درحقیقت اس کے مالک و خالق کی حمد بجالاتا ہے۔ وَلَکِنَّمَا قِیلَ ۝

حمد رابا تو نسبت ست درست برادر ہر کہ رفت برادر تست

جب مصلی اس مضمون کو تصور کرتا ہے ہیبت و عظمت اس ذوالجلال و الکبریا کی جس کے بادشاہان مجازی محتاج و دست نگر ہیں اس درجہ دل میں پیدا ہوتی کہ ہیبت سلاطین دنیا کی جو ان کے دربار میں بنظر ان کی شوکت و قدرت و وجاہ و عظمت کے عارض ہوتی ہے اس سے کچھ نسبت نہیں رکھتی لہذا اس آیت کے بعد فرمایا: اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اگرچہ میں

سب بادشاہوں کا بادشاہ اور تمام جہان کا مالک و پروردگار ہوں مگر میری سرکار کو بادشاہان مجازی کے دربار پر قیاس نہ کرو وہاں قہر صرف ہے تھوڑی بات میں ناراض ہوتے ہیں کہ پھر کسی طرح راضی نہیں ہوتے اور گناہگار کا عذر قبول نہیں کرتے اور ہر کس و ناکس کی بات نہیں سنتے یہاں مہربانی و رحمت قہر و غضب سے زیادہ ہے۔

فَاِنَّمَا رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ غَضَبِيْ وَعَفْوِيْ سَبَقَ عِقَابِيْ وَاِنَّ رَحْمَتِيْ لَوْ سِعَتْ كُلُّ شَيْءٍ ۝

جو عرض کرنا ہے عرض کر کہ سنا جاوے گا اور جو مانگنا ہے مانگ کہ دیا جاوے گا یہاں تیرے گناہ و بے لیاقتی پر نظر نہیں بلکہ اپنی رحمت کاملہ و شاملہ پر ہے اور مزید اطمینان کے واسطے ارشاد ہوتا ہے:

مَلِکِ یَوْمَ الدِّیْنِ ۝

مالک انصاف کے دن کا گویا اس طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ آخر ایک روز ہمارے حضور کھڑا ہونا اور بے واسطہ کسی کے ہم سے سوال جواب کرنا ہے۔ آج کون مانع ہے اس درگہ مادر گہہ نو میدی نیست صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

اے عزیز! جس طرح مضمون اس آیت کا کمال خوف و ہیبت بندے کے دل میں پیدا کرتا ہے کہ چور کے حق میں اس سے زیادہ کوئی مصیبت سخت نہیں کہ اسے حاکم جبار قہار کے پاس جس کے خوف سے بڑے بڑے مقرب بید کی طرح کانپتے ہیں اور وہ اس کی چوری سے واقف اور قصور کا خود گواہ ہے لے جائیں اور یہ بھی جانتا ہو کہ اس نے حکم عام دیا ہے جو چوری کرے گا سخت سزا پائے گا اس طرح اُمید نجات کو قوت دیتا ہے کہ جب کوئی گنہگار کسی حاکم غفار کے پاس پکڑا آتا ہے سمجھتا ہے کہ وہ اپنے رحم و کرم سے میرا گناہ معاف کرے گا اور بمقتضائے ستاری رسوائی سے بھی نجات دے گا اگر میری تفسیح منظور ہوتی حساب و کتاب دوسروں کے تعلق کرتا۔ ایک اعرابی نے حضرت رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ و التحیۃ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! قیامت کو حساب بندوں کا کون لے گا؟ فرمایا: ”اللہ جل جلالہ“ اعرابی یہ سن کر خوش ہوا اور کہا: خدائے تعالیٰ کریم ہے اور کریم جب

قدرت پاتا ہے معاف فرماتا ہے اور جب حساب لیتا ہے سختی نہیں کرتا، آپ نے فرمایا:
 ”اے اہل فقیہ ہے، سچ کہتا ہے خدا سے زیادہ کوئی کریم نہیں۔“

کسی نے بعض اکابر دین سے عرض کیا: قیامت کو جب آپ سے سوال ہوگا:
 يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَا عَمِلْتُمْ لِكُرْبِي الَّذِي خَلَقْتُ فَسُوكَ الْآيَةَ
 اے آدمی! کس نے مغرور کیا تجھے تیرے اس کرم والے پروردگار کے ساتھ جس
 نے تجھے پیدا کیا سو ٹھیک بنایا، تو آپ کیا جواب دیں گے؟ فرمایا: مجھے میرے مالک نے
 اپنے فضل و کرم سے اسی آیت میں جواب اس کا خود تعلیم فرمایا میں کہہ دوں گا: پروردگار!
 تیرے کرم نے، وَلَكِنَّمَا قِيلَ

الہی تا غفور است شنیدم گنہ راشت نادى مرگ دیدم
 بالجملہ جب اپنے مالک کے کمال و کرم پر نظر کر کے سمجھتا ہے کہ اس کے دربار
 میں عرض معروض کی گنجائش ہے بے باکانہ غیبت سے خطاب کی طرف التفات کرتا ہے اور
 اپنے عرض حال پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ

ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ہنوز یہ کلمہ پورا نہیں نکلتا
 کہ تازیانہ خوف کا دل پر مارا جاتا ہے مبادا غیب سے ندا ہو: اے کاذب! نموش صبح سے شام
 تک تیرا دل اغیار کی طرف جھکا رہتا ہے اور ہماری عبادت کا دعویٰ کرتا ہے بندہ وہ ہے کہ
 سب کو چھوڑ کر ہماری طرف رجوع کرے کسی سے کام نہ رکھے جو فرمائیں بجلائے اور
 جس سے روکیں باز آئے اور اپنی خواہش کو دخل نہ دے ہماری تقدیر پر راضی و شاکر رہے
 اسی طرح استعانت ہم سے ہے کہ ہر مصیبت میں ہماری طرف رجوع کرے اور جو
 مانگے ہم سے مانگے جس طرح دودھ پیتا بچہ ماں کے سوا کسی سے التجا نہیں کرتا اور دوسرے
 کے پاس آرام نہیں پاتا نہ یہ کہ بادشاہوں کے دربار میں رزق اور حاکم کے پاس داد و خواہی
 اور طبیب کے گھر علاج کے واسطے جاوے اور ہر معاملہ میں غیر سے التجا کرے۔ ناچار اس قول
 کو خلاف فعل سمجھ کر خواہاں حقیقت ہوتا ہے اور دعوے سے دعا کی طرف رجوع کرتا ہے۔

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ

دکھائیں سیدھی راہ کہ دہنے بائیں سے کام اور غیر سے علاقہ نہ رکھیں۔

صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

راہ ان کی جن پر تو نے احسان کیا کہ انہیں ہر طرف سے روک کر اپنا کر لیا اور
 اپنے شوق و محبت میں تمام عالم سے بیگانہ کر دیا۔

غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ

نہ ان کی راہ جن پر غصہ ہوا اور نہ راہ گمراہوں کی کہ تیرا دامن چھوڑ کر اوروں کی
 طرف بھٹکے اور مور و غضب و لعنت ہوئے، ”آمین“ خدایا اپنے بندے کی عرض قبول فرما
 اور جو طلب کرتا ہوں اپنے فضل و کرم سے عطا کر۔ ”صحیح مسلم“ میں مرفوعاً مروی کہ اللہ جل
 جلالہ ارشاد فرماتا ہے: میں نے نماز اپنے میں اور اپنے بندے میں نصفاً نصف تقسیم کی اور
 میرے بندے کے لئے ہے وہ جو کچھ مانگے جب بندہ کہتا ہے:

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

اللہ فرماتا ہے: میرے بندہ نے میری حمد کی اور جب کہتا ہے:

الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ

فرماتا ہے: میرے بندہ نے میری تعریف کی اور جب کہتا ہے:

مَلِكٌ يَوْمَ الدِّينِ

فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعظیم کی یعنی تین آیتیں خاص میرے لئے

ہیں اور ان میں میری ہی حمد و ثناء و تمجید ہے اور جب بندہ عرض کرتا ہے:

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ

ارشاد ہوتا ہے: یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے

کے لئے ہے جو کچھ مانگے اور جب دعا کرتا ہے:

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ

صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
 غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ

فرماتا ہے: یہ سب میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کے لئے ہے جو کچھ مانگے۔

اے عزیز! یہ عنایت مولیٰ کی بندے کے حق میں کافی و وافی ہے مگر اس سورت کے پڑھنے سے محبوب کی باتوں کا شوق دل میں بڑھتا ہے لہذا بقدر اقتضائے حال ایک وقت تک اس کلام پاک کی تلاوت میں مشغول رہتا ہے اور اس کی بلاغت و لطافت و حسن و خوبی پر نظر کر کے بکمال خشوع و خضوع عظمت متکلم جل مجدہ کے سامنے جھک جاتا ہے اور کہتا ہے:

سُبْحَنَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ-

پاکی بولتا ہوں اپنے بڑے رب کی عنایت الہی و لطف ربانی کہ حکم مَن تَوَاضَعَ لِلَّهِ رَفَعَهُ اللَّهُ در ماندگی و بیچارگی کو لازم ہے و سنگیری فرما کر سر اس کا اٹھاتی ہے اس وقت امید بندہ کی قوی ہوتی ہے اور سمجھتا ہے کہ پروردگار نے میری تسبیح و تحمید قبول فرمائی اور میرے عجز و نیاز پر نظر فرما کر یہ رفعت و بلندی بخشی لہذا اس مضمون کی طرف سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ سے اشارہ کر کے اس کی عنایت بیغایت کا شکر بجالاتا ہے۔

اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ-

خدایا تیرا شکر کس زبان سے ادا کروں کہ مجھ ناچیز کو اپنے حضور میں کہ قدوسیوں کی سجدہ گاہ ہے بلایا اور اپنے دربار میں جگہ دے کر طرح طرح کے لطف و عنایت سے سر بلند فرمایا۔ اس رحم و کرم کے مقابلہ میں بندہ ناچیز سے سوا اس کے کیا ہو سکتا ہے کہ سر عبودیت و بندگی زمین نیاز پر جھکائے اور عجز کو کہ موجب مزید عنایت ہو از یادہ ظاہر کرے لہذا سر سجدہ ہو کر عرض کرتا ہے:

سُبْحَنَ رَبِّيَ الْأَعْلَى-

میرا بڑا تر پروردگار سب عیوب و نقائص سے پاک و منزہ ہے جب بندہ یہ عبادت کہ کمال تواضع و عنایت تدلل سے بجالاتا ہے رحمت الہی جوش فرماتی ہے اور اجازت بیٹھنے کی جس سے بڑھ کر کوئی عزت نہیں حاصل ہوتی ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ ہم عوض اس

تواضع و نیاز کے تجھے وہ مرتبہ جو تیرے حوصلہ سے باہر ہے بخشے ہیں اور اپنے حضور بیٹھنے کا حکم دیتے ہیں جس وقت بندہ اس تشریف سے سرفراز ہوتا ہے بدیں خیال کہ مبادا نفس سرکش کمال قرب پر مغرور ہو کر کبر و عجب کی بلا میں مبتلا کرے، عظمت الہی بیان کرتا پھر سجدہ میں جھک جاتا ہے اور زبان حال سے کہتا ہے کہ اے دون ہمت کہیں مغرور نہ ہو جانا اور اپنی اصل و حقیقت کہ خاک ذلیل و نطفہ ناپاک ہے بھول نہ جانا یہ قرب و منزلت اسکے فضل سے ہے نہ تیری استعداد و عمل سے کارخانہ الہی میں کوئی چیز خاک سے زیادہ ذلیل و خوار نہیں رفعت و بلندی کا اقتضا اس میں کہاں مگر مالک اپنی ملک میں مختار ہے جس بندہ خوار و ذرہ بے مقدار کو چاہے تشریف کرامت سے مخصوص فرما کر اپنی درگاہ میں بلا وے اور بیٹھنے کی اجازت دے ایسے مہربان مولیٰ کا شکر اور اس کے حضور دست بستہ کھڑے ہو کر خدمت بجالانا اور ان افعال کو جو موجب اس قرب و رفعت کے ہوئے مکرر ادا کرنا فرض ہے۔

المسک ما کررتہ یتضوع-

لہذا پھر دست بستہ کھڑے ہو کر وہ افعال دوبارہ ادا کرتا ہے اس بار جو یہ سجدہ میں گیا اور جس قدر تعظیم و تدلل اس کے حیطہ قدرت میں تھی بجالایا اب نظر عنایت اور زیادہ ہوئی گویا بندہ نوازی اس کی پردہ غیب سے آواز دیتی ہے اب سر نیاز خاک سے اٹھا اور تاج کرامت سر پر رکھ ہمارے حضور باطمینان تمام بیٹھ اور اپنا مطلب عرض کر بندہ اس انعام کو دیکھ کر اپنا مقصد و مطلب گم کر کے مالک کی حمد و ثنائیں مشغول ہوتا ہے۔

الْحَيَاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالطَّيِّبَاتُ-

سب تعظیمیں اور نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس کا فضل و کرم ذرہ بے مقدار کو خورشید پر انوار بناتا ہے اور بلا استحقاق و سابقہ خدمت معتد بہا اپنے بندے کو ایسے عمدہ مقامات عطا فرماتا ہے اب کہ یہ ثناء و تحیت خسروی ادا کر چکا ناگاہ عرش سلطانی کی دہنی جانب نظر آیا کہ گویا وزیر اعظم و دستور محترم بہراران جاہ و جلال کرسی عز و اقبال پر جلوہ افروز ہے لہذا ادھر متوجہ ہو کر عرض کرتا ہے:

الْسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ-

سلام تم پر اے نبی اور خدا کی مہربانی اور اس کی افزونیاں یہ کلمہ ہر چند معنائش ہے مگر مثل کلمہ سابقہ کے اسے اخبار قرار دینا بھی ممکن یعنی بادشاہان جلیل کے دربار میں جس قدر قرب زیادہ اسی قدر خوف عتاب و ترس زوال منصب بیشتر اور وہاں ہر ایک کے لئے ایک مرتبہ معین ہے جس سے آگے تجاوز نہیں کر سکتا۔

وما لنا الا له مقام معلوم۔

مگر تمہیں اس دربار میں وہ وجاہت و علو مرتبت حاصل نہیں جس کے زوال کا کبھی اندیشہ ہو۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ۔

حضور اس خوف و ترس سے مامون ہیں وَرَحْمَةُ اللَّهِ اور بادشاہ حقیقی آپ پر اس قدر مہربان ہے کہ کبھی عتاب نہ فرمائے گا وَبَرَكَاتُهُ اور اس بارگاہ میں حضور کا مرتبہ تنائی نہیں بلکہ بعنایت خسروی یونانیوں کا کمال و ترقی پر ہے۔

وَلِلْآخِرَةِ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَى۔

بعدہ حاضران دربارہ مقربان بارگاہ کو سلام اور بنظر عموم رحمت سلطانی اپنے نفس کو بھی اس میں شریک کرتا ہے۔

السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ۔

سلام ہم پر اور خدا کے نیک بندوں پر اب تو الطاف شاہنشاہی اس پر متواتر نازل ہوئے اور عنایات سلطانی سے بے نہایت شرف حاصل ہوئے کبھی اس دربار والا جاہ میں بیٹھنا پایا کبھی پایہ بوس عرش خسروی ہاتھ آیا کبھی بلا وساطت احدے وزیر اعظم سے دولت خطاب ملی کبھی مقربان حضرت کے ساتھ نعمت سلام میں شرکت ہوئے ان باتوں پر لحاظ کر کے کثرت سرور و نشاط سے بے اختیار ہو کر پکارا اٹھتا ہے کہ

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ پرستش و عبادت کے قابل یہی بادشاہ عالم پناہ ہے جس کی رحمت عام شامل ہے اور بندہ نوازی اس کی نہایت نہیں رکھتی اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اس کے خاص بندے اور سچے رسول ہیں جنہوں نے اس کے حکم سے مجھے اس عبادت کے طریقے بتائے جو موجب ان توقیرات کے ہوئے اور ان کے وسیلہ سے وہ عزت پائی جو میرے حوصلہ سے باہر تھی اس مضمون کو خیال کر کے چاہتا ہے کہ ان کے احسانات کا کچھ شکر ادا کرے مگر اپنے میں اس قدر قدرت نہیں پاتا اور ان کے انعام بے نہایت نظر آتے ہیں لہذا اسی بادشاہ کی طرف التجا لاتا ہے جس نے انہیں یہ فضائل و کمالات عطا کئے اور تمام جہان کے لئے رحمت اور قاسم خوان نعمت فرمایا کہ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ۔

الآخر گویا یہ مضمون ادا کرتا ہے خدایا تیرے پیغمبر کا احسان اس عاجز بندے پر ایسا نہیں جس کا شکر و عوض ادا کر سکے تو ہی اپنے فضل و کرم سے انہیں اس کی جزائے خیر عطا کر اور اپنی رحمت کاملہ ان پر اور انکی آل مطہر پر جو واسطہ وصول ہدایت ہوئے نازل فرما پھر اپنے اور اپنے والدین اور مسلمانوں کے لئے دعائے مغفرت اور حاضران دربار کو سلام کر کے رخصت ہوتا ہے۔

”السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ“ وَنَسْأَلُ تَوْفِيقَ الْعَمَلِ مِنَ اللَّهِ۔

فصل چوتھی: امور متفرقہ میں

فائدہ

فرضیت نماز قرآن شریف سے ثابت و متحقق ہے:

قال غرمن قائل اقيموا الصلوة۔

اور فرمایا:

وقوموا لله قانتين۔

اور ارشاد ہوتا ہے:

ان الصلوة كانت على المؤمنين كتباً موقوتاً

اور حکم ہوا: حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطی

اور یعین عدد یعنی فرضیت پانچ نمازوں کی سنت متواترہ سے ثابت اور استدلال بعض علماء کا آیت اخیرہ سے کہ اداۃ تعریف میں اصل عہد ہے اور معبود نماز پنجگانہ کہ بقول صحیح نماز مکہ میں فرض ہوئی اور آیت مدنی ہے اور وسطیٰ اسے کہتے ہیں جو عدد مساوی کے پنج میں ہو اور وہ پانچ ہے محض تا تمام کہ دلالت لام کی عہد پر قطعی نہیں اور تین پانچ سے اولیٰ ہے اور جواب شیخ نجم الدین نسفی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنی تفسیر میں کہ واحد عدد نہیں، عدد اسے کہتے ہیں جو مجموع حاشیتیں کا نصف ہو قطع نظر اس سے کہ ایک خاص مذہب پر مبنی ہے اور یہ تعریف عدد کی بھی اسی مذہب پر ہے اشکال کو دفع نہیں کرتا کہ اس تقدیر پر پہلے مقدمہ میں خصوصیت عدد کی ممنوع ہوگی اور جو وسطیٰ کو فضلے کے ساتھ تفسیر کیا جاوے تو آیت سے استدلال اصلاً نہ رہے بالجملہ آیت کریمہ سے ثبوت اس مطلب کا معرض بحث میں ہے اسی طرح استدلال کریمہ:

فَسَبِّحْ لِلَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ ۝ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ

فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًا وَحِينَ تَطْهَرُونَ ۝

سے بایں طور کہ تمسون سے مغرب و عشا اور تصبحون سے صبح اور عشا سے عصر اور تطہرون سے ظہر مراد ہے ضعیف کہ لفظ سبِّحْ لِلَّهِ کی دلالت ارکان مخصوصہ پر اور اسی طرح حین تمسون میں مغرب و عشا کا جمع ہونا اور عشا سے عصر کا ارادہ ہر چند محتمل ہو مفید قطع و یقین نہیں بعض علماء فرماتے ہیں فرضیت نماز پنجگانہ مجملہ ضروریات دین ہے حاجت کسی خاص دلیل سے استدلال کی نہیں واللہ اعلم۔

لطیفہ

انسان کو پانچ حال عارض ہوتے ہیں وقت ولادت سے شباب تک زمانہ نمو و ترقی ہے پھر زمانہ کہولت پھر شیخوخت پھر موت اور بعد موت کے ایک عرصہ تک اس کا ذکر باقی اور آثار موجود رہتے ہیں مناسب ان کے پانچ حال آفتاب پر کہ عہد آیات الہی سے ہے وارد ہوتے ہیں طلوع سے غایت ارتفاع تک مناسب پہلے حال انسانی کے ہے

قبل اس کے نماز فجر فرض ہوئی اور غرب کی طرف جھکنا مشابہ کہولت کہ وقت ظہر کا ہے اور قریب بغرب اس کا نور متغیر ہونا بڑھاپے سے مناسب اس وقت عصر اور غروب گویا موت ہے اس وقت مغرب اور بعد غائب ہونے شفق کے کہ وقت فنائے کامل و زوال آثار سے مشابہ ہے، نماز عشاء فرض ہوئی۔

لطیفہ

طلوع فجر ایک عہدہ نعمت ہے کہ انسان اس وقت رات کی تاریکی اور نیند کی غفلت سے کہ بمنزلہ موت کے ہے نجات پاتا ہے اور دن کی روشنی اور بیداری کے فائدوں سے بہرہ مند اور اثر آفتاب کا کہ عہدہ مظاہر قدرت باری سے ہے۔ ظاہر ہوتا ہے اس وقت عبادت مولیٰ بنظر اس نعمت اور اس کے فوائد اور بخیاں اس امر کے بجالاتا نہایت مناسب کہ آفتاب بے توقع ثواب اپنے مالک کی خدمت میں سرگرم و مستعد ہے وائے نادانی کہ میں باوجود امید ثواب و خوف عذاب اس کی عبادت میں قصور کروں اور وقت زوال ایک حالت مشابہ رکوع کے آفتاب کو عارض ہوتی ہے جس کے دیکھنے سے خدا کی کمال قدرت و عظمت ظاہر ہوتی ہے اور بندہ بنظر اس کی قدرت اور تمام عظمت کے خدمت اس کی بجالاتا ہے اور اس کے حضور سر جھکاتا ہے یہ وقت ظہر کا ہے جب آفتاب بہت نیچا ہوتا ہے اور ہیئت مناسب سجدہ کے اسے لاحق ہوتی ہے آدمی کے دل میں بھی رغبت سجدہ اور اپنے مالک کی بندگی پیدا ہوتی ہے اور نماز عصر ادا کرتا ہے بعد غروب کے زمانہ کارنگ بدل جاتا ہے اور ایک نئی قدرت حضرت رب العزت جل جلالہ کی ظاہر ہوتی ہے اس وقت نماز مغرب فرض ہوئی اور جب رات کی تاریکی زیادہ ہوتی ہے اور ستارے آسمان پر اچھی طرح ظاہر ہو جاتے ہیں ایک اور جلوہ اس کی قدرت کا نظر آتا ہے اس وقت بندہ نماز عشا ادا کرتا اور اس قادر مطلق کی کہ تمام آسمان و زمین جس کے قبضہ میں ہے بندگی بجالاتا ہے۔

نکتہ

کہتے ہیں جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام بہشت سے دنیا میں آئے عالم ان پر

تاریک اور رات کی ظلمت علاوہ تھی ناگاہ صبح روشن ہوئی آپ نے دو رکعت نماز اس نعمت کے شکر میں ادا کی وہی دو رکعت ہم پر فرض ہوئی تاگنا ہوں کی تاریکیاں زائل اور انوار طاعت حاصل ہوں اور زوال کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذبح سے نجات دی جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس وقت چار رکعت نماز پڑھی کہ چار نعمتیں انہیں عطا ہوئیں فرزند قتل سے رہا ہوئے خدا کے حکم پر راضی اور جان دینے پر ثابت قدم رہے خدائے تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور فیہ عنایت فرمایا ہمیں بھی بعد زوال چار رکعت پڑھنے کا حکم ہوا کہ ہم کو خدائے کریم نے اپنے فضل عیم سے بطفیل رسول رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوزخ سے کہ ہلاک حقیقی ہے آزاد کیا اور ہم سے بھی راضی ہوا اور ایمان پر ثابت قدم رکھا اور قیامت کے روز انشاء اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کو ہمارا فدیہ کرے گا عصر کے وقت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چار تاریکیوں سے نجات پائی۔ ظلمت زلت، ظلمت شب، ظلمت آب، ظلمت شکم ماہی اس کے شکر میں چار رکعت پڑھیں وہ چار ہم پر بھی فرض ہوئیں کہ تاریکی معصیت، تاریکی قبر، تاریکی صراط، تاریکی جہنم سے نجات پائیں۔ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وقت مغرب تین رکعت ادا کیں دواپنی اور اپنی ماں سے الوہیت کی نفی اور تیسری خدا کے لئے ثابت کرنے کے شکر میں ہمیں بھی حکم ہوا کہ اس وقت تین رکعت پڑھیں کہ حساب حشر سہل اور آتش دوزخ سے نجات اور خوف قیامت سے امن حاصل ہو نماز عشا چار رکعت حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پڑھی کہ راہ گم شدہ ہاتھ آئی، عورت کے غم سے نجات ہوئی رنج سے رہائی پائی۔ ہارون علیہ الصلوٰۃ کو مرتبہ وزارت و نبوت حاصل اور بسبب وعدہ نصرت الہی کے خوف فرعون زائل ہوا۔ ہم پر یہ چار رکعتیں مقرر ہوئیں کہ ہمیں خدا نے راہ حق دکھائی اور غم آخرت سے بامید رحمت و شفاعت حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیہ رہائی ملی اور ہم میں اولیاء و اقطاب کہ نائبان انبیاء ہیں پیدا کئے دشمنان دین پر غلبہ بخشا۔

فائدہ

قاسم بن جعفر کی روایت میں ہے آدم نے نماز فجر اور اسحق نے ظہر اور عزیر نے عصر اور داؤد (علیہم السلام) نے مغرب اور محمد ﷺ نے عشا ادا کی اس تقدیر پر عشا خاص امت مرحومہ سے ہے اور بر تقدیر اول اجتماع نماز پنجگانہ واللہ اعلم۔

لطیفہ

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں آٹھ پہر میں جاگنے کی سترہ ساعت ہیں نہار معتدل بارہ ساعت کا ہوتا ہے اور اکثر آدمی اول شب تین اور آخر شب دو ساعت بیدار رہتے ہیں بعد دان سترہ ساعت کے سترہ رکعت فرض ہوئیں تابندے ہر ساعت کے مقابل ایک رکعت کی قدر تو اپنے مولیٰ کی عبادت و بندگی میں صرف کریں۔

حکمت

بناس دین متین کی مستحکات عقلیہ و مریضات عرفیہ پر ہے۔

فطرة الله التي فطر الناس عليها۔

اور دستور ہے جب بادشاہوں کے دربار کا قصد کرتے ہیں اطراف بدن دھوتے ہیں لہذا نماز سے پہلے وضو فرض ہوا کہ نماز بادشاہ حقیقی کا دربار ہے اور نیز وجہ تخصیص ان اعضا کی یہ ہے کہ جب تمام بدن کا دھونا بوجہ حرج فرض نہ ہوا تو یہ اعضاء کہ اطراف بدن ہیں قائم مقام اس کے ہوئے اور نیز احادیث میں وارد وضو گناہوں سے پاک کرتا ہے اور ان اعضا کو کتاب ذنوب میں بہ نسبت سائر بدن کے زیادہ مداخلت ہے اور بھی اس فعل کو تطہیر باطن سے وہ نسبت ہے جو کلمات نیت نماز کو نیت اور اقرار لسانی کو تصدیق سے اسی جگہ سے کہتے ہیں وضو میں ہاتھ دھونا دنیا سے ہاتھ دھونے اور کلی لذت طعام و شراب اور ناک میں پانی ڈالنا لذت مشروبات سے دست برداری اور منہ دھونا توجہ الی الغیر اور پاؤں دھونا غیر کی طرف جانے کو ترک کرنے اور مسح سر ترکیہ خیال کی طرف اشارہ ہے اور دستور

ہے کہ جب آدمی بادشاہ کے حضور جانا چاہتا ہے منہ ہاتھ پاؤں دھوتا ہے نہ مقعد اور تجربہ سے ثابت کہ ان اعضاء کا دھونا دفعِ نوم و تفریحِ قلب میں اثر تمام رکھتا ہے موضعِ حدث دھونے کو اس باب میں اصلاً دخل نہیں پس اعتراض بعض ملاحظہ کا کہ ایجاب وضو و عدم ایجاب غسل مقعد کو محل خروج ریح ہے یقیناً محض بے بنیاد ہے البتہ مسح سر کی حکمت کا حقہ سمجھ میں نہیں آتی اور ہماری عقل ناقص اُسے ادراک نہیں کرتی سو اس کے کہ ایجاب امور تعبدیہ وغیر معقول المعنی کا واسطے امتحانِ بندگی کے ہے کہ کون ہمارے حکم کو اس نظر سے کہ حکم مولیٰ ہے بلا تردید و انکار بجالاتا ہے اور کون اپنی عقل کو دخل دے کر چون و چرا کرتا ہے سو اس کے پروردگار تعالیٰ حکیم ہے اور حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں کہ فضول و عبث اس کے سرِ اپر دہ حکمت کے پاس نہیں آسکتا یہ کیا ضرور ہے کہ جس بات کا بھید ہماری سمجھ میں نہ آوے اس میں کوئی بھید نہ ہو جس کی حکمت تک ہمارا ذہن نہ پہنچے اس میں کچھ حکمت نہ ہو ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب تو خدا کی ندا سنے یقین جان کہ تجھے کسی بھلائی کی طرف بلاتا اور کسی برائی سے روکتا اور بچاتا ہے آدمی جس کی دانائی کا معتقد ہوتا ہے اور اس کے کاموں کی خوبی تجربہ سے سمجھ لیتا ہے اس کے ہر کام کو اچھا جانتا ہے گو فائدہ اس کا سمجھ میں نہ آوے اور یقین کرتا ہے کہ اس نے ضرور کچھ فائدہ تجویز کیا ہوگا گو میری عقل اسے دریافت نہیں کرتی کہ کیا خدا کی نسبت اس قدر اعتقاد بھی نہیں جو اس کا حکم بے چون و چرا قبول نہیں کرتا۔

حکمت

ارکان وضو پر مضمضہ و استنشاق مقدم ہوا کہ طہارت آب میں وصف معتبر ہے رنگ نظر سے معلوم ہو جاتا ہے اور مزہ ذائقہ اور بوشامہ سے دریافت ہوتی ہے اور وجہ تقدیم مضمضہ استنشاق پر ظاہر کہ مونہ ناک سے شریف تر ہے۔

فائدہ

مشروعیت استقبال کعبہ میں چار نکلتے ہیں:

اول: زمین مبداء انسان اور کعبہ وسط و افضل بقاع زمین پس وہی اس کا قبلہ مقرر ہوا کہ اپنی حقیقت یاد رکھ کے تکبر و تعلیٰ سے باز رہے اور تواضع و انکسار کہ مناسب جو ہر خاک اور لب لباب نماز ہے پیش نظر رکھے۔

دوم:

حکماء کہتے ہیں انسان کے لئے دو قوتیں ہیں عقلیہ و مخیلہ یہ قوت جب عقلیہ کی مدد کرتی ہے فعل اس کا قوی ہو جاتا ہے اس لئے بہندس جب کوئی حکم احکام مقادیر سے دریافت کرنا چاہتا ہے مطابق اس کے ایک صورت عالم اجسام میں وضع کرتا ہے اور جو شخص دربار شاہی میں جاتا ہے بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوتا اور اس کی خدمت بجالاتا ہے لیکن اس دربار میں مقابلہ اور مواجہہ کی گنجائش نہیں لہذا استقبال کعبہ اس کے قائم مقام ہوا جس طرح قرأت و ذکر و تسبیحات جاری مجرے ثنائے سلطان اور رکوع و سجود بمنزلہ خدمت شاہی ہے۔

سوم:

روح عبادت کی خشوع ہے اور ایک جہت کی طرف استقبال اس کے مؤید کہ ہر طرف منہ کرنے اور ادھر ادھر دیکھنے سے خشوع میں خلل واقع ہوتا ہے اور وجہ تخصیص کعبہ کی ظاہر کہ اسے مالک حقیقی غراسمہ نے اپنا گھر فرمایا ہے۔

چہارم:

یہود اس وجہ سے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جانب غربی سے ندا آئی جانب غربی اور نصاریٰ اس نظر سے کہ حضرت مریم پر تجلی روح القدس علیہ السلام کی مکان شرقی میں ہوئی اس کی طرف استقبال کرتے ہیں کعبہ کہ تعمیر کردہ حضرت خلیل و مولد حبیب جلیل ہے صلی اللہ علیہا وسلم اہل اسلام کا قبلہ مقرر ہوا۔

نکتہ

رفع یدین نفی کبریائے غیر خدا اور جمیع ماسوائے اللہ سے دست برداری کی طرف اشارہ ہے اور تکبیر تحریمہ اثبات عظمت حضرت احدیت اثبات قولی و نفی فعلی کے ملانے سے یہ مضمون حاصل ہوتا ہے کہ عظمت و کبریائی خاصہ جناب الہی ہے لہذا تمام ماسوا سے انقطاع کر کے اسی کی طرف جھکتا اور اس کی صفت و ثناء بجالاتا ہوں۔

برخلاف اور ارکان کے دو جہدے ہر رکعت میں فرض ہوئے:

- ۱- کہ جہدہ بمنزلہ شاہد دعویٰ ایمان ہے حدیث میں ہے جہدہ کا نشان قیامت کے روز پیشانی پر چمکے گا اور ثبوت دعویٰ کے لئے شرع میں دو گواہ عادل مقرر ہیں۔
- ۲- یا ایک جہدہ سے عبادت جسم اور دوسرے سے عبادت روح کی طرف اشارہ ہے۔
- ۳- یا پہلا بنظر عظمت وجلال مولیٰ اور دوسرا اظہار اپنی عجز و ذلت کا ہے۔
- ۴- یا پہلا شکر معرفت اور دوسرا اظہار خدمت۔
- ۵- یا پہلے سے اس مضمون کی طرف کہ آدمی زمین سے پیدا ہوا اور دوسرے سے اس بات کی طرف کہ انجام کار زمین میں جاوے گا، اشارہ ہے گویا مصلیٰ دونوں جہدہ سے آیت کریمہ: *منہا خلقنکم و فیہا نعیدکم* کے مضمون کا اقرار کرتا ہے۔
- ۶- یا پہلا امتثال امر اور دوسرا ترغیم شیطان ہے کہ اس نے جہدہ سے تکبر کر کے تمام محنت و ریاضت اپنی بربادی کی۔

۷- مبسوط میں ہے دونوں جہدے شیطان کی ترغیم اور اس کے جلانے اور ذلیل کرنے کے واسطے ہیں کہ اسے جہدہ کرنے کا حکم ہوا نہ بجایا، ہم اس فعل کو بار بار کرتے ہیں اور اعتراض امام سروری رحمۃ اللہ علیہ کا ان دونوں وجہ پر کہ شیطان نے خدائے تعالیٰ کو لاکھوں کروڑوں جہدے کئے انکار اس کا جہدہ آدم علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام سے مخصوص ہے ساقط کہ اس نے اگرچہ لاکھوں بار جہدہ کیا مگر جہدہ ہی کے انکار سے ملعون ہوا جب ہم اس فعل کو تکرار کریں گے اور اس کی عوض ثواب عظیم پائیں گے بالضرور اسے ندامت اور اپنے انکار پر حسرت ہوگی چنانچہ یہ مضمون بعینہ حدیث سے ثابت کہ جب بندہ جہدہ تلاوت کرتا ہے شیطان روتا ہوا الگ ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اے خرابی اسے جہدہ کا حکم ہوا بجایا یا بہشت کا مستحق ہوا میں نے انکار کیا اور دوزخی ہوا اور سجود سہو کی نسبت

ہما ترغیمتان للشیطان۔

- ۸- اور شیخ الاسلام تکرار سجود میں یہ نکتہ لکھتے ہیں کہ جناب باری تعالیٰ نے جب بنی آدم سے میثاق لیا جہدہ کا حکم کیا تا فعل مطابق قول کے ہو مسلمان جہدہ میں گئے کافر نہ کر سکے جب مسلمانوں نے جہدہ سے سراٹھایا اور اپنے کو اس دولت عظمیٰ سے مخصوص پایا تو فقیہ الہی کا شکر جہدہ کے ساتھ کیا وہی دو جہدے نماز میں مقرر ہوئے۔

حکمت

مشروعیت جماعت میں یہ بھید ہے کہ کسی کی نماز میں مثلاً خشوع اور کسی کی خضوع اور کسی کی ذوق و شوق اور کسی کی رعایت امتثال و بندگی اور کسی کی ہیبت و وقار زیادہ ہے ان سب کیفیات کے ملنے سے ہیئت اجتماعی حکم معجون مرکب کا پیدا کرتی ہے اور یہ بات علیحدہ علیحدہ میں حاصل نہیں ہو سکتی علماء فرماتے ہیں نماز جماعت میں چار فائدے ہیں۔

اول: نمازیوں میں باہم دوستی و محبت پیدا ہوتی ہے اور ایک دوسرے کے حال سے واقف ہوتا رہتا ہے۔

دوم: نفس پہ تنہا عبادت شاق ہے اور اس میں مصروف دیکھ کر بہ رغبت و نشاط بجالاتا ہے اور شیطان بھی تنہا پر بہت حملہ کرتا ہے۔

فانما یا کل الذئب القاصیۃ۔

سوم: برکت کامل کی ناقص اور حاضر القلب کی غافل کے دل پر اثر کرتی اور اسے کمال کی طرف کھینچتی ہے۔

ہم القوم لا یسقی بہم جلیسہم۔

سے پذیرند بدارا بطریق نیکان

وہب بن منبہ کچھلی صف میں کھڑے ہوتے اور کہتے ہیں نے توریت میں دیکھا ہے امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں بعض لوگ جب جہدہ سے سراٹھاتے ہیں جو آدمی ان کے پیچھے

ہوتے ہیں بخشے جاتے ہیں۔

چہارم: اجتماع مسلمین باعث برکات و موجب حصول فوائد دین ہے۔ جاہل علماء سے مسائل سیکھتے ہیں اور بے شوقوں کو اہل محبت کا شوق دیکھ کر خدا کی بندگی کا شوق اور خائفین کے خضوع و خشوع دیکھنے سے اوروں کے دل میں بھی خوف پیدا ہوتا ہے بیباک اہل احتیاط کی احتیاط دیکھ کر بے احتیاطی و بیباکی سے باز آتے ہیں اور نماز جلد پڑھنے والے صابروں اور باوقار لوگوں کی نماز دیکھ کر اپنی حرکات پر نادم ہوتے اور نماز ٹھیک کر لیتے ہیں اے عزیز نماز باجماعت بڑی دولت ہے احیاء العلوم میں مرفوعا روایت کرتے ہیں جس کی تکبیر تحریمہ چالیس روز فوت نہو نفاق و دوزخ سے محفوظ رہے اور یہ بھی حدیث میں ہے ایک گروہ قیامت کے روز چمکتے تاروں کی مانند محشور ہوگا فرشتے کہیں گے تم کیا عمل کرتے تھے کہیں گے اذان سنتے ہی سب کام چھوڑ کر طہارت میں مشغول ہو جاتے دوسرے گروہ کے منہ چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ فرشتے ان سے ان کا عمل پوچھیں گے جواب دیں گے ہم وقت سے پہلے طہارت کر لیتے تیسرے کے منہ آفتاب کی طرح روشن ہوں گے وہ کہیں گے ہم اذان سے پہلے مسجد میں پہنچ جاتے۔ صحیح حدیث میں ہے جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے خدائے تعالیٰ اسے عرش کے سایہ میں کھڑا کرے گا جس دن سوا اس کے کہیں سایہ نہ ہوگا اور فرماتے ایک نماز جماعت سے سائیس نماز کے برابر ہے محیط رضی اللہ عنہ میں ہے جماعت سنت موکدہ ہے اگر تمام اہل شہر ترک کریں اور سمجھانے سے باز نہ آویں ان پر جہاد چاہیے کہ جماعت شعار اسلام ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ تارکین اذان پر جہاد جائز کہتے ہیں جب ترک اذان پر کہ وسیلہ جماعت اور اس کی طرف ندا سے عبارت ہے جہاد جائز ہوا تو ترک جماعت پر کس طرح جائز نہ ہوگا خایہ البیان و اجناس میں ہے۔ تارک جماعت کی گواہی مقبول نہیں اور بعض کتب فتنہ میں مذکور کہ تارک جماعت پر تقرر ضرر و اور ہمسایوں پر اسے نصیحت کرنا واجب یہاں تک کہ سکوت

سے گنہگار ہوں گے اور بدائع میں اکثر مشائخ سے جماعت کا وجوب نقل کیا اور بعض فقہا نے اسے اصح و ارجح کہا اور کرنی نے اسے سنت موکدہ سے تعبیر کر کے وجوب کے ساتھ تفسیر کیا۔

لطیفہ

نماز جامع جمیع عبادات ہے تکبیر و تسبیح و تہلیل و تحمید و قرأت و درود و تشہد و دعا وغیرہ عبادات قولی ہیں اور طہارت و رفع یدین و استقبال قبلہ و قیام و قعود و رکوع و سجود و جلسہ و قومہ و اہتمام اہل ارکان عبادات فعلی اور ستر عورت و تنظیف جامہ عبادات مالی کھانا پینا جماع ترک کرنا بمنزلہ صوم اور تکبیر تحریمہ بجائے اخرام اور استقبال قائم مقام طواف اور قیام بمشابه وقوف عرفہ اور تعوذ جاری مجرے رمی جمار اور بذل مال ستر عورت و آلات طہارت میں مثل زکوٰۃ اور قعدہ شبیہ اعتکاف اور رکوع و سجود تواضع و تدلل کہ اصل عبادت و ملاک حسنات ہے اور نیز قعدہ مثل عبادات جمادات اور رکوع بمنزلہ عبادات حشرات الارض اور قیام بجائے عبادات اشجار و نباتات اور ذکر تسبیح عبادت طیور و جن و ملائکہ ہے اور دعا کہ مخ العبادۃ اور مفتاح ہر مدعا ہے اس عبادت کا لب لباب و خلاصہ ہے اور نیز وضو مانند زہ کے ہے اور امام مثل مبارز اور قوم لشکر صف آراء اور گروہ شیطین غنیم لئیم اور محراب موضع حرب جہاد میں کافروں کو قتل کرتے ہیں نماز میں ان کے سردار کو ہزیمت دیتے ہیں جہاد میں فتح کے بعد مال تقسیم کرتے ہیں نماز میں بعد سلام فضل و رضامندی ذوالجلال سے بہرہ وافی پاتے ہیں۔

لطیفہ

صلوٰۃ صلی بالضم والکسر سے کہ بمعنی سوختن ہے ہم اشتقاق ہے پس بندہ مصلیٰ کو چاہئے جب نماز میں داخل ہو پروانہ وار شمع حقیقت پر اس طرح جل جاوے کہ سوز و گداز ظاہر نہ ہونے پائے۔

دوسرا باب

روزہ کے بیان میں

قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا كتب عليكم الصيام
كما كتب على الذين من قبلكم۔

اے ایمان والو فرض کیا گیا تم پر روزہ جیسا فرض ہوا اگلوں پر اے عزیز کمال عظمت اور نہایت منزلت اس دولت بے نہایت کی اس آیت سراپا بشارت سے قیاس کر کہ پروردگار تقدس و تعالیٰ روزہ داروں کے ایمان کی گواہی دیتا ہے اور ان کو ایمان والے کہتا ہے اور کمال عنایت و شفقت سے اپنے بندوں کی تسکین و توفیق دیتا ہے کہ یہ عبادت کچھ تمہیں پر فرض نہیں ہوئی بلکہ اگلی امتوں پر بھی فرض تھی بعض امم سابقہ پر روزہ ایام بیض اور یہود پر روزہ عاشورا اور ہر شنبہ فرض اور نصاریٰ پر ماہ رمضان مقرر ہوا لیکن اس سال سردی یا گرمی شدت تھی لہذا انہوں نے روزہ شاق سمجھ کر موسم بہار میں روزے رکھے اور اس تبدیل کے کفارہ میں بیس اور زیادہ کئے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں روزہ عبادت قدیمی ہے کوئی شریعت اس کی فرضیت سے خالی نہیں یہ نہ سمجھو کہ یہ تکلیف تم پر نئی ہوئی بلکہ اگر نظر تعمق سے دیکھو تو فرضیت اس عبادت شاقہ کی امم سابقہ پر تمہاری ہی تسکین و توفیق کے واسطے تھی کہ عنایت الہی جو تمہارے حال پر روز ازل سے مبذول ہے مقتضی اس امر کی نہ ہوئی کہ ایسی تکلیف شاق اپنے محبوب کی امت سراپا مرحمت پر یکبارگی مقرر کریں بلکہ واسطے فرضیت اس عبادت کے کہ باقتضائے حکمت کاملہ ہزاروں خوبیاں اور بڑائیاں اس امت کو اس کے عوض حاصل ہوئیں یہ طریقہ قرار پایا کہ زمانہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زمانہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تک ہر مذہب و ملت میں یہ عبادت فرض کی تاکہ یہ امت مرحومہ اوروں کا حال سن کر بے تکلف اختیار کریں اور گرد ملال و کلفت ان کے دامن ہمت

پر نہ بیٹھے قاعدہ ہے۔

البلاء اذا عم خف۔

اور مثل مشہور ہے مرگ انبوہ ششے دارد چنانچہ یہ مضمون آیہ کریمہ سے واقفان علم بدیع پر بخوبی ظاہر

لعلکم تتقون O

تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو کہ اس عبادت سے مشق ریاضت اور نفس کشی کی حاصل ہوتی ہے اور قوت شہوت و غضب کہ اصل تمام گناہوں کی ہیں ضعیف ہو جاتی ہیں اس لئے کہ مدار شہوت و غضب کا قوت مزاج اور متانت روح حیوانی پر ہے اور روح اغذیہ و اشربہ سے متولد ہے پس ثقلیل طعام و شراب سے روح نرم اور رقیق ہو جاتی ہے اور بالاضطرار شہوت و غضب میں کمی آ جاتی ہے۔ حدیث مشہور میں وارد جو جوان شہوت جماع کو نہ روک سکے نہ نکاح کی استطاعت رکھے اسے چاہیے کہ روزہ اختیار کرے کہ وہ اس کے لئے حکم خصی ہونے کا رکھتا ہے صوفیاء کرام فرماتے ہیں طالب خدا کو تین باتیں لازم نومہ غلبہ و کلامہ ضرورۃ واکلہ فاقۃ بعضے دودو تین تین دن اور بعض ایک ہفتہ کے بعد کھاتے ہیں اور جب اشتیاق کا غلبہ ہوتا ہے چالیس دن نہیں کھاتے اس وقت پروردگار تقدس و تعالیٰ ان کے باطن میں کلام فرماتا ہے جو انبیاء کے حق میں باظہار واقع ہے اولیاء کے لئے باسرار جائز ہے صاحب شریعت ابدیہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اپنے پیٹ بھوکے اور جگر بیا سے اور بدن ننگے رکھو۔ پروردگار تعالیٰ کو ظاہر و عیاں دیکھو جس نے دیکھا مطلب کو پہنچا اور جو کامیاب ہوا مقام فنا و بقا سے برتر ہوا عبارت اس سے جہالت اور اشارت ضلالت ہے۔

قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا O

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں شیطان خون کی مانند آدمی کے بدن میں رواں ہے راستہ اس پر تنگ کرو بھوک اور پیاس سے عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہمیشہ جنت کا دروازہ کوٹا کر، عرض کیا کا ہے سے، فرمایا بھوک سے۔ اے عزیز تیرے کھانے سے خزانہ رزق

مطلق کا کم نہ ہو جاوے گا لیکن پیٹ بھر کھانا تجھے رب سے محبوب اور نفس کا پابند کر دے گا بھوکے رہنے سے صفائی قلب و لذت طاعت اور انکسار اور جوع و دوزخ کی یاد اور کسر شہوت فرج اور قلت نوم حاصل ہوتی اور طاعت پر موانعت ہاتھ آتی ہے اور تحصیل رزق اور کھانے پکانے کی دقتوں سے فراغت اور خفت مومنیت و مشقت اور قلیل پر کفایت اور صدقہ دینے کی ہمت میسر ہوتی اور ہزاروں بیماریوں سے نجات رہتی ہے اور زیادہ کھانے سے سختی دل اور غفلت اور غلبہ شہوت اور سستی و کابلی اور نیند اور تحصیل و ترتیب طعام کی مشقت اور اس کے مصائب میں ابتلا اور ذلت و خست پیدا ہوتی ہے ہر چند یہ عبادت کہ باعث کسر شہوت اور موجب روشنی قرینت ہے انسان کے حق میں ہر عبادت سے زیادہ مفید ہے اس واسطے کہ کسر نفس و شہوت سے مقصود اصلی تک پہنچ جاتا ہے اور کدورات سبعی و ظلمات بھیہی سے صفائی کلی حاصل ہو کر مقام کشف و وصول پر فائز ہوتا ہے اور حق تقویٰ کا کہ بہترین خصائل ہے اس کو حاصل ہوتا ہے مگر اکثر خلق پر کہ ہمت ان کی اس طلب سے قاصر ہے یہ عبادت و مشقت کمال شاق گزرتی ہے اس واسطے ان کی تشفی و تسلی کے لئے ارشاد ہوتا ہے:

ایاما معدودات۔

گنتی کے دن ہیں کہ نہ بہت کم ہیں جو کسر شہوت و غضب میں تاثیر معتد بہ نہ کریں اور نہ بہت زیادہ کہ اعتدال مزاج و قوت و طاعت میں خلل ڈالیں پس گھبرانا نہ چاہیے اور کمر ہمت مضبوط باندھئے کہ بہت جلد تمام ہو جاویں گے اور یہ کلمہ کمال عنایت پروردگار پر دلالت کرتا ہے کہ اس ارحم الراحمین کو انتہا سے زیادہ دل جوئی اس امت کی منظور ہے جس طرح پدر شفیق اپنے فرزند عزیز کو مکتب میں بٹھاتا ہے اور تسکین و تسلی دیتا ہے کہ اب تھوڑی دیر میں چھٹی مل جائے گی۔ وہی قاعدہ شفقت کا یہاں بھی مرعی ہے لیکن اسی شفقت و عنایت کے ضمن میں تازیانہ خوف کا مارا گیا ہے کہ جب بادشاہ اپنے تابعین و رعایا کو کسی امر کا حکم دیتا ہے اور اس میں ہر طرح نرمی و آسانی کا لحاظ کر لیتا ہے تو کسی شخص کو گنجائش عذر باقی نہیں رہتی اور جو کوئی اس حکم میں سستی کرتا ہے مورد عتاب ہوتا ہے سو اسی

طرح بادشاہ علی الاطلاق نے اپنے بندوں کی ضعف و ناتوانی پر نظر فرما کے مدت اس عبادت کی کمال توسط کے ساتھ اختیار کی اگر مانند نماز کے یہ عبادت تمام سال فرض رہتی بندے تاب نہ لاتے باوجود اس عنایت کے اگر کوئی شامت نفس سے اس عبادت میں قصور کرے کمال عتاب و عذاب کا مستحق ہو جاوے کہ راہ عذر کی اول ہی مسدود کر دی گئی اور کوئی دقیقہ نرمی و آسانی کا فرو گذاشت نہ ہو مگر ایک امر باقی ہے کہ واسطے اس عبادت کے ایک مہینہ مقرر ہوا اور ضرور ہے کہ بعض مکلف ان دنوں میں بیمار ہوں اور بعض سفر میں ان پر تعمیل اس حکم کی کمال دشوار ہے سو واسطے دفع اس عذر کے ارشاد ہوتا ہے:

فمن كان من کم مریضا او علی سفر فعدة من ایام آخر۔

جو شخص تم میں بیمار یا مسافر ہو وہ اور دنوں میں روزہ رکھ لے۔ یہ آیت پروردگار کی کمال رحمت پر دلالت کرتی ہے کہ جب جناب غفور رحیم جل جلالہ کو منظور نہ ہوا کہ بندگان گنہگار و تکلیفوں میں گرفتار ہوں اور محنت سفر و مرض کے ساتھ مشقت روزہ کی جمع کریں تو اس کے رحم و کرم سے امید واثق ہے کہ روزہ داروں کو تکلیف دوزخ سے بھی محفوظ رکھے گا اور حرارت روزہ کے ساتھ گرمی جہنم کی جمع نہ کرے گا اور جو شخص کہ بسبب ضعف و ناطقتی کے ان دنوں میں روزہ نہیں رکھ سکتا اور اس سبب سے کہ بڑھاپے سے روز بروز طاقت کم ہوتی ہے اور دنوں میں بھی ادا نہیں کر سکتا اگر طاقت رکھتا ہے بجوش ہر روزہ کے دو وقت ایک مسکین کو پیٹ بھر کھلا دے خواہ دو آثار گندم (بوزن دہلی) ہر روزہ کے بدلے خیرات کرے۔

و علی الذین یطیقونہ فدية طعام مسکین ۝

اس لئے اگرچہ خود ترک آب و غذا خدا کے واسطے نہیں کر سکتا مگر ایک مسلمان کو بھوک سے نجات دیتا ہے اور جو کچھ عبادت اس مسلمان سے بسبب کھانے اس غذا کے ہوگی اس میں دخل پیدا کرتا ہے اور اس وجہ سے کہ مقدار خوارک ایک آدمی کی جبکہ اس نے صرف کی تو اس غذا سے دست تصرف اپنا روکا اور نفس کو اس سے باز رکھا تو گویا ایک مشابہت معنوی روزہ دار سے پیدا کی اور اگر اپنی رغبت و طبیعت سے ایک خوارک زیادہ

دے تو اور بہتر ہے۔

فمن تطوع خیراً فهو خیر لہ۔

اور صدقہ دینے سے روزے رکھنا افضل و بہتر ہے یعنی معذور اگر روزہ رکھ لے تو اس صدقہ سے اس کے حق میں اولیٰ ہے۔

وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون O

روزہ رکھنا تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم جانتے ہو اور اس کی بزرگی و فضیلت پر نظر کرو روزہ دل کی صفا اور جان کی ولا ہے پس کیا غم ہے اگر تن خاکی کے حق میں بلا ہے۔ یہی روایت کرتے ہیں پیغمبر خدا ﷺ فرماتے ہیں روزہ اور قرآن بندہ کی شفاعت کریں گے روزہ کہے گا الہی میں نے اسے کھانے پینے اور سہوتوں سے دن میں روکا مجھے اس کا شفیق کر اور قرآن کہے گا میں نے اسے رات کے سونے سے باز رکھا مجھے اس کا شفیق کر پس حق جل مجدہ ان کی شفاعت قبول فرماوے گا جامع ترمذی میں ہے فرماتے ہیں جو ایک دن خدا کی راہ میں روزہ رکھتا ہے خدائے تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے بیچ میں ایک ایسا خندق کر دیتا ہے جیسا زمین و آسمان میں فاصلہ ہے اور روایت احمد و بیہقی میں وارد ہوا کہ دوزخ سے اتنا دور کر دیتا ہے جس قدر دور وہ زاغ جائے کہ بچپن سے اڑا اور اڑتے اڑتے بوڑھا ہو گیا اور مر کر گر پڑا اور روایت صحیحین میں ہے ستر برس کی راہ دوزخ سے دور کر دے اور فرماتے ہیں:

للصائم فرحتان فרוحة عند فطره و فרוحة عند لقاء ربه۔

اس واسطے کہ جب بندہ تخلق باخلاق اللہ یعنی بطعم ولا بطعم سے مرتبہ انسانیت توک کر کے بحکم الہی ربك المنتھی طلب عالم تقدیس میں صبح سے شام تک بادیہ پیا رہتا ہے شام کو مرکب اس کا بحکم صفت بشریہ چلنے سے عاری ہو کر محتاج آب و دانہ کا ہوتا ہے اس وقت جب کھلانے پلانے سے اس کی خبر لیتا ہے اور قوت راہ مقصود کی اس میں پاتا ہے ایک عجب فرحت و خوشی حاصل ہوتی ہے اور جب فرحت افطار کے وسائل سلوک سے ہے اس درجہ ہے بیان فرحت لقا کا کہ مقصود اصلی ہے کون کر سکتا ہے جس نے

دیکھا وہی لطف و مزہ اس کا جانتا ہے اسی لئے کہتے ہیں ہر عبادت کا ثواب معین و مقدر ہے مگر بدلہ روزے کا عبادت و اشارت سے ورا ہے۔ صحاح میں مروی ہے آدمی کا ہر عمل مضاعف ہوتا ہے یعنی ایک نیکی کو دس لکھتے اور دس کا ثواب دیتے ہیں یہاں تک کہ بعض نیکیاں سات سو تک مضاعف ہوتی ہیں مگر روزہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ حق جل جلالہ فرماتا ہے:

الصوم لی ونا اجزی بہ۔

وہ خاص میرے واسطے ہے کہ بخلاف اور عبادات کے ریا کو اس میں دخل نہیں اور میں خود اس کی جزا دیتا ہوں۔ بیہقی کہتے ہیں کسی نے سفیان بن عیینہ سے معنی اس حدیث کے پوچھے فرمایا حدیث صحیح و محکم تر ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ جب قیامت کو آدمی سے خصم اس کے نزاع کریں گے تمام اعمال نیک اپنے حقوق کے بدلے لے جائیں گے جب نوبت روزہ کی آئے گی حق تعالیٰ فرمائے گا اسے چھوڑ دو یہ خاص میرے واسطے ہے اور جو مطالبہ ذمہ بندہ کے باقی ہوگا اپنے رحم و کرم سے خود کفایت فرمائے گا اور اہل حقوق کو راضی کر کے بندہ کو انکے مطالبہ سے پاک کر دے گا اس وقت روزہ بندہ کے ساتھ ہوگا اور بہشت میں لے جائے گا اور بیہقی کہتے ہیں مراد کثرت ثواب ہے جس کا ثواب خدا کی طرف مضاف ہو اور ثواب دینے والا پروردگار ہے قدر اس کی کسے معلوم ہو اور کون اندازہ کر سکتا ہے۔ روزہ صبر ہے اسی لئے رمضان کو شہر الصبر فرمایا اور صبر کا ثواب بے انتہا ہے۔

وانما یوفی الصابرون اجرهم بغير حساب O

اور بعض کہتے ہیں اضافت ثواب اور روزے کی اپنی طرف واسطے تشریف و تکریم کے ہے مثل بیتی اور ارض اللہ اور ناقۃ اللہ اور امثال ذالک کے یہ مطلب ہے کہ ریا کو کہ شرک اصغر ہے اس میں دخل نہیں اور سو پروردگار جل جلالہ کے کسی کے واسطے واقع نہ ہوئی کہ سجدہ و طواف و قربانی وغیرہ عبادات کفار اپنے بتوں کے واسطے بھی کرتے ہیں یا یہ مہم ہے کہ حقیقت روزہ میں کہ ترک اکل و شرب و جماع ہے نفس کو مطلقاً حظ نہیں بلکہ قیامت اس کی جس نفس ہے۔ بعض محققین فرماتے ہیں استغنا طعام و شراب سے صفت ربوبیت

ہے یعنی تمام اعمال بندوں کے مناسب ان کے حال کے ہیں بخلاف روزہ کے کہ ہماری صفت سے مناسبت رکھتا ہے اور بعض روایات میں بصیغہ مجہول وارد یعنی روزہ خاص میرے واسطے ہے کہ مثل اور عبادات کے غرض اس سے ثواب بہشت و حور و قصور و نعیم جنت نہیں بلکہ انا اجزی بہ میں خود روزہ کا بدلہ ہوں اور ثواب اس کا لقاء دیدار میرا ہے۔ اے عزیز دیکھ کیا مقام ہے اگر بندہ کو کہیں تو سنگ درگاہ ہے شادی سے تمام عالم میں نہ سمائے اور فخر سے زمین و آسمان پر ناز کرے چہ جائیکہ فرماتے ہیں فعل تیرا میرا ہے اور بدلہ اس کا میری رویت و لقا ہے یہ وہی مقام ہے جو مقبولان حضرت و مقبولان تیغ محبت کے حق میں وارد ہے:

من قتلہ محبتی فدیۃ رویتی۔

دیت و ارثان مقتول کو پہنچتی ہے اور یہ دیت خود اسی کو ملتی ہے کہ وارث اپنے نفس مقتول کا وہی ہے شیخین روایت کرتے ہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں بوئے دہن روز دار کی پروردگار تعالیٰ کو مشک سے زیادہ پسند ہے اور روزہ آتش دوزخ سے سپر ہے۔ صحاح میں ہے بہشت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں ایک ریّان ہے کہ سواروزہ داروں کے کوئی اس میں نہ جاسکے گا اور جو اس دروازہ میں داخل ہوگا کبھی پیاس اس کو نہ لگے گی۔ صحیح ابن خزیمہ میں وارد اسے ایک شربت پلائیں گے کہ کبھی اسے تشنگی نہ ستائے گی۔ صحاح ستہ میں مروی جو شخص رمضان بھر بحکم ایمان و طلب ثواب روزے رکھے سب اگلے گناہ اس کے بخشے اور بعض سنن میں ہے سب گناہ اس کے معاف ہوں۔ نسائی وغیرہ راوی کہ روزہ دار کا چپ بیٹھنا بھی اوروں کی تسبیح کے حکم میں ہے فرمایا کہ روزہ دار کو پانچ بزرگیاں حاصل ہیں افطار کے وقت ایک دعا خواہ مخواہ اس کی قبول ہوتی ہے۔ بیٹھنا اس کا اوروں کی تسبیح کے برابر ہے کہ اس کی سب ہڈیاں تسبیح کرتی ہیں اور تمام عمل خیر کی ثواب و جزا معین ہے بخلاف روزہ کے ثواب اس کا بے انتہا ہے اور دعا اس کی حالت روزہ میں مستجاب ہے اور گناہ اس کے معاف نسائی و بیہقی و حاکم سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایسا عمل بتائیے کہ فائدہ اس کا بہت بڑا ہو فرمایا روزہ اختیار کر کہ اس کے مانند کوئی عمل نہیں۔

فائدہ

یہ حدیث صحیح ہے تفصیل صوم میں نماز پر اور مشہور جمہور علماء میں یہ ہے کہ نماز تمام عبادات سے افضل ہے بدلیل حدیث صحاح ان خیر اعمالکم الصلوٰۃ اور مروی ممانثت وجہ مخصوص میں ہے کہ فائدہ ثمرات صوم کا ہے۔ ترمذی نسائی ابن ماجہ کی روایت میں ہے جب اور لوگ روزہ دار کے سامنے کھاتے پیتے ہیں فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں اور اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور ہر جوڑ اور استخوان اس کی تسبیح میں مشغول ہوتے ہیں بطریق عدیدہ مروی تین شخصوں کی دعائیں مستجاب ہے روزہ دار، مسافر، مظلوم۔ ابن ماجہ حاکم بیہقی راوی ایک دعا روزہ دار کی وقت افطار کے ہرگز رد نہیں ہوتی۔ صحاح میں ہے قیامت کو ایک خوض خاص روزہ داروں کو عنایت ہوگا کہ سوا ان کے کسی کو اس پر بار نہ دیں گے۔ مصنف ابن ابی شیبہ و بیہقی میں ہے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ عین دریا میں جہاز پر سوار تھے اور رات تاریک ناگاہ ابو موسیٰ اور ان کے یاروں نے ایک آواز آسمان کی طرف سے سنی کہ کوئی کہتا ہے ٹھہرو میں تمہیں خدا کا حکم سناؤں اور اس کا عہد جو اپنے اوپر لازم فرمایا ہے بتاؤں ابو موسیٰ کھڑے ہوئے اور کہا اے عزیز ہوا موافق ہے اور لنگر کشتی کے اٹھا دیئے عین دریا میں کس طرح توقف کریں تجھے حاجت ہمارے ٹھہرنے کی کیا ہے جو کچھ کہنا ہے کہہ کہ ہم جان و دل سے سنتے ہیں آواز آئی حق تعالیٰ نے اپنی ذات پاک پر یہ بات لازم کی ہے کہ جو اس کی رضا کے واسطے گرم دن میں آپ کو پیاسا رکھا اسے قیامت کے دن پیاس سے مامون کر دے اور حضور ارشاد فرماتے ہیں جب عید کا دن ہوتا ہے خدائے تعالیٰ روزہ داروں سے فرشتوں پر مہابت کرتا ہے اور ان سے فرماتا ہے اے میرے فرشتو کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جس نے اپنا کام پورا کیا عرض کرتے ہیں اے پروردگار اس کا بدلہ یہ ہے کہ آجر بھی اسے پورا دیا جائے پس فرماتا ہے اے میرے فرشتو میرے غلاموں اور میری لونڈیوں نے میرا فرض جو ان پر تھا ادا کیا پھر نکلے ہیں اپنی آوازیں بلند کرتے ہوئے دعا میں مجھے قسم ہے اپنے عزت و جلال و کرم و علو بلندی مرتبت کے کہ میں نے ان کی دعائیں

قبول کیس پھر فرماتا ہے لوٹ جاؤ میں نے تمہیں بخش دیا اور تمہاری برائیاں نیکوں سے بدل دیں اور وارد ہوا:

الصبر نصف الايمان والصوم نصف الصبر۔

پس روزہ رُبع ایمان کا ہے اسی واسطے ارکان اربعہ اسلام میں داخل ہے۔ جواہر التفسیر میں ہے:

لکل شیء باب وباب العبادۃ الصوم۔

کہ شیطان روزہ دار سے جدا ہوتا ہے اور توفیق الہی اس کے حال پر توجہ فرماتی ہے اس لئے جو کبھی عبادت نہیں کرتا رمضان میں وہ بھی مشغول عبادت ہوتا ہے۔ اے عزیز روزہ اصل اکثر اخلاق کا ہے خوف پروردگار کا روزہ سے زیادہ ہوتا ہے آدمی جب بھوک پیاس کی شدت پاتا ہے سمجھتا ہے کہ ایک دن کی بھوک پیاس میں باوجود اس کے کہ مکان سایہ دار اور ہوا سرد اور اسباب آرام موجود ہیں یہ حال ہو گیا دوزخ کی بھوک پیاس اور قیامت میں قیامت کی تشنگی و گرسنگی باوجود ان مصائب کے کس سے اٹھائی جاوے گی اور رحم و رقت و سخاوت زیادہ ہوتی ہے۔ کہتے ہیں ایک شخص تھا کہ جو اس کے ہاتھ آتا خرچ کر ڈالتا متعلقوں نے اسے قید کیا اور کھانا پانی بندتا کہ مال کی قدر جانے اور زیادہ وہی سے باز آئے جب چھوڑا اور بھی زیادہ غمخواری فقر اور صرف میں مشغول ہوا کسی نے کہا اے عزیز تو اس قید سے متنبہ نہ ہوا کہا جب میں بھوک پیاس کی کیفیت سے واقف نہ تھا فاقہ کسی کا مجھ سے نہ دیکھا جاتا اب تو اس کی شدت سے آگاہ ہوں کس طرح تکلیف اوروں کی گوارا کروں اور بنی نوع کو محنت و فاقہ میں مبتلا دیکھوں اور ایک فائدہ جلیلہ روزہ میں موافقت ملائکہ ہے کہ جس طرح فرشتے کھانے پینے سے پاک ہیں اسی طرح روزہ دار بھی کھانا پینا ترک کرتا ہے بلکہ درحقیقت یہ بات اس سے زیادہ ہے کہ فرشتے اصل فطرت میں کھانے پینے سے مستغنی ہیں نہ ان کو بھوک لگے نہ پیاس ستائے بخلاف انسان مسلمان کے کہ باوجود احتیاج صرف تعمیل حکم پروردگار کھانا پینا ترک کرتا ہے گویا مضمون انی اعلم ما لا تعلمون ۵ اس عبادت سے آشکارا ہے کہ اگر تم اپنی تسبیح و تقدیس پر نظر رکھتے ہو

یہ مشقت خاک باوجود ہزاروں موانع کے ہماری تسبیح و تقدیس بجلائیں گے اگر تم اپنی عصمت و پاکی کو دستاویز فضیلت سمجھتے ہو ان کی طہارت پر نظر کرو کہ باوجود احتیاج کھانا پینا ترک کرتے ہیں اور ہماری راہ میں کیسی کیسی محنت و مشقت گوارا کرتے ہیں اگر فساق ان کی خوریزی کرتے ہیں عشاق ان کے آنکھوں سے خون دل ہمارے شوق میں جاری رکھتے ہیں۔ بخاری و مسلم روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں الصیام جنة روزے آتش دوزخ سے سپر ہیں اور وارد ہوا روزہ سر تمام عبادات کا ہے کہ مانع جملہ شہوات کا ہے مدد شہوات کی کھانے پینے سے ہے اور بھوک شہوات کو توڑتی ہے اور حدیث قدسی میں ہے ہر نیکی آدمی کی وہ چند سے ہفت صد چند تک زیادہ ہوتی ہے مگر روزہ کہ میرا ہے اور میں اس کا بدلہ دیتا ہوں کہ قدر و کیفیت اس اجر کی سوا میرے کسی کو معلوم نہیں جب فرضیت اس عبادت کی بیان ہو چکی اور اشارہ اس کی فضیلت پر بھی واقع ہوا اور بالا جمال اس قدر بھی معلوم ہو گیا کہ مدت اس کی وہ ہے جس میں شمار کو دخل ہے اور وہ دورہ شب و روز کا نہیں اور نہ دورہ سال ہے کہ افراد اس کے اسمائے شہور سے معدود ہوتے ہیں بلکہ دورہ مہینے کا ہے کہ اس کی تاریخیں اول و دوم و سوم کہلاتی ہیں اور عددان میں معتبر ہے۔ اب تصریح اس امر کی ضرور ہے کہ وہ میعاد اسی قدر ہے جو مضمون اجمالی سے سمجھی گئی اور اگر مہینہ ہے تو کونسا مہینہ ہے۔ اسی واسطے ارشاد ہوتا ہے:

شهر رمضان الذي انزل فيه القرآن۔

وہ مہینہ ہے جس کا روزہ تم پر فرض ہے، رمضان ہے جس میں قرآن نازل ہوا مہینہ کو شہر اس لئے کہتے ہیں کہ وقت شروع کے شہرت ہوتی ہے۔

سمى الشهر شهراً لشهرته۔

اور اس مہینے کا نام رمضان اس سبب سے رکھا گیا کہ جب عرب مہینوں کے نام رکھتے تھے ان دنوں اس مہینہ میں گرمی شدت تھی۔ رمض کہتے ہیں نہایت گرمی کو اور اسے صلہ موصول سے موصوف کرنا اس لئے ہے کہ تخصیص اس مہینہ کی واسطے روزہ کے روشن ہو جائے قاعدہ مسلمہ ہے کہ صلہ موصول میں معنی تعلیل کے مفہوم ہوتے ہیں یعنی اس مہینہ کو

واسطے روزہ اور اس کے توابع و لواحق یعنی تراویح و ختم قرآن کے اس لئے مقرر کیا کہ اس میں قرآن لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل ہوا گویا اس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ ہم نے اس مہینے متبرک میں تم پر قرآن نازل کیا تمہیں بھی لازم ہے کہ جب یہ مہینہ آئے شکر ہمارا ادا کرو اور اس میں قرآن پڑھا کرو۔

فائدہ جلیلہ و لطیفہ جمیلہ

اے عزیز اس جگہ ایک لطیفہ ہے کہ جس مہینے میں قرآن نازل ہوا اس کو یہ بزرگی حاصل ہوئی کہ قیامت تک جو کوئی اس میں دو رکعت نفل پڑھے فرض کا ثواب پاوے اور جو فرض پڑھے ستر (۷۰) کا ثواب حاصل ہو۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پچھلے دن شعبان کے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو تم پر بڑے مہینے نے سایہ ڈالا برکت والا مہینہ جس میں شب قدر ہے کہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے روزہ اس کا فرض اور تراویح نفل جو نفل عبادت کرے فرض کا ثواب پاوے اور جو فرض ادا کرے ستر کا ثواب پاوے وہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے وہ مہینہ مواسات کا ہے اس میں مسلمان کا رزق زیادہ ہو جاتا ہے جو روزہ دار کو افطار کرائے گناہ اس کے معاف ہوں اور دوزخ سے آزاد ہو اور روزہ دار کے برابر اسے بھی ثواب ملے اور اس کا ثواب نہ گھٹے اگر دودھ کا چلو پلائے یا چھو ہارا کھلائے یا پانی پر افطار کرائے اور جو روزہ دار کو پیٹ بھر کھلائے میرے حوض کا پانی اس کو ملے کہ پھر کبھی پیاس نہ لگے یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو۔ اول اس مہینے کا رحمت اور وسط مغفرت اور آخر دوزخ سے آزادی ہے اور فرماتے ہیں وہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب بہشت۔ اب اس مرتبہ کو غور کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ داروں کو صابرین میں داخل کیا اور جو فائدے صبر کے ہیں ان کو عنایت فرمائے صبر کا ثواب بے انتہا ہے۔

انما یوفی الصبرون اجرهم بغیر حساب O

دین کی امامت و پیشوائی صبر کے ساتھ معلق ہے۔

وجعلنهم ائمة یهدون بامرنا لما صبروا۔

صابرین خدا کے محبوب و مقبول ہیں۔

ان الله يحب الصابرين O

صبر سے دین و دنیا کی عزت ملتی ہے۔

وتمت کلمة ربك الحسنیٰ علی بنی اسرائیل بما صبروا۔

اور ارشاد فرماتے ہیں جب رمضان آتا ہے شیاطین اور شریر جن قید ہوتے ہیں اور دوزخ کے سب دروازے بند کئے جاتے ہیں کہ کوئی نہیں کھلتا اور جنت کے ابواب سب مفتوح ہو جاتے ہیں کہ کوئی بند نہیں ہوتا اور منادی پکارتا ہے اے طالب خیر آج دن تیرا ہے اور اے بدکار باز آ کہ یہ وقت بدی کا نہیں اور خدا کے لئے کچھ آزاد ہیں قید دوزخ سے اور یہ ہر شب ہے پس مسلمان کو لازم ہے کہ قدر اس نعمت کی جانے اور ایک ساعت اس مہینے کی روز عید سے بہتر سمجھے اور ہر وقت دہر لحظہ اس کی خدمت میں مصروف رہے کہ یہ مہمان عزیز ہے اور ایک دن جدا ہونے والا اور بعد فراق کے نہیں معلوم کہ پھر ملنا نصیب ہو یا نہیں۔ احادیث صحیحہ سے ثابت کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جہان سے زیادہ نخی تھے اور رمضان میں ان دنوں سے زیادہ سخاوت کرتے اور ذکر و نماز و اعتکاف و تلاوت میں ہر ساعت مشغول رہتے اور اس ماہ مبارک کو انواع عبادت سے مخصوص فرماتے اور حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر شب حاضر دربار ہوتے اور حضور ان سے دور قرآن فرماتے اور جو شخص کوئی چیز مانگتا بے تامل عطا کرتے اور دو دو تین تین دن روزہ وصال رکھتے اور اوروں کو وصل سے منع فرماتے اگر کوئی سبب پوچھتا ارشاد ہوتا لست کمثلکم میں تم جیسا نہیں۔

وفی رواية ایکم مثلی۔

تم میں مجھ سا کون ہے اور کسے یہ رتبہ حاصل ہے۔

انی ابیت عند ربی۔

میں رات کو اپنے رب کے پاس ہوتا ہوں۔

یطعمنی ویسقینی

وہ مجھے کھلا دیتا ہے اور پلا دیتا ہے یعنی مجھے بے کھائے پئے وہ قوت عبادت کی بخشا ہے یا حقیقت میں طعام و شراب اس عالم کا عنایت فرماتا ہے جس کے کھانے پینے سے قوت پیدا ہوتی ہے اور وصال میں نقصان نہیں آتا کہ احکام اس عالم کے مغائر اس عالم کے ہیں جیسا کہ استعمال طشت سونے اور چاندی کے واسطے غسل صدر شریف کے حالانکہ استعمال برتنوں چاندی سونے اس جہان کا ممنوع ہے الغرض یہ قوت مجھے عالم غیب سے حاصل ہوتی ہے تمہیں کہاں میسر ہے یا مراد غذائے روحانی ہے کہ معارف و لذات و فیضان لطائف الہی کہ دل مبارک پر عالم غیب سے نازل ہوتے ہیں اور اس کے سبب سے روح کو تازگی اور نفس کو خوشی اور آنکھ کو روشنی حاصل ہوتی کہ پرواہ غذائے جسمانی کی نہ رہتی ذکر ابن قیم فی کتاب العبد و ابن رجب فی الطائف۔ میں کہتا ہوں حق یہ ہے کہ کیفیت اس کھلانے پلانے اور شب کو اپنے رب پاس رہنے کی وہ جانتے ہیں یا ان کا خدا یہ اور اس کے امثال ظاہر پر محمول ہیں اور تاویل بلا وجہ انحراف و عدول کھلانا پلانا اور شب باشی معقول ہے اور کیف مجہول مرتبہ رسول اللہ ﷺ کا عقل و فہم سے ورہے اور راز و نیاز محبت و محبوب میں غیر کو دخل دینا ناروا سمجھا گیا معلوم کہ ان کا رب ان کے ساتھ کیا کرتا ہے اور کس کس طرح سے پیش آتا ہے کس نے جانا کہ شب معراج کیا وحی ہوئی اور خلوت کدہ لی مع اللہ میں کیا گفتگو آئی کہنے والے نے کیا کہا اور سننے والے نے کیا سنا دست اور اک یہاں کوتاہ ہے اور خرد خردہ بین خیرہ و تباہ۔

راز دروں پردہ ندانت کس خموش! اے مدعی نزاع تو باپردہ دار چیست! اور افطار میں تعمیل کرتے اور فرماتے ہمیشہ آدمی خیر کے ساتھ رہیں گے جب تک افطار میں غلت کریں گے اور خدا کو سب بندوں میں پیارا وہ ہے جو جلد افطار کرے اور سحر ہمیشہ بتا خیر کھاتے اور اس کی مواظبت تاخیر پر امت کو تحریم فرماتے۔ مسلم ترمذی ابوداؤد نسائی حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً راوی فرق ہمارے اور اہل کتاب کے روزہ میں کھانا سحر کا ہے اور فرماتے:

نعم سحور المؤمن التمر۔

اور فرماتے سحر میں برکت ہے اور فرماتے روزہ دار چند خرمائے تر اور جونہ پاؤے تو خشک ورنہ پانی پر افطار کرے اور وقت افطار کے یہ دعا پڑھتے:

اللهم لك صمت وعلى رزقك افطرت۔

اور بعض روایات میں یہ لفظ مروی:

اللهم لك صمنا وعلى رزقك افطرن فتقبل منا انك انت

السميع العليم۔

اور بروایت ابی داؤد بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ یہ الفاظ فرماتے:

ذهب الظماء وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء الله تعالى۔

اور رزین نے صدر کلام میں الحمد للہ بڑھایا اور عادات شریفہ سے تھا کہ عشرہ اخیرہ رمضان میں اعتکاف فرماتے۔ ایک سال فوت ہوا شوال میں قضا کیا اور فرماتے شب قدر کو اخیر عشرہ کی ہر تاریخ و تر یعنی اکیسویں (۲۱)، بیسویں (۲۲)، پچیسویں (۲۵)، ستائیسویں (۲۷)، اثنیسویں (۲۹) میں ڈھونڈو اور بعض نے ستائیسویں اختیار کی۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ شب قدر ستائیسویں شب ہے اور تین بار تکرار لفظ لیلۃ القدر کی سورہ قدر میں ان کے قول کے مؤید ہے کہ اس لفظ میں نو (۹) حرف ہیں اور نو چنے ستائیس ہوتے ہیں الغرض جب آپ اعتکاف فرماتے مسجد میں خلوت کرتے اور سوائے قضائے حاجت کے دولت خانہ میں تشریف نہ لاتے اور کبھی سر مبارک حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں کر دیتے کہ وہ بال آپ کے دھودیتیں اور کنگھی کرتیں اور امہات مؤمنین حضور ﷺ کی زیارت کو مسجد میں حاضر ہوتیں اور جب واسطے وضو یا حوائج ضروریہ کے باہر تشریف لے جاتے کسی طرف متوجہ نہ ہوتے بلکہ اگر کوئی اہل خانہ سے بیمار ہوتا روادی میں اس کا حال پوچھ لیتے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً بالجملة عادات جناب رسالت مآب سے تھا علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ اس مہینے مبارک کو الوداع عبادت و طاعت سے مخصوص فرماتے اور بزرگی اور بڑائی اس کی ہر طرح بیان کرتے اور امت کو اس کی خدمت پر تحریم دیتے اور ملت اس مہینے کی عظمت و بلندی کی جناب

ہونا اس کا مہر بن ہے بدلیل قولہ تعالیٰ:

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔

اور قولہ تعالیٰ: انا انزلناہ فی لیلة القدر O

اور شرح ابن ہمام میں امام اعظم رحمۃ اللہ سے بھی روایت کرتے ہیں کہ شب قدر رمضان میں ہے مگر نامعین اور شرح سفر السعادت میں اسی طرح صاحبین سے نقل کیا لیکن وہ تعین فرماتے ہیں اگرچہ فتاویٰ قاضی خاں میں امام اعظم سے روایت کیا کہ شب قدر تمام سال میں دائر ہے اور رمضان کی تخصیص نہیں اور اس قول کو قاضی خاں نے ابن مسعود و ابن عباس و عمرہ کی طرف نسبت کیا بعض علماء فرماتے ہیں غرض امام کی اس ابہام سے یہ ہے کہ طالب سال بھر عبادت میں مشغول رہے اور واسطے شناخت اس رات کے چند علامتیں ہیں کہ بعض ان سے احادیث میں وارد ہوئیں اور بعض اہل کشف نے دریافت فرمائیں آفتاب اس کی صبح کو بے شعاع مانند طشت کے یا صاف مثل چاند کے نکلتا ہے اور وہ رات اور اس کی صبح نہ بہت گرم ہوتی ہے نہ بہت سرد اور تارے اس رات نہیں ٹوٹتے اور کچھ ترشح اور ہوائے سرد اس رات ہوتی ہے اور کھاری چشمے شیریں ہو جاتے ہیں اور درخت اس رات زمین پر گرتے اور سجدہ کرتے ہیں اور انوار غیبیہ ظاہر ہوتے ہیں اہل دل تاریک مقامات سے سلام و کلام و خطاب فرشتوں کا سنتے ہیں اور نزول رحمت پروردگار جل جلالہ کا ہوتا ہے اور ملائکہ رحمت و ارواح طیبہ آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔

تنزل الملائکۃ والروح فیہا باذن ربہم من کل امیر O

سلام۔ ہی حتی مطلع الفجر O

اور جس طرح کہ یہ آیت اس بات پر کہ وجہ تخصیص اس ماہ مبارک کی واسطے صوم کے یہ ہے کہ قرآن اس میں اتر ادالت کرتی ہے اسی طرح اس بات پر بھی دال ہے کہ قرآن عمدہ نعمت ہائے باری جل مجدہ سے ہے کہ جس مہینے اور رات میں نازل ہوا وہ مہینہ اور رات کس کس برکات کو شامل ہوا جس چیز کے سبب سے مہینے اور وقت کو یہ بزرگی حاصل ہو جائے اس کی عظمت کس درجہ ہوگی واسطے بیان اس عظمت اور فائدہ کے ارشاد ہوتا ہے

احدیت جل جلالہ نے یہ بیان فرمائی کہ اس میں قرآن نازل ہوا پس جس مہینے میں قرآن نازل ہوا اس کا یہ رتبہ ہو گیا جس کا ایک شمشہ بیان ہوا جن لوگوں میں قرآن اتر اور تمام عمر صاحب قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکمان کی صحبت میں رہے ان کو کس درجہ بزرگی حاصل ہوگی اور جس مہینے اور دن میں سید عالم ﷺ جو سبب نزول قرآن بلکہ باعث ایجاد کون و مکان ہیں پیدا ہوئے بزرگی و عظمت اس ماہ مبارک و روز متبرک کی کس قدر ہوگی اور کیونکر شایان خدمت نہ ہوگا اور کثرت خیرات و مبرات اس میں کس درجہ مفید ہوگی اور جب یہ بات ٹھہری کہ اس مہینے میں قرآن نازل ہوا تو واسطے تلاوت قرآن کے یہ مہینہ الیق ہے تو جس مہینے میں رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے وہ مہینہ واسطے بیان ذکر ولادت اور ادائے شکر اس نعمت بے نہایت کے کیونکر انب نہ ہوگا اور تخصیص اس مہینہ کی کس وجہ مناسب نہ ہوگی۔ صحیحین میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہوا جب حضور ﷺ مدینے تشریف لائے یہود کو دیکھا روز عاشوراء روزہ رکھتے ہیں سبب پوچھا عرض کیا اس دن خدا نے موسیٰ و بنی اسرائیل کو نجات دی اور فرعون کو غرق کیا اس نعمت کے شکر میں موسیٰ نے روزہ اس دن رکھا ہم بھی رکھتے ہیں فرمایا ہم موسیٰ سے بہ نسبت تمہارے نزدیک تر و احق ہیں ہم بھی رکھیں گے پھر آپ نے روزہ رکھا اور لوگوں کو حکم دیا اور مسلم نے ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کسی نے روزہ دو شنبہ کا حال حضور ﷺ سے دریافت کیا فرمایا میں اس دن متولد ہوا اور مجھ پر قرآن اتر ا۔

فصل

عمدہ فضائل اس ماہ عالی قدر سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مہینے میں ایک رات کہ ہزاروں برکات کو شامل ہے واسطے ترقی درجات بندوں کے رکھی ہے کہ اس کی عبادت ہزار مہینے کی عبادت سے زیادہ ثواب رکھتی ہے اور دعا اس رات قطعاً مستجاب اور توبہ قطعاً مقبول ہے اور عابدوں کو جو توفیق ذکر و عبادت و خضوع و خشوع اور ذوق و حضور و اخلاص اس رات حاصل ہوتا ہے کبھی میسر نہیں ہوتا اور اس رات کو معین نہ فرمایا کہ عابد سال بھر اس کی طلب میں خصوصاً اس مہینے مقدس میں شب بیداری و عبادت کریں معہذا اس مہینے میں

ہدی للناس ایک عالم اس کو دیکھ کر راہ پاتا ہے جو اس کو تسلیم کرتا ہے زنگ کفر دل سے دور اور مرتبہ یقین حاصل ہوتا ہے اور جو انکار کرتا ہے اس کا جواب دندان شکن اس خوبی کے ساتھ اس میں مرقوم ہے کہ اگر بانصاف ملاحظہ کرے اپنی کج بخشی سے باز آئے اور جو عداوت یا اپنے مذہب و ملت کی حمایت مانع آئے دل میں شرمائے کوئی بشر ایسا نہیں کہ مطلب قرآن کا سمجھے اور دل میں اس کی حقیقت و عظمت نہ آجائے اسی واسطے لام استغراق ناس پر وارد کیا اور جن ابلاغ حق میں تابع انسان کے ہیں اور تنکیر ہدی کی واسطے تجمل و تعظیم کے ہے اس لئے اس مضمون کو تفصیل بیان فرماتا ہے و بینات من الہدی روشن دلیلیں ہیں ہدایت سے کہ مخالف بھی ان کو دیکھ کر سکت اور دل میں قائل ہوئے کوئی ان میں تکرار نہیں کر سکتا یا مراد ہدی سے عقیدہ صحیح ہے اور من الہدی سے احکام یعنی یہ کلام انسان کے عقیدہ کو بھی درست کرتا ہے اور جو احکام معاش و معاد میں کام آئیں انہیں بھی بکمال وضوح بیان فرماتا ہے والفرقان اور حق و باطل میں فارق کہ پہچان مسلمان اور کافر کی صرف تسلیم و اعراض اسی کلام کا ہے جبکہ تمہارے مالک نے ایسی کتاب عزیز کہ ہر طرح کی بھلائیوں اور فوائد کو شامل ہے تمہاری ہدایت کے لئے اس مہینے متبرک میں نازل فرمائی تو تمہیں لازم ہے کہ اس مہینے میں خدمت اپنے مالک کی زیادہ کرو اور ایک عبادت مخصوصہ جو ہر عبادت پر مشتمل ہو بجالاؤ اور وہ عبادت روزہ ہے کہ نماز میں ظاہر بدن کو پاک کرتے ہیں اس میں معدہ کو خالی کرتے ہیں۔ نماز میں صبح کے وقت کہ زمانہ آرام کا ہے وضو کرتے ہیں اس میں پچھلی رات کو کہ بہ نسبت اس کے غلبہ نوم کا حد سے زائد ہوتا ہے سنت حور کے لئے اٹھتے ہیں نماز میں قبلہ کی طرف توجہ کرتے ہیں اس میں رب قبلہ کی جانب کہ جس وقت بھوک پیاس کی شدت ہوتی ہے سوا خدا کے کوئی یاد نہیں آتا نماز میں رکوع سجدہ کرتے ہیں کہ تذلل و خاکساری ظاہر ہو اس میں شہوت نفس کو منکسر کرتے ہیں کہ انکسار و تواضع کی اصل ہے حج میں اگرچہ سفر اختیار کرتے اور دن بھر راہ چلتے ہیں مگر سفر میں ہزار طرح کے تماشاے اور عجائب کہ موجب تازگی نفس ہو نظر آتے ہیں اس میں دن بھر بھوکے پیاسے رہتے ہیں کہ سوا تکلیف کے کسی طرح کی خوشی نفس کو حاصل نہیں ہوتی اگر اس میں ری جمار

کرتے ہیں اس میں نفس کو سنگ سار کرتے ہیں زکوٰۃ میں اگر مال ایثار کرتے ہیں روزہ میں نفس کو نثار کرتے ہیں۔ پیغمبر خدا ﷺ فرماتے ہیں ہر چیز کے لئے زکوٰۃ ہے اور زکوٰۃ جسم کی روزہ الغرض جبکہ تم نے اس مہینے کی عظمت اور بڑائی دریافت کر لی اور سمجھ لئے کہ یہ مہینہ متبرک قابل اس امر کے ہے کہ کسی عبادت عمدہ کے لئے مخصوص کیا جائے اور دن حج کے باتباع سنت سنۃ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام معین ہیں اور نماز روزہ کے واسطے کوئی مہینہ اور دن خاص نہیں پس سواروزہ کے اور کوئی عبادت ایسی نہیں کہ اس ماہ مبارک میں مقرر کی جاوے لہذا ارشاد ہوتا ہے:

فمن شهد من کم الشهر فليصمه ط

جو کوئی تم میں سے اس ماہ مبارک کو پائے چاہئے کہ اس میں روزہ رکھے کہ جس طرح کلام منزل جامع فوائد ہے یہ عبادت جامع عبادات ہے اس کے شکر میں ادا کرنا اس کا مناسب سوا اس کے اس عبادت میں ایک خوبی اور ہے کہ اخلاق رذیلہ سے اجتناب اور افعال جمیلہ کو مشتمل ہے مثلاً کھانے پینے اور شہوات سے صبر نعمت پروردگار کا شکر اپنی خواہشوں سے عزلت ثواب کی امید بسبب خوف خدا کے نفس کی مغلوبی سخاوت کی زیادتی اور عادت قناعت اور ترک لذات کے پیدا ہوتی ہے کھانے پینے سے زہد و بے رغبتی اور حلم و تواضع انکسار و شکستگی اور اخلاص اور یاد عالم علوی کی اور رعب و تقویٰ حاصل ہوتا ہے اور جز تمام برائیوں کی کہ شہوت و غضب ہے کٹ جاتی ہے خلوص معدہ دل کو صاف کرتا ہے اگر حق روزہ ادا کرے کوئی خوبی باقی نہ رہ جائے۔ حق اس کا یہ ہے کہ دل کو اندیشہ غیر سے خالی کرے اور یاد الہی میں دن کاٹے اور حقیقت اس روزہ کی اولیائے کرام کو علی الدوام حاصل ہے۔

الدنيا يوم ولنا فيه صوم۔

ان کا قول ہے اور بھی فرماتے ہیں:

صم عن الدنيا واجعل فطرك الموت۔

اگر اندیشہ غیر خدا کا دل میں آئے روزہ ان کا باطل ہو جائے یا بے مصلحت دینی کی غرض دنیوی کی طرف التفات ہو فوراً روزہ ٹوٹ جائے یہاں تک کہ اگر دن میں فکر

افطار کرے گناہ لکھا جائے کہ رزق موعود پر وہ مطمئن نہیں ہے یہ روزہ انھیں خواص کا ہے جسے نصیب ہو۔

فقد فازا فوزاً عظيماً۔

مگر مقام متوسط کہ عبارت روزہ خواص سے ہے ہاتھ سے نہ جانے دے اور وہ یہ ہے کہ صرف بطن و فرج پر اقتدار نہ کرے بلکہ تمام اعضاء سے روزہ رکھے اور ہر نابالست سے پرہیز کرے۔

اول: آنکھ کو اس چیز سے کہ خدا سے غافل کر دے خصوصاً باعث انتشار شہوت ہو محفوظ رکھے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں نظر ابلیس کا تیز ہر آلود ہے جو خدا کے ڈر سے حذر کرے خدائے تعالیٰ اسے خلعت ایمان کا بخشے کہ حلاوت اس کی اپنے دل میں پائے اور فرماتے ہیں پانچ چیزیں روزہ کو باطل کرتی ہیں دروغ و غیبت خن چینی جھوٹی قسم نظر شہوت۔

دوم: زبان کو بیہودہ بکسنے سے نگاہ رکھے اور ہر بے فائدہ بات سے مانند مجادلہ وغیرہا سے باز رہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو روزہ میں جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو خدا کو کچھ حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا ترک کرے اور وارد ہوا جو کوئی خواہ مخواہ اس سے جھگڑے تو عذر کر دے میں روزہ دار ہوں اور غیبت و دروغ تو بعض علماء کے نزدیک روزہ عوام کو بھی باطل کرتے ہیں دو عورتوں نے روزہ رکھا کہ بھوک پیاس سے دم نکلنے لگا رسول اللہ ﷺ سے روزہ توڑنے کی اجازت چاہی آپ نے ایک قدح بھیجا کہ اس میں تے کرو ہر ایک کے منہ سے بقدر نصف قدح کے بندھا خون اور تازہ گوشت نکلا آپ نے فرمایا انہوں نے حلال کے ساتھ روزہ رکھا اور حرام سے کھولا ایک نے دوسری کے پاس بیٹھ کر غیبت کی تھی اور یہ جوان کے منہ سے نکلا گوشت آدمیوں کا ہے کہ انہوں نے کھایا تھا۔

سوم: کان کو ناشنیدنی سے دور رکھے جس کا کہنا گناہ ہے اس کا سننا بھی برا ہے جیسے

جھوٹ اور غیبت۔

چہارم: ہاتھ پاؤں اور تمام اعضاء کو ناکردنی سے جدار رکھے اور کسی کو ایذا نہ دے کسی بے موقع جگہ نہ جائے جو شخص روزہ رکھے اور بد کام کرے اس کی مثال ایسی ہے کہ میوہ سے پرہیز کرے اور زہر کھائے طعام غذا ہے کہ ایک وقت مخصوص کھانا اس کا ممنوع بخلاف معصیت کے کہ ہمیشہ حکم سم قاتل کا رکھتی ہے اسی واسطے سید الصالحین ﷺ فرماتے ہیں بہت روزہ دار ایسے ہیں جن کو روزہ سے سوا پیاس کے کچھ حاصل نہیں۔

پنجم:

وقت افطار حرام و مشتبہ سے افطار نہ کرے اور حلال خالص بھی بہت نہ کھائے کہ جورات کو گرنگی روز کا تدارک کر لے مقصود اصلی کہ تضعیف نفس اور کسر قوت شہوت و غضب کا ہے فوت ہو اور قوت اس کی کم نہ ہو بلکہ ایک رات میں دو بار شکم سیر کھانا قوت کو زیادہ کرتا ہے۔ خصوصاً جبکہ انواع مطعومات اور لذیذ کھانا ہو حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ابن آدم نے کوئی برتن پیٹ سے زیادہ بڑا نہ بھرا۔

ششم:

افطار کے وقت دل اس کا تیم و امید میں معلق ہو کہ قبول ہوا یا نہیں حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لوگوں کو دیکھا کہ عید کے روز ہنستے اور کھیلتے ہیں فرمایا خدا نے رمضان کو بندوں کے لئے میدان مسابقت ٹھہرایا بعض پیشی کر کے مراد کو پہنچتے ہیں اور بعض پیچھے رہ کے محروم رہ جاتے ہیں عجب اس کے حال پر جو ایسے دن میں بنے اور کھیلے جس میں پیشی والوں نے مراد پائی اور اہل بطلان محروم رہے قسم خدا کی اگر پردہ اٹھادیا جائے نیکو کار اپنی نیکی اور بدکار اپنی بدی میں مشغول ہو جائے یعنی مقبول کو خوشی و شادمانی لہو و لعب سے باز رکھے اور مردود پر حسرت و تاسف ہنسی کا دروازہ بند کر دے پس حقیقت روزہ کی یہ ہے کہ انسان ملائکہ کے مانند ہو جائے اور صفت بیکسی سے کہ سوائے کھانے اور جماع کے کسی چیز سے واقف نہیں دور ہو اور یہ مشابہت جب کامل ہو کہ مثل ملائکہ کے ہمہ تن تعمیل حکم میں مصروف اور گناہ سے بعید ہو جائے۔

اللهم ارزقنا بجاه السيد الكريم عليه الصلوة والسلام-

روزہ اس کا نام نہیں کہ صبح سے شام تک کھانا پینا موقوف کریں دن شکایت جوع و عطش و بد دماغی کے ساتھ گزاریں شام کو حقوں کے دم لگا کر مستوں کی طرح بیہوش ہو جاویں پھر خوب تپے مار کر لذیذ کھانا بھوک سے بھی زیادہ زہر مار کریں کہ دن کی کوفت مٹ جائے اور نفس سرکش تندی و تیزی پر آجائے اور دن کو بھی سوا شہوت معدہ و جماع کے کسی گناہ سے پرہیز نہ کریں کیا دن کا کھانا موجب خرابی کا ہے ایسا روزہ تو آدمی ہمیشہ رکھ سکتا ہے۔

تبصرہ

ایام فاضلہ مانند جمعہ اور دو شنبہ اور پنجشنبہ کے اور شنبہ یک شنبہ بخلاف مخالفت یہود و نصاریٰ واسطے روزہ کے اولیٰ ہے اور حدیث میں وارد فاضل ترین ایام بعد رمضان واسطے روزہ کے ماہ محرم ہے اور تمام محرم میں روزہ رکھنا مسنون اور عشرہ اولیٰ میں مؤکد تر ہے اور چھ دن عید کے روزے رکھنے میں سال بھر کے روزوں کا ثواب ہے اور فرماتے ہیں جو رمضان کے بعد چھ دن شوال کے روزے رکھے گویا اس کی تمام عمر روزہ میں کئی اور وارد ہو اماہ حرام میں ایک دن کا روزہ اور دنوں کے تیس روزہ سے افضل ہے اور رمضان کے ایک دن کا ماہ حرام کے تیس روزوں سے بہتر اور فرمایا جو شخص پنجشنبہ اور جمعہ اور شنبہ کو ماہ حرام میں روزہ رکھے ہر روزہ کے عوض سات سو برس کی عبادت اس کے نامہ اعمال میں لکھی جائے اور وارد ہے کسی وقت کی عبادت خدا کے نزدیک عشرہ اول ذی الحجہ سے افضل و محبوب تر نہیں ایک روزہ اس کا سال بھر کے برابر اور ایک رات کا قیام لیلۃ القدر کا ثواب رکھتا ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ جہاد بھی اس عبادت کے برابر نہیں فرمایا مگر جس کا گھوڑا پے کیا گیا اور خون راہ خدا میں اس کا بیٹا گیا اور بہتر طریق صوم واؤد علیہ السلام ہے کہ ایک روز روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے اور اصل یہ ہے کہ مقصود اصلی کسر شہوت و غضب ہے وقت سالک کا جس امر کے لئے مقتضی ہو وہ مفید ہے۔ پیغمبر خدا ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ کبھی اس قدر روزے رکھتے کہ لوگ جانتے اب افطار نہ کریں گے اور کبھی اس قدر افطار

فرماتے کہ لوگ سمجھتے اب روزہ نہ رکھیں گے۔ اے عزیز تجھے خوبی و بزرگی اس دولت بے نہایت کی کیا معلوم ہے جو لوگ کہ شیدائے جمال لایزال کے ہیں ان کے دل سے پوچھ کہ ہزار فائدے اور کروڑ خوبیاں ایک طرف ہیں اور تعمیل اپنے مالک کے حکم کی ایک طرف محبوب مجازی اگر اپنے عاشق کو حکم کرے کہ گردن اپنی اپنے ہاتھ سے کاٹ کر ہماری نذر کر غالب کہ شادی مرگ ہو جائے اور پہلے اس سے کہ نکو اخلق پر رکھے خوشی کے سبب جان نکل جائے چہ جائیکہ محبوب حقیقی تجھ سے ایک سہل بات کے لئے کہ اس میں تیرے منافع و فوائد بے انتہا ہیں ارشاد کرے اور فرمائے:

فمن شهد من کم الشهر فليصمه-

جو تم میں سے یہ مہینہ پائے چاہیے کہ اس کے روزے رکھے تعیم فن شہد سے وہم ہوتا ہے شاید حکم مسافر و مریض کا اس آیت سے منسوخ ہو گیا اس لئے مکرر ارشاد ہوتا ہے:

ومن كان مريضا او على سفر فعدة من ايام اخر ط
یعنی یہ نہ سمجھو کہ مسافر و مریض کو بھی روزہ رکھنا فرض ہو گیا اور حکم آسانی کا جو پہلی آیت میں تھا منسوخ ہو گیا بلکہ مریض و مسافر کے حق میں وہی حکم ہے کہ اور دنوں میں روزہ رکھ لیں۔

یرید اللہ بکم اليسر ولا یرید بکم العسر-

ہم تم سے آسانی کا ارادہ رکھتے ہیں نہ سخت گیری کا کہ مسافر و مریض کے حکم کو منسوخ اور انہیں تکلیف مالا یطاق میں مبتلا کریں اگر ہم مریض و مسافر پر روزہ فرض کرتے ان پر کمال سختی ہوتی اور اسی طرح اگر مانند نماز کے ہر روز اس عبادت کو فرض کرتے، صحیح و سالم اقویٰ تمہارے تاب نہ لاتے یا مانند نماز کے طہارت و استقبال قبلہ اس میں فرض کرتے تو کس قدر تکلیف ہوتی یا اس وجہ سے کہ یہ عبادت گویا شکر نزول قرآن کا ہے تلاوت قرآن اس میں فرض کرتے تو کس قدر حیران ہوتے ہم کو کسی طرح تکلیف تمہاری منظور نہیں بلکہ یہاں تک بھی گوارا نہیں کہ تمہیں تاریخوں کے شمار میں دقت پڑے لہذا یہ عبادت بالتمام ایک مہینہ میں مقرر فرمادی۔

ولتکملوا العدة۔

کہ چاند دیکھ کر شروع کرو اور چاند دیکھ کر تمام کرو اور حساب کے وقت اور تاریخوں کے شمار سے محفوظ رہو اگر ماہ شمس میں فرضیت ہوتی تو تمہیں کہ نبی امی کی امت ہو اس کے حساب میں دقت ہوتی اور ہماری اس عنایت پر خیال کر کے کہ تمہاری ادنیٰ تکلیف بھی ہم کو منظور نہیں بڑائی اور عظمت ہماری بیان کرتے رہو کہ یہ بھی شکر نعمت ہے۔

ولتکبرو اللہ علی ماہداکم ولعلکم تشکرون O

اور تکبر کو اس مقام سے یہ مناسب ہے کہ اگر کسی ناچیز آدمی پر کوئی صاحب عظمت احسان کرتا ہے تو عظمت اس احسان کی دل میں زیادہ ہوتی ہے اور شکر اس کا بہت ضرور ہوتا ہے گویا یہ کہ اشارہ ہوتا ہے کہ صرف اس عنایت ہی پر نظر نہ کرو بلکہ اس کے ساتھ اپنی حقیقت اور ہماری عظمت کو بھی دیکھو کہ باوجود اس عظمت و کبریائی اور استغنا و بے پرواہی کے ہم کس قدر تمہارے حال پر مہربان ہیں اور ادنیٰ ادنیٰ بات پر نظر رکھتے ہیں کہ کسی طرح کی تکلیف تمہیں نہ پہنچے اور ملال نہ گزرے یہ مضمون جن کے پیش نظر ہے ان کے نزدیک ادائے شکر عنایت الہی کا اہم اور ضرور تر ہے۔

ولعلکم تشکرون۔

”اور تاکہ تم شکر کرو۔“

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کریمہ سے تکبیرات شب فطر مراد لیتے ہیں اور ابن مسیب اور عروہ بن زبیر اور ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہم سے روایت کرتے ہیں کہ وہ شب فطر تکبیر بجز کہتے تھے اور امام محی السنۃ بغوی معالم میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں اس آیت سے تکبیرات لیلۃ الفطر مراد ہیں واللہ اعلم بالصواب اور جو کہ شکر مستلزم قرب خدا اور روزہ موجب قبول دعا ہے اس لئے ارشاد ہوتا ہے:

واذا سالک عبادی عنی فانی قریب ط

بعض صحابہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

اقریب ربنا فنجاہ ام بعید فننادیہ۔

آیا یہ قریب ہے پروردگار ہمارا تو ہم اس سے آہستہ عرض کریں یا دور کہ چلا کر پکاریں جناب الہی سے خطاب آیا:

واذا سالک عبادی عنی فانی قریب۔

اور جب پوچھیں تجھ سے میرے بندے مجھ کو تو میں قریب ہوں۔ صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے غزوہ خیبر سے لوٹتے ہوئے لشکر اسلام ایک جنگل میں آیا لوگوں نے تکبیر و تہلیل چلا کر شروع کی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگو اپنی جانوں پر نرمی کرو تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے بلکہ سمع اور قریب کو پکارتے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔

اجیب دعوة الداع اذا دعان

قبول کرتا ہوں دعا، دعائے مانگنے والے کی جب دعا مانگے۔ اگرچہ ظہور اس کا ایک عرصہ کے بعد ہو بخلاف بادشاہان زمین اور امراء و سلاطین کے کہ اول تو ان کے دربار تک رسائی دشوار اور جو پہنچ بھی جائے تو بسبب ڈر کے بات کرنا مشکل اور اگر کرے تو وہ کب سنتے ہیں اور جو سن بھی لیں تو برسوں التفات نہیں کرتے اور اگر کسی بات کو منظور بھی کریں تو کب یاد رکھتے ہیں ان کی طاعت و فرماں برداری کرنا اور ان سے امید و توقع رکھنا محض بے فائدہ ہے۔ فلیستجیوا لی الاستجابة بمعنی الاجابة فی اللغة الطاعة واعطاء ما سئل کذا فی المعالم پس میری اطاعت کرو اور مجھ سے اجابت چاہو کہ میں تم سے رگ جان سے زیادہ نزدیک ہوں اور جو دعا کرو فوراً قبول فرماتا ہوں ولیو منوا بی اور میرے فضل و کرم و طہارت و قدوسی پر یقین رکھو کہ جب میں قبول کرتا ہوں تو اس کے وقوع میں خلل نہیں ہو سکتا سہو اور نسیاں کو میری ذات میں دخل نہیں اور کوئی کام مجھے غافل و مشغول نہیں کر سکتا یا یہ کہ ہر چند میں تم سے قریب ہوں اور میرا کام دعا قبول کرنا ہے مگر بندوں کو بھی دوام کی رعایت دعا میں ضرور اول یہ کہ دعا صرف زبان سے نہ ہو بلکہ دل سے میری طرف متوجہ ہو کر کمال خشوع و خضوع سے استجاب چاہیں دوسرے یہ کہ میری استجاب اور وفور عطا و عنایت پر یقین بھی رکھیں لعلہم یرشدون O تاکہ راہ مقصد پائیں اور دعا حصول ہو

ورنہ جس کو خدا کی قدرت پر کامل یقین نہیں کہ وہ قادر بیچون ہے بے اس کی جناب میں التجا کئے کہیں ٹھکانا نہیں ایک دم میں جو چاہے سو کرے دعا کریں گے تو مطلب ہمارا برابر لائے گا اور وہ جو چاہے گا وہی ہو جائے گا یا زبان سے دعا کرتا ہے اور ذل حاضر نہیں بلکہ بعض وقت آدمی کو معلوم بھی نہیں ہوتا کہ میں نے کیا دعا کی اور اس سے تو غرض ہی نہیں کہ خدا سے اس کا قبول کرنا چاہے ایسی دعا مقبول نہیں ہوتی اور آدمی کے منہ پر ماری جاتی ہے۔

اعاذنا اللہ من ذالک۔

یا مراد ایمان سے معنی اصطلاحی ہیں کہ کافر کی دعا فلاح آخرت کے لئے قبول نہیں ہوتی اور جو دنیا کے لئے قبول بھی ہوئی تو کیا فائدہ دنیا چند روزہ ہے آخر فنا ہے۔ فلیومنوا ہی کہ ایمان بھی دعائے مقارن ہو لعلہم یوشدون O تاکہ راہ پائیں اور مقصد اصلی و حیات ابدی و نجات دائمی حاصل کریں بعد ذکر اجابت دعا کے کہ روزہ کے آثار و نتائج سے ہے بعض احکام اس کے جو کمال عنایت و آسانی پر دلالت کرتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسا نکم *

حلال کیا گیا شب صیام میں تمہارے لئے جماع اپنی عورتوں سے حضرت امین عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پروردگار تقدس و تعالیٰ صاحب حیاد کرم ہے کسی جگہ صریح لفظ جماع نہ لایا بلکہ کنایہ مباشرت و ملامت و انضا و دخول و رفث سے تعبیر کرتا ہے نہ جان کہتے ہیں رفث اصل میں تمام ان باتوں کو جو خاص مرد و عورت میں ہوتی ہیں شامل ہے مگر اس جگہ جماع مراد ہے اہل تفسیر فرماتے ہیں ابتداء میں بعد افطار کے نماز عشاء تک اگر آدمی جاگتا رہے کھانا پینا جماع کرنا حلال تھا بعد عشاء کے اور جو عشاء سے پہلے سو جائے اسی وقت سے حرام ہو جاتا۔ اہل عرب بسبب کمال قوت کے عورتوں سے مبرن کر سکتے تھے اسی وجہ سے حکم جماع کا اکل و شرب سے مقدم ہوا کہ یہ ان کے حق میں اہم تھا۔ اکثر جماع شب میں مبتلا ہوئے یہاں تک کہ رئیس الاقویا امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے بھی یہ امر واقع ہوا۔ جب غسل سے فارغ ہوئے روتے اور اپنے نفس کو ملامت کرتے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر ہلاک ہوا میں خدا سے اور آپ سے عذر کرتا ہوں اس نفس خاطی کی طرف سے میں نماز عشا پڑھ کر اپنے گھر گیا۔ بی بی میں وہ خوشبو پائی کہ ضبط نہ ہو سکا اور بے اختیار جماع میں مشغول ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عمر تمہیں یہ بات لائق نہ تھی اس وقت اور لوگوں کو بھی عرض کا موقع ملا کہ ہم سے بھی یہ قصور واقع ہوا۔ پروردگار تقدس و تعالیٰ نے کہ نگاہ عنایت اس امت پر بغایت رکھتا ہے اور ان کے لئے ہر بات میں آسانی چاہتا ہے حکم بھیجا:

احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسا نکم۔

یعنی ہم کو منظور نہیں کہ تمہیں تکلیف دیں اور جو بات تم پر دشوار ہو اس میں مبتلا کریں اگر تم قوت ضبط کی نہیں رکھتے ہم نے اپنی عنایت و رحمت سے یہ حکم ہی موقوف کر دیا اور اب صحبت داری رات میں کرنا تمہیں حلال کیا۔ سبحان اللہ اس مقام سے رحمت و عنایت پروردگار جل جلالہ کی اور شرف و بزرگی اس امت کی قیاس کرنا چاہیے کہ اپنے پیارے محبوب کی پیاری امت پر کیسی نظر لطف رکھتا ہے ادھر سے نافرمانی ہوتی ہے ادھر سے مہربانی یہ قصور کرتے ہیں وہ فرماتا ہے ہم اپنا حکم ٹال دیں گے مگر تم پر الزام نہ آنے دیں گے:

علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم۔

خدا نے جانا کہ تم اپنی جانوں کی خیانت کرتے تھے یعنی اس قصور میں انہیں مبتلا کرتے تھے یا یہ مراد ہے کہ اس حکم کی تعمیل تمہارے نفس پر کمال دشوار تھی مگر تم ہماری فرمانبرداری و اطاعت میں مصروف تھے اور اپنے نفسوں کو نہایت سخت پکڑتے تھے جب تم ہماری راہ میں یہ جان بازی کرتے اور حق بندگی بجالاتے ہو تو ہمیں بھی منظور نہیں کہ تمہیں مشقت میں ڈالیں اور جو بات تمہارے نفس پر اس مرتبہ دشوار ہو اسکی تکلیف دیں عوض اسکے ہم نے وہ حکم ہی منسوخ کر دیا اور اب تمہیں اجازت دی کہ شب صیام میں بافراغت اپنی عورتوں سے صحبت کرو اور یہ نہ سمجھو کہ باوجود اس جاں بازی و فرمانبرداری کے اگر ایک قصور تم سے واقع ہو گیا تو اس پر تم سے مواخذہ نہیں ہوگا بلکہ وہ قصور بھی ہم نے معاف کیا اور عذر تمہارا قبول فرمایا۔

فتاب علیکم و عفا عنکم فالان باشروہن۔

پس تمہیں توبہ عطا فرمائی اور تمہاری خطا معاف کر دی سواب تم ان سے مباشرت کرو اور اس خطا سے جو غنہ ہماری ناراضی کا ہے اسے دل سے نکال ڈالو کہ جب ہم نے تمہاری خاطر اپنا حکم منسوخ فرمادیا تو اس قصور پر جو باقتضائے بشریت تم سے ہو گیا اور اس پر نادم و پریشان بھی ہو اور ہماری جناب میں عذر کرتے اور روتے ہو ہرگز مواخذہ نہ کریں گے۔ ہم ارحم الراحمین ہیں اور خصوصاً تمہارے حال پر کمال مہربان پھر اگر تمہیں اپنے قصور پر نظر ہے تو اس چیز پر بھی نظر کرو جو ہمارے یہاں تمہارے واسطے مقرر ہے۔

و ابتغوا ما کتب اللہ لکم۔

اور ڈھونڈو اسے جو لکھ دیا خدا نے تمہارے لئے اور وہ رحمت الہی ہے کہ دوسری جگہ صاف ارشاد ہوتا ہے:

کتب علی نفسہ الرحمۃ۔

یا یہ مدعا ہے کہ اب ہم نے شب روزہ میں تمہارے لئے جماع حلال کیا اپنی عورتوں سے نزدیکی کرو اور ہمارے فضل و کرم کے امیدوار رہو کہ جب ہم کو تمہاری اس قدر تکلیف گوارا نہیں دوزخ کی تکلیفیں کیوں کر گوارا فرمائیں گے یا ڈھونڈو وہ چیز کہ لوح محفوظ میں تمہارے لئے لکھ دی یعنی اولاد کہ حاصل و مقصود اصلی اس فعل کا ہے یا ڈھونڈو شب قدر کہ تمہارے لئے مقرر ہے دوسرے کو اس میں دخل نہیں یعنی ہر چند رمضان کی رات میں جماع حلال کیا مگر تمہیں بھی چاہیے کہ ایک رات اپنے شوق سے سب کو ترک کرو اور ہماری یاد اور ذکر اور تسبیح اور تقدیس میں مشغول رہو اور یہ حکم اباحت کا شب رمضان میں جماع کے لئے مخصوص نہ سمجھو بلکہ ہم اپنی عنایت سے اور باتیں بھی مباح کرتے اور کھانے پینے کی بھی اجازت دیتے ہیں۔

و کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابيض من

الخیط الاسود۔

اور کھاؤ پیو تم یہاں تک کہ ظاہر ہو پسیدہ ڈورا سیاہ ڈورے سے۔ ابو صرمہ بن قیس

انصاری روزہ میں دن بھر محنت کرتے شام کے وقت تھوڑے سے خرے لاکر نبی کو دیئے اور کہا کھانا جلد پکالے ابھی تیار نہ ہونے پایا تھا کہ دن بھر کے تھکے ماندے تھے نیند آگئی جب پک چکا تو نبی نے جگایا مگر بعد سو جانے کے کھانا پینا حرام تھا لہذا نہ کھایا اور اسی طرح روزہ پر روزہ رکھ لیا صبح کو پھر محنت میں مشغول ہوئے دو پہر نہ ہونے پائی تھی کہ غش آگیا اور بیہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش آیا دربار اقدس میں حاضر ہوئے اور حال اپنا عرض کیا رسول اللہ ﷺ اس حکم کی شدت اور امت کے ضعف و مشقت پر غمگین ہوئے پروردگار غفار نے اپنے حبیب کو رضا مند کرنے کے لئے یہ حکم منسوخ کیا اور فرمایا:

کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابيض من الخیط الاسود۔

کھاؤ پیو جب تک دن کی پسیدی رات کی سیاہی سے ظاہر نہ ہو۔ صحیحین میں ہے بعد نزول اس آیت کے بعض لوگ ایک ڈورا پسیدہ اور ایک سیاہ پاؤں میں باندھتے اور جب تک ان میں تمیز نہ ہوتی فراغت سے کھاتے پیتے یہاں تک کہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ اسی صورت سے حضور والا میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ دونوں ککڑیاں میری موجود ہیں بیان مراد کے لئے یہ لفظ نازل ہوا من الفجر یعنی مراد اس سے سیاہی شب و پسیدی فجر ہے اور فجر سے مقصود صبح صادق آپ فرماتے بلال رات سے اذان دیتا ہے تم جب تک ابن ام مکتوم اذان نہ دے کھاؤ پیو اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تا بیٹا تھے جب تک لوگ نہ کہتے کہ صبح ہوگئی اذان نہ دیتے بعد حکم شروع صوم کے ارشاد ہوتا ہے:

ثم اتموا الصيام الى الیل

اور تمام کرو روزہ کو رات تک اور اس وجہ سے کہ غایت اس جگہ جنس مغیا سے نہیں اور اس کے حکم سے خارج ہے بخلاف مرافق و کعبین کے کہ وہ ہاتھ پاؤں کی جنس سے ہیں پس غروب آفتاب کے بعد روزہ تمام ہو جاتا ہے دیر کرنا اور ایک جزورات کا شامل کر لینا بیجا ہے بلکہ جلد افطار کرنا مسنون ہے اور کتب حدیث اس کی تاکید سے مشحون۔

ولا تباشروہن وانتم عاکفون فی المسجد۔

اور حالت اعتکاف میں عورتوں سے جماع نہ کرو۔

تلك حدود الله۔

یہ احکام یعنی روزہ میں کھانا پینا، صحبت یا اعتکاف میں جماع کرنا خدا کی حدیں ہیں یعنی اللہ جل جلالہ نے انہیں منع فرمایا۔

فلاتقربوہا۔

پس تم ان کے پاس نہ جاؤ اور انہیں نہ کرو۔

كذلك يبين الله آياته للناس۔

اسی طرح بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ آیتیں اپنی واسطے لوگوں کے لعلہم يتقون تاکہ وہ پرہیزگاری کریں اور جن باتوں کو منع فرمایا ان سے بچتے رہیں کہ عتاب آخرت سے نجات پائیں اور رات کو کھانا پینا جو حلال فرمایا اس سے یہ مراد نہیں کہ جس طرح کا مال پاؤ بے تکلف نوش جان کرو بلکہ

ولا تاكلوا مما الوالکم بینکم بالباطل۔

اور مت کھاؤ مال اپنے آپس میں ساتھ باطل کے یعنی پرایا مال اور حرام کھانا کسی وقت درست نہیں خصوصاً اس ماہ مبارک میں کہ وقت عبادت و ریاضت و نفس کشی و خدمت کا ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم وحکمہ احکم۔

تیسرا باب

زکوٰۃ کے بیان میں

زکوٰۃ لغت میں بمعنی افزونی کے ہے ومنہ زکۃ الزرع اذا نما اور اس کے ادا سے مال میں برکت اور نفس میں کرم و سخا کی خصلت پیدا ہوتی ہے یا ماخوذ ہے زکاء سے کہ بمعنی طہارت و پاکی کے ہے اس لئے کہ مال اس کے سبب سے پاک ہو جاتا ہے اور نجاست بخل سے نجات حاصل ہوتی ہے کذا فی البیضاوی اور شریعت میں بمعنی ادا اس حق کے ہے جو نصاب نامی حولی زائد علی الاحتیاج الاصلی پر واجب ہوتا ہے اور کبھی اس کا اطلاق نفس واجب پر آتا ہے اور اسے زکوٰۃ کہنا بسبب مناسبات مذکورہ کے ہے یعنی مال اس کے سبب پاک و بابرکت ہو جاتا ہے اور ناپاکی بخل سے دور اور نفس جو دو بخشش کا عادی یا اس وجہ سے کہ وہ زکوٰۃ دینے والے کا تزکیہ کرتی ہے اور اس کے صحت ایمان پر گواہی دیتی ہے اور صدقہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ صدق دعویٰ ایمان پر دلیل ہے اس لئے کہ جزو پیہ کی دل پر ہے آدمی ہزار بار زبان سے دعوے انقیاد و محبت کا کرتا ہے مگر یہ روپیہ بے محبت و انقیاد قلبی صرف نہیں کیا جاتا جب مسلمان نے مال اپنا خدا کے حکم سے اس کی راہ میں صرف کیا یقیناً ہوا کہ درحقیقت یہ دعوے ایمان و محبت میں سچا ہے بہت جھوٹے کذاب مدعیان محبت و ایمان اس امتحان میں ثابت قدم نہ رہے ہزاروں احکام نفس پر سخت نماز و روزہ و حج و جہاد کے اٹھائے مگر ایک روپیہ زکوٰۃ کے نام سے صرف نہ کر سکے۔ قارون مدعی ایمان تھا زکوٰۃ نہ دے سکا اور نفاق اس کا کھل گیا اسی واسطے حکم بھی اس کا باعتبار دعوے کے مختلف ہوا عوام کے واسطے اسی قدر کافی ہے کہ سال بھر بعد دو سو روپے سے پانچ روپے ادا کریں اور خواص کے لئے یہ حکم ہے جو ہاتھ آئے اس کی راہ میں صرف کر دیں۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لے گئے تھوڑا سا ڈھیر خرے کا پایا فرمایا اے بلال کیا تو چاہتا ہے کہ

تھے آتش دوزخ کا دھواں پہنچے ایک بار انہیں سے ارشاد ہوا اے بلال فقیر ہو کر مر نہ غنی ہو کر
عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیسے ہو سکتا ہے فرمایا جو پاس ہو چھپا مت اور جو مانگا جائے منع
نہ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیسے ہو فرمایا یہ یاد دوزخ ایک شخص نے اہل صفہ سے انتقال
کیا ایک دینار ان کے پاس نکلا فرمایا اس پر اس دینار سے داغ دیا جائے گا اس لئے کہ اہل
صفہ کو دعوے تجرید و تفرید کا تھا۔ ان کے حق میں ایک دینار رکھنا بھی گناہ ٹھہرا۔ سیدنا
ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کہ مرتبہ زہد میں بیعدیل و بے نظیر تھے فرماتے جو ایک درم بھی جمع کرے۔
یکسزون الذهب والفضة۔

میں داخل ہے قیامت کو وہ درم دوزخ کی آگ میں تپایا اور اس کا بدن اس سے
داغا جائے گا۔ ہر چند صحابہ کرام انہیں سمجھاتے آیت میں وہ مال مراد ہے جس کی زکوٰۃ نہ
دی جائے جب دو سو درم سے پانچ درم خدا کے واسطے دیئے مال پاک ہو گیا اور اس کے جمع
میں عذاب نہ رہا مگر وہ اپنی اس بات پر قائم رہے اور مذہب سے دست بردار نہ ہوئے شاید
مراد ان کی یہ تھی کہ ہر چند عوام کے حق میں مال جمع کرنا بعد ادائے زکوٰۃ کے جائز ہے مگر
ہمیں درست نہیں۔ کسی فقیہ نے شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا زکوٰۃ کس قدر ہے فرمایا مذہب
فقہاء میں دو سو درم سے پانچ درم اور ہمارے مذہب میں دو سو سے ایک بھی رکھنا جائز نہیں
اس کی راہ میں سب خرچ کرنا اور اس کے شکر میں سب بھی دینا چاہیے فقیہ نے کہا مذہب ہمارا
ائمہ دین سے ثابت آپ نے فرمایا ہمارا مذہب سید الصدیقین ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ثابت جو کچھ
رکھتے تھے راہ خدا میں صرف کیا اور کوئی دقیقہ جاں بازی و جاں نثاری کا اٹھانہ رکھا ایک جان
باقی تھی وہ شب غار قربان کی اے عزیز یہ فرقہ جان و مال اپنے راہ خدا میں وقف کرتا ہے۔
اور ماسوائے اللہ سے راہ مولیٰ میں کام نہیں رکھتا۔

الفقیر مالہ مباح و دمہ ہدر۔

کامل اگر قتل کیا جاوے دعویٰ اپنے خون کا کسی پر نہ کرے۔ دیت اپنے محبوب
سے چاہے کہ وہ قتل اسی کی طرف سے ہے۔

من قتلته محبتی فاننا دیتہ

اور اگر کوئی اس کا مال لے لے خوش ہو کہ حجاب درمیان سے اٹھا اور ایک مسلمان
بھائی کا کام نکلا یہی وجہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی میراث نہیں جو باقی رہ
جاتا ہے بیت المال میں داخل ہوتا ہے کہ وہ مال وقف ہے کسی نے شبیان راعی سے
پوچھا دو سو بکریوں میں سے زکوٰۃ کس قدر ہے۔ فرمایا تمہارے مذہب میں چالیسواں حصہ
اور ہمارے مال میں بالکل نہیں کہ زکوٰۃ بندے کے مال پر ہے اور ہم مال کو اپنا نہیں جانتے
خدا کا سمجھتے ہیں اور خدا کے مال پر زکوٰۃ نہیں ہو سکتی۔ صحیحین میں ہے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے
کہ عامل زکوٰۃ ہو کر گئے تھے شکایت کی کہ خالد بن ولید زکوٰۃ نہیں دیتے رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا خالد سے تم بیجا مانگتے ہو اس نے اپنی زرہیں اور سواری اور ساز و سامان جنگ
سب خدا کی راہ میں وقف کر دیا۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک وقت میں پچاس
ہزار درم خیرات کئے اور اپنے کپڑوں میں پیوند لگے تھے نئے نہ بنائے کسی کامل نے کیا
خوب کہا ہے کہ اور فرض عموم مخلوق کے واسطے ہیں مگر زکوٰۃ کہ صرف بخیلوں پر فرض ہے سخی کو
اس قدر تاب کہاں کہ سال بھر تک دو سو درم جمع کرے مال نگاہ رکھنا اور برس دن بعد اس کا
چالیسواں حصہ دینا کام بخیلوں کا ہے اے عزیز مردان خدا جان تک راہ خدا میں دے چکے
مال ان کے نزدیک کیا مال ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تمام مال اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آدھا
راہ خدا میں لٹا دیا رسول اللہ ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم نے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا
عرض کیا اسی قدر جو صرف کیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا تم نے کیا چھوڑا عرض کیا اللہ
اور اس کا رسول ارشاد ہوا:

بینکم ما بین کلیمتکم۔

تم دونوں کے مرتبوں میں وہ فرق ہے جو تمہاری ان دونوں باتوں میں اول مرتبہ
صدیقیوں کے لئے مخصوص ہے انہیں سابق بالخیرات کہتے ہیں اور مرتبہ ثانیہ میں وہ لوگ
ہیں کہ مال جمع کرتے ہیں لیکن مقصود اپنے نفس پر صرف کرنا نہیں ہوتا بلکہ غایت اصلی یہ
ہوتی ہے کہ محل و موقع دیکھتے اور وقت کے منتظر رہتے ہیں جس جگہ صرف مال کا ثواب زیادہ
اور مناسب تر ہوتا ہے صرف کرتے ہیں اپنے نفس کو کمال تکلیف سے رکھتے ہیں پیشوا اس

گروہ کے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور بعض فرض زکوٰۃ ادا کرتے اور اپنے نفس پر تشدد کرتے ہیں کہ اس کے فائدہ کے لئے مال زیادہ فرض سے نہیں دیتے جو اس قدر بھی نہیں کرتا اس کا ٹھکانا کہیں نہیں اے جفا کار ناشکر بے حیا تجھے شرم نہیں آتی کہ پروردگار نے تجھے مال و متاع عنایت کیا سال بھر بعد چالیسواں حصہ بھی اس کا تجھ سے اس کے نام پر نہیں دیا جاتا کیا یہ مال تو نے اپنی قابلیت سے حاصل کیا جس روز تو پیدا ہوا کیا لے کر آیا تھا اور جب تک نادان رہا کیا کیا ایک وقت کا کھانا بھی تیری قدرت و اختیار میں نہ تھا رو کر مانگتا تو نصیب ہوتا اور ایک کپڑا تیرے بدن پر نہ تھا کسی نے رحم کر کے ڈال دیا فہما ورنہ برہنہ رہتا اگر وہ تجھے پرورش نہ فرماتا یہ مال و زر کہاں سے ہاتھ آتا اب اس کے نام پر دیتے ہوئے اس درجہ گھبراتا ہے کیا مزہ کی بات ہے اگر تو ایک بار کسی پر احسان کرے عمر بھر اس سے طلب گار فرمانبرداری رہتا ہے گویا تو نے اسے مول لے لیا اگر اس سے احیانا خلاف تیری مرضی کے صادر ہو کس قدر بگڑتا اور ناشکر و ناپاس و بیوفا و ناحق شناس کیسے کیسے الفاظ سخت سے یاد کرتا ہے رب العظیم جل جلالہ نے تجھ پر ہر آن میں ہزاروں احسان و انعام فرمائے اور مال و زر و زور و قوت و بیشمار نعمت عطا کی سال بھر بعد اپنے دیئے ہوئے مال میں سے چالیسواں حصہ طلب فرماتا ہے وہ بھی تیرے دل سے نہیں نکلتا اور لطف یہ ہے کہ یہ بھی بالیقین جانتا ہے کہ تو ہر وقت اس کے قبضہ اقتدار میں ہے اور کہیں اس سے بھاگ کر نہیں جاسکتا وہ چاہے تو تیری ناشکری کی سزا جو زمانہ پر یہ مال تجھ سے چھین لے یا آئندہ عطائے نعمت سے دست کشی فرمائے وہ خود فرماتا ہے:

ولو شاء الله الاغنتكم ان الله عزيز حكيم

اور اگر خدا چاہے تو تمہیں محتاج کر دے بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے پھر کس بات پر مطمئن ہے سبحان اللہ تو بیشک بڑا احسان شناس ہے کہ نہ سزا کا ترس نہ نعمت کا پاس ہے جان برادر جس مال کو ہزار جان کا ہیون سے پیدا کیا اور دل سے زیادہ عزیز رکھا اور اس کی محبت میں منع حقیقی جل جلالہ کو ناراض کیا یقین جان کہ ایک روز تیرے ہاتھ میں نہ رہے گا اگر تو بادشاہ ہفت کشور ہے تاہم چار گز کفن اور دو گز زمین سے زیادہ کچھ نہ پائے گا

سو وہ بھی خوش قسمتوں کو ملتا ہے ورنہ ہزاروں کی نعشیں برہنہ جنگل میں پڑی رہ گئیں اور زانغ و زغن کے طعمے ہو گئے اگر اس مال کا جمع کرنا اولاد کے لئے ہے تو تجھ سے زیادہ احمق کون، غیروں کے لئے اپنی جان عذاب الہی میں گرفتار کرنا عقلمند کا کام نہیں اے عزیز جنہیں اپنا دوست سمجھا ہے حق تیرے مار آستین ہیں تو ان کے دنیوی فائدہ کے لئے اپنی مضرت آخرت گوارا کرتا ہے اور وہ منتظر وقت ہیں کہ کہیں اس کی آنکھیں بند ہوں اور ہمارے بخت کھلیں جب مر جائے گا دنیا کی شرم کو دو تین روز فاتحہ درود کر دیں گے پھر کوئی تیری قبر تک نہ آئے گا سب سے اکیلا ہو کر ایک تنگ و تیرہ مکان میں صرف اسی سے کام پڑے گا جسے ان بیوفاؤں کے واسطے ناراض رکھا تھا جواب تیری مدد کو نہیں پہنچ سکتے۔ وہ ہوادار مکانوں اور دوستوں کے جلسوں اور شمعوں کی روشنیوں میں آرام کرتے ہوں گے اور تو تنہا ویکس گورنگ و تاریک میں پڑا ہو گا نہ کوئی یار نہ مددگار ہر طرف خاک کے انبار۔ اے غافل موت کی گھڑی معلوم نہیں کس وقت کے انتظار میں ہے خواب سے جاگ اور دودن ہمتی سے بھاگ اور تھوڑا دے اور بہت لے اور عذاب الہی سے جان بچا۔ کان کھول کر سن لے کہ رب العزت تیرے مال سے غنی و بے نیاز ہے وہ تمام جہان سے بے پرواہ ہے سب اس کے محتاج ہیں اور وہ کسی کا محتاج نہیں یہ مال کہ تجھ سے طلب کرتا ہے تیرے ہی نفع و فائدے کے لئے مانگتا ہے مگر روپیہ کی محبت نے تو تجھے ایسا اندھا بہرا کر دیا ہے کہ سوا اس کے کچھ نظر نہیں آتا اور خدا رسول کی بات بھی نہیں سنتا روز محشر زردوست اس طرح پکاریں جائیں گے کہ کہاں ہیں ادھر آئیں وہ لوگ جو خدا کے دشمن سے محبت رکھتے تھے اگر ایک ساعت انصاف کی طرف رجوع کرے اس تھوڑا سا مال دینے میں کیسے کیسے عظیم فائدے پائے۔

پہلا فائدہ

اس دردناک عذاب سے نجات ملنا جس کے سننے سے بدن پر بال کھڑے ہوتے ہیں آہ ان پر جو اس میں مبتلا ہوں گے۔ اعاذنا اللہ بجاہ نبیہ ﷺ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے:

والذین یکنزون الذهب والفضة ولا ینفقونها فی سبیل
اللہ فبشرهم بعذاب الیم ۝ یوم یحیی علیہا فی نار جہنم
فتکوی بها جباهہم وجنوبہم وظہورہم ہذا ما کنزتم
لأنفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون ۝

بیشک جو لوگ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا چاندی پھر خرچ نہیں کرتے اسے خدا کی راہ
پس مژدہ دے ان کو دکھ کی مار کا جس دن تپایا جائے گا وہ سونا چاندی دوزخ کی آگ میں
پھر داغی جائیں گی اس سے انکی پیشانیاں اور کروٹیں اور پٹھیں یہ تھا جو تم نے جوڑ کر رکھا تھا
اپنی جانوں کے لئے سو چکھو جو جوڑ کر رکھتے تھے۔ اور صحاح میں ہے رسول اللہ ﷺ
فرماتے ہیں جس نے روپیہ جمع کیا اور اس کی زکوٰۃ نہ دی تو روز قیامت اس روپیہ کو ایک
بڑے اژدھے کی شکل پر لائیں گے جس کے سر پر بسبب نہایت طول عمر کے بال جم
کر پھر گر پڑے ہوں اور گنجاہ گیا ہو وہ اژدھا اس کی طرف دوڑے گا یہ اس سے بھاگے گا
وہ کہے گا کیوں بھاگتا ہے میں تیرا وہی مال ہوں جسے ایسے پیار سے جمع کر کے رکھا تھا اب
کیوں بھاگتا ہے آخر جب کہیں پناہ نہ پاوے گا ہاتھوں سے اسے روکے گا وہ اس کا ہاتھ منہ
میں لے کر چبا ڈالے گا اور تا ختم حساب خلق اس کے ساتھ مشغول رہے گا۔ اعوذ باللہ سبحان
اللہ عدل حضرت حق جل مجدہ کا کہ عذاب ہم شکل گناہ کرتا ہے جس ہاتھ سے مال دینا
گوارا نہ کیا تھا وہی ہاتھ اس اژدھے کی نذر ہوا۔ آہ صد آہ ہم گناہگاروں کا بڑا اطمینان رحمۃ
للعلمین شفیع المذنبین ﷺ کی رحمت و شفاعت پر ہے زکوٰۃ نہ دینے والے کے لئے
حدیث میں وارد ہوا جب عذاب میں گرفتار ہوگا اور اس کی نگاہ غمخوار بیکساں ﷺ کے چہرہ
انور پر جا پڑے گی۔ بے اختیار ہو کر چلائے گا یا رسول اللہ یا رسول اللہ حضور فرمائیں گے
میں نے تو تجھے خدا کا حکم پہنچا دیا تھا اے غافل پھر کا ہے پر بھولا بیٹھا ہے کیا یہ عذاب تیرے
نزدیک سہل ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کی کچھ پرواہ نہیں ہزار بار اپنی زبان سے کہتا ہے
جان کا صدقہ مال ہے پھر خدا جانے کیوں اس مال کو جمع کر کے جان کو وبال میں ڈالتا ہے۔

دوسرا فائدہ

حدیث میں ہے جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین صدقات دربار
عالی میں حاضر کرتے رسول اللہ ﷺ ان کے حق میں دعائے رحمت و برکت کرتے ہر چند
ہم خفتہ نصیبوں کو یہ دولت بیدار کہاں حاصل مگر رحمت الہی و عنایت محمدی ﷺ سے امید
واثق ہے کہ حضور ﷺ کی دعا سے بالکل محروم نہ رہیں اگر ہم اس جناب تک نہیں پہنچتے
اعمال تو ہمارے ہر دو شنبہ و پنجشنبہ کو حضور میں عرض کئے جاتے ہیں۔

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا!

اور اگر غور سے دیکھا جائے تو اس دولت سے کوئی چیز زیادہ نہیں سلطنت ہفت
کشور اور حکومت ربع مسکون اس نعمت عظمیٰ کے مقابلے میں برگ کاہ اور پریشہ سے بھی
زیادہ بے حقیقت ہے۔

جاں مید ہم در آوازے قاصد آخربازگو در مجلس آن نازنیں حرفے گراز ما میرود

تیسرا فائدہ

زکوٰۃ علامت و شعار تقویٰ اور متقین و صالحین کی عادت ہے اس سے پرہیزگاری
و تقویٰ زکوٰۃ دینے والے کا سمجھا جاتا ہے۔ خدائے تعالیٰ صفت متقین کی فرماتا ہے:

الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ و م رزقہم ینفقون ۝
متقی وہ لوگ ہیں کہ بے دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز برپا رکھتے ہیں اور جو ہم
نے انہیں دیا اس سے خرچ کرتے ہیں۔

چوتھا فائدہ

بخل انسان کے دل سے دور ہو جاتا ہے اور عادت سخاوت کی پیدا ہوتی ہے اس
واسطے کہ جب بعض مال باتشال حکم ذوالجلال خواہ بسبب خوف یا باقتضائے محبت صرف کیا
اور نفس نے گوارا کر لیا تو پھر اپنی خوشی سے بھی اور مال صرف کر سکتا ہے اور جب فرض ادا نہ
کیا تو صدقہ تطوع کو کب دل چاہے گا اور ایک سختی دل میں پیدا ہوگی جس کے سبب بخل روز

بروز بڑھتا جائے گا کیا عجب کہ انتہا کو پہنچے اور قارون کے ساتھ ایک زنجیر میں باندھا جائے۔
اللہم احفظنا پس زکوٰۃ حکم پانی کا رکھتی ہے کہ دل کو نجاست بغل سے پاک کرتی ہے۔

پانچواں فائدہ

زکوٰۃ شکر نعمت ہے کہ جب آدمی اپنے تئیں غنی پاتا اور دوسرے مسلمان بھائی کو محتاج دیکھتا ہے خیال کرتا ہے کہ یہ بھی بندہ خدا ہے اور میری طرح اس کی توحید اور اس کے رسولوں کی تصدیق بجالاتا ہے مجھے پروردگار جل جلالہ نے غنی کیا اس کی خدمت مجھ پر ضرور ہے اگر تقصیر کروں عجب کیا معاملہ بالعکس ہو جائے اور میں اس کی طرف محتاج ہو جاؤں وہ خود فرماتا ہے:

ولو شاء الله لاعتكم۔

اگر خدا چاہے تمہیں دشواری میں ڈال دے۔

چھٹا فائدہ

زکوٰۃ سے مال میں برکت و افزونی ہوتی ہے۔

قال الله تبارك وتعالى ولن شکرتم لازيدنکم۔

اور البتہ اگر تم احسان مانو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا اور فرماتا ہے:

يُمَحِّقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ ۝

گھٹاتا ہے خدا سود اور بڑھاتا ہے صدقے اور اللہ دوست نہیں رکھتا ہر بڑے

ناشکر نافرمان برادر کو۔ اس آیت سے سمجھا گیا کہ زکوٰۃ نہ دینا قطع نظر گناہ کے بڑی ناشکری

اپنے مالک کی ہے اور زکوٰۃ دینا موجب برکت و افزونی اور مرد افزونی سے یہ ہے کہ اللہ

تعالیٰ ایک صدقہ کو سات سو بلکہ زیادہ تک بڑھاتا ہے اور سود کو روز بروز گھٹاتا ہے کہ وہ مال

غیروں کے قبضہ میں آئے گا اور اس میں سے کوئی تو آوارہ وضعی و عیاشی میں صرف کرے گا

اور کوئی فضول طور پر کھا کر برباد کر دے گا اور اسے اس کا نفع کچھ نہ پہنچے گا۔ بیاج خوار نے

بہزار وقت جمع کیا اور وہ دوسرے کا ہو گیا اس کی نگاہ میں بڑھتا ہے اور حقیقت میں گھٹا جاتا

ہے کہ سود کی شامت سے اصل بھی بے محل و بے موقع برباد ہوگا۔ اکثر دیکھا ہے بیاج کھانے والا لالچ سے روپیہ دو روپیہ سیکڑہ پر مال اپنا قرض دیتا ہے اور وہ لوگ اصل بھی مار لیتے ہیں جب نہیں دیتے اس کی طمع میں نالش کرتا اور اس میں روپیہ لگاتا ہے یا تو مقدمہ ہار جاتا ہے اور جیت بھی گیا تو ان کی جائداد ہاتھ نہیں آتی اور زر و دعوے کے ساتھ خرچہ بھی تلف ہوتا ہے اور اکثر مال چور چرا لے جاتے ہیں یا حاکم ڈانڈ لیتا ہے یا اولاد میں کوئی بد معاش ہو کر اسے برباد کرتا ہے بعضوں کا زمین میں رہ جاتا ہے چلتے پھرتے مر جاتے ہیں کسی سے کہنے بھی نہیں پاتے یا کسی طرح زمین سے ہٹ کر دوسری جگہ چلا جاتا ہے یا خود ہی مدفن بھول جاتا ہے۔ بہر حال زمانہ قریب میں برباد ہو جاتا ہے ہزاروں سینٹھ سا ہو کر گزرے کوئی ان کا نام بھی نہیں لیتا نہ کہیں ان کے مال و دولت کا پتا۔ بخلاف اہل سخاوت کے کہ اکثر ان کے مال میں افزونی اور اولاد میں فراغت رہتی ہے اور بالفرض مال نہ رہے تو اثر ان کی سخاوت کا اور حرمت و تعظیم ان کی اولاد کی اور ناموری ان کی دنیا میں اور ثواب جمیل عقبیٰ میں باقی رہتا ہے یہاں اگر ایک روپیہ رکھتا تھا اس جہان میں اس کے ثواب سے سات سو بلکہ زیادہ تک اس کے لئے موجود ہیں اس سے زیادہ ترقی و افزونی کیا ہوگی۔ اللہم ارزقنا صحیحین میں ہے۔ سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں جو مسلمان ایک چھوہارے برابر پاک مال سے تصدق کرتا ہے اور خدا نہیں قبول کرتا مگر پاک کو اللہ تعالیٰ اس کے صدقے کو اپنے دہنے ہاتھ سے قبول فرماتا ہے پھر اسے اس طرح پالیتا ہے جیسے تم اپنے قرۃ اسپ کو یہاں تک کہ وہ خرے برابر مال ایک پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے صدق اللہ و رسولہ ﷺ

فصل

حقیقت اور روح زکوٰۃ کی سات باتوں کی رعایت سے حاصل ہوتی ہے۔

اول: زکوٰۃ قبل گز نے سال کے ادا کرے کہ وجوب ادا کے بعد دینا بسبب خوف

عذاب کے ہے اور پہلے دینا محبت اور دوستی سے ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے

امور خیر میں مسارعت و شتابی کا حکم فرمایا ہے اور قبل از امید و توقع جو چیز ناگاہ

حاصل ہوتی ہے اس سے فقیروں کے دل پر زیادہ خوشی ہوتی ہے اور دل سے دعا نکلتی ہے اور دعا ان کی تمام آفات سے حصار ہے اور عوائق روزگار سے بھی جلدی میں نجات حاصل فان التاخیر آفات کیا عجب کہ شیطان حملہ کرے اور نیت میں خلل ڈالے۔ ایک کامل کو مکان طہارت میں خیال آیا پیرا بن کسی کو دینا چاہیے خادم کو پکارا یہ پیرا بن میرے سر سے ابھی اتار کر فلاں فقیر کو دے دے عرض کیا اے شیخ اس قدر عجلت کیا ضرورتھی باہر تشریف لا کر دیا ہوتا فرمایا شاید اس قدر تاخیر میں نیت درست نہ رہتی۔

دوسرے: اکٹھا دینا منظور ہو تو محرم یا رمضان میں دے۔ رسول اللہ ﷺ ماہ رمضان میں جو کچھ پاس ہوتا سب راہ خدا میں صرف کرتے اور کچھ باقی نہ رکھتے۔ تیسرے: زکوٰۃ پوشیدہ دینا چاہیے کہ ریا سے محفوظ رہے۔

قال اللہ تبارک و تعالیٰ وان تحفوها و تو توها الفقراء فهو خیر لکم۔ اور اگر تم چھپاؤ صدقے اور دیدو انہیں محتاجوں کو تو وہ بہت بہتر ہے تمہارے لئے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں صدقة السر یطفی غضب الرب پوشیدہ صدقہ دینا رحمن کے غضب کو سرد کر دیتا ہے۔ صحیح مسلم میں ہے روز قیامت سات شخص عرش خدا کے سایہ میں ہوں گے ایک امام عادل دوسرا وہ شخص کہ دہنے ہاتھ سے دیتا ہے اور بائیں کو خیر نہیں الحدیث جو شخص چھپا کر دیتا ہے صدقہ اس کا اعمال سر میں لکھا جاتا ہے اور جو آشکارا دیتا ہے اعمال ظاہر میں تحریر ہوتا ہے اور جو کہتا ہے میں نے یہ دیا اور اس قدر مال خیرات کیا اس کا نام جریدہ سروِ طاہر سے کاٹتے اور جریدہ ریا میں لکھتے ہیں۔ اسی واسطے بعض سلف صالح اندھے کو تلاش کر کے دیتے تاکہ وہ نہ پہچانے اور بعض سوتے کے کپڑے میں باندھ دیتے اور بعض فقیر کی راہ میں ڈال دیتے ہیں اور بعض اور کے ہاتھ سے دلا دیتے اور ظاہر ہے کہ صدقہ دینا صفت بخل توڑنے کے لئے ہے جو حکم بچھو کا رکھتی ہے اور ریا مانند سانپ کے ہے کہ اس کا زخم زخم بخل سے بدتر ہے۔ بخل سے بچنا اور ریا میں گرفتار ہونا عقلاء کا کام نہیں۔ فمن المطر و وقف تحت المیزاب لیکن جو اپنے دل پر قدرت رکھتا ہے اور اس کے

نزدیک مدح و ذم خلق کی برابر ہے اور ایسے لوگ کہاں ہیں کبریت احمر ہیں اکسیر اعظم ہیں ایسا شخص اگر اس خیال سے کہ ظاہر دینے میں اوروں کو بھی رغبت ہوگی اگر آشکارا دے تو مضائقہ نہیں بلکہ کیا عجب کہ لوگوں کو اس کے دیکھنے سے شوق ہو اور وہ بھی دیں اور ان کے اعمال کا ثواب بھی اس کے نام لکھا جائے۔

چوتھے: محتاج کو ایذا نہ دے بلکہ اس سے ترش روئی نہ کرے اور تیوڑی نہ چڑھائے اور سخت بات نہ کہے اور بسبب محتاجی کے حقیر نہ سمجھے۔ پانچویں: اس پر احسان نہ رکھے کہ ان باتوں سے ثواب باطل ہو جاتا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا لا تبطلوا صدقتکم بالمن والاذی۔ بلکہ ترش روئی اور تیوڑی چڑھانا اور درشت گوئی اور بنگاہ تیز دیکھنا نتیجہ جہالت کا ہے کہ آدمی کو مال صرف کرنا ناگوار ہوتا ہے اگر یہ جانتا کہ اس ایک روپیہ کے بدلے دس یا دس ہزار جمع ہوئے اور اس صدقے کے سبب عذاب دوزخ سے نجات پائی اور فردوس بریں ہاتھ آئی اسے وہ روپیہ صرف کرنا ہرگز ناگوار نہ گزرتا بلکہ کمال خوشی و شوق دلی سے دیتا اور جو اس سبب سے ترش روئی اور تلخ گوئی کرتا ہے کہ اس درویش کو حقیر اور اپنے آپ کو بہتر جانتا ہے تو یہ بھی محض نادانی ہے اس لئے کہ جو شخص تجھ سے پانچ سو برس پہلے بہشت میں جائے گا اس عالم میں خدا کے نزدیک اس کا درجہ بلند ہے اور اس جہان میں اسے آفتوں سے محفوظ اور تجھے بلاؤں میں مبتلا و مشغول کیا ہے جو اسے حاجت ہوتی ہے تجھ سے دلواتا ہے پس درحقیقت تو اس کے مال کا حمال اور اس کی سرکار کا مزدور ہے اور درویش پر احسان رکھنا بھی دلیل حماقت و جہالت ہے تو اس نظر سے کہ اسے کچھ دیا ہے اس کو اپنا ممنون جانتا ہے اور اس سے خدمت و حاضر باشی و تعظیم وابتدا اسلام چاہتا ہے اگر اس سے خدمت و تعظیم میں قصور ہوتا ہے تعجب کرتا ہے بلکہ کبھی زبان سے بھی کہتا ہے میں نے اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا اور وہ ایسا کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ درویش نے تجھ سے سلوک اور تجھ پر احسان کیا کہ صدقہ تیرا قبول کر کے تجھے آتش دوزخ سے بچالیا اور نجاست بخل تیرے دل سے پاک کی اگر کوئی شخص کسی تدبیر سے مواد فاسد تیرے بدن سے نکالے اور

تجھے بیماری سے بچالے تو تو اس کا احسان سمجھ یا نہیں۔ عامر شعی کہتے ہیں جو شخص آپ کو زیادہ محتاج ثواب کا بہ نسبت فقیر کے طرف صدقہ کے نہ جانے صدقہ اس کا قبول نہیں یعنی جانے کہ فقیر جس قدر صدقہ کا محتاج ہے اس سے زیادہ میں ثواب کا محتاج ہوں۔ مجمع الاخبار میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے نقل کرتے ہیں میں نے کسی سے نیکی بدی نہ کی جو مجھ سے صادر ہوا میرے نفس کے لئے ہے۔

من عمل صالحاً فلنفسہ ومن اساء فعلیہا۔

علاوہ بریں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں صدقہ اول رحمن کے ہاتھ میں جاتا ہے پھر فقیر کے ہاتھ لگتا ہے جبکہ تو اپنا مال خدا کو دیتا ہے اور درویش نائب حق تعالیٰ کا ہے تو احسان درویش کا ہے نہ کہ تیرا سلف صالح ادب سے فقیر کے سامنے کھڑے ہوتے اور سوال کرتے کہ اس صدقہ کو قبول کیجئے اور بعضے ہاتھ میں رکھ کر درویش کے سامنے لے جاتے کہ الید العلیٰ خیر من الید السفلیٰ۔

اسے لائق ہے جو احسان کرے اور احسان فقیر کے طرف سے ہے ام المؤمنین عائشہ وام سلمہ جب کسی کو صدقہ بھیجتیں پوچھ لیتیں کیا عادی جو دعا وہ دیتا آپ بھی دیتیں کہ ثواب صدقہ کا خالص اور بے عوض رہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

چھٹے: جو مال بہتر نفیس حلال اور طیب ہو راہ خدا میں صرف کرے۔ حق تعالیٰ پاک ہے اور پاک ہی کو قبول فرماتا ہے عجب کہ مہمان کے سامنے اس قسم کی چیز رکھتے شرماتے ہو اور خدا کے حضور لے جاتے نہیں شرماتے اگر کوئی ایسی چیز تمہیں دے نا گوار گزرے اور اس کی راہ میں صرف کرتے ہو۔

ولستم باخذیہ الا ان تغمضوا فیہ۔

خیس چیز راہ خدا میں صرف کرنا دلیل کراہت و ناخوشی ہے اور جو صدقہ طوع و رغبت سے نہیں دیا جاتا منہ پر مارا جاتا ہے۔

الم تعلموا ان اللہ غنی حمید O

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ایک درم بطوع و رغبت سے دینا لاکھ درم سے بہتر ہے۔

ساتویں: ہر چند زکوٰۃ درویش مسلمان کے دینے سے اتر جاتی ہے مگر جو شخص تجارت کرتا ہے زیادہ نفع ڈھونڈتا ہے سو زیادہ نفع اس میں ہے کہ پانچ گروہ میں سے کسی کو دے۔

اول: پارسا و متقی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

اطعموا طعامکم الاتقیاء۔

اس لئے کہ وہ اس کھانے سے قوت طاعت کی پائیں گے اور تم بھی اعانت عبادت سے شریک ثواب ہو گے۔ ایک بزرگ جو کچھ صدقہ دیتے صوفیا کو دیتے اور کہتے نیت ان کی غیر خدا کی طرف نہیں ہے اگر سامان سدر مرق نہیں ملتا وقت ان کا منشر ہو جاتا ہے ایک طالب خدا کی دلجمعی ہزار طالبان دنیا کے دل خوش کرنے سے بہتر ہے۔ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز سے کسی نے ان کا حال بیان کیا فرمایا یہ شخص اولیائے خدا سے ہے اور وہ ایک بقال تھا کہ جو کچھ فقیروں کو دیتا قیمت اس کی نہ لیتا یہاں تک کہ مفلس ہو گیا۔ خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنے پاس سے کچھ مال دیا اور فرمایا وہی تجارت پھر کر کہ تجھ سے آدمی کو تجارت مضرت نہیں پہنچاتی۔

دوم: طالب علم کہ فراغ خاطر سے تحصیل علم میں مشغول ہوگا اور اس کے علم و ہدایت وار شاد سے تجھے بھی ثواب حاصل ہوگا۔

سوم: وہ فقیر کہ اپنی محتاجی چھپاتا اور تو نگروں کی صورت بنائے پھرتا ہے۔

یحسبہم الجاہل اغنیاء من التعفف۔

چہارم: عیال دار اور بیمار جسے رنج و فکر زیادہ ہے اسے راحت پہنچانے میں ثواب زیادہ ہے۔ پنجم: رشتہ دار کو ثواب صدقہ اور صلہ رحم دونوں کا ہاتھ آئے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

ابدا بمن تعول۔

اپنے عیال سے شروع کر اور فرماتے ہیں مسکین پر تصدق میں ایک ثواب ہے اور قرابت دار پر دو ہر ایک ثواب خیرات دوسرا صلہ رحم کا اور دینی بھائی جو خدا کے واسطے محبت رکھتا ہے حکم اقارب میں ہے اور جس میں یہ پانچوں یا ان میں سے اکثر جمع ہوں اسے دینا

اور بھی اولیٰ ہے اور بعض اکابر صدقہ تطوع میں فرماتے ہیں مستحق غیر مستحق سب کو دے تا خدا بھی تجھے وہ دے جس کا تو استحقاق رکھتا ہے اور جس کا نہیں رکھتا یعنی دیتے وقت استحقاق پر نظر نہ کرنا سنت الہیہ ہے اور آدمی جیسا مخلوق سے کرتا ہے ویسا ہی خالق سے پاتا ہے۔

كما تدین تدان ولكل وجهه هو مولیها فاستبقوا الخیرات ط

فصل

زکوٰۃ لینے والے کو بھی سات باتوں کی رعایت ضرور ہے۔

اول: خیال کرے کہ نظر عنایت جس کے حال پر زیادہ ہوتی ہے اسے آفات مال و تو نگری سے محفوظ رکھتے ہیں اور لوگ اس میں مبتلا ہوتے ہیں اور اسے حاصل کرتے ہیں اور ہزار جانکاہی نگاہ رکھتے ہیں ان کے ہاتھوں اسے بقدر حاجت پہنچاتے ہیں نہ اسے کمانے سے کام نہ نگہبانی سے مطلب تو نگر گیا اس کے مطیع و کار پرداز ہیں جس طرح بادشاہ اپنے خاص لوگوں کو اپنے کام میں رکھتا ہے کھیتی اور تجارت اور دکانداری نہیں کرنے دیتا اور لوگوں کو کاروبار تجارت دکان و زراعت میں رکھتا ہے تا ان کے واسطے اسباب جمعیت مہیا کریں اور ان سے عشر و خراج لے کر ان کے حوائج میں صرف کیا جائے تاکہ یہ بفرار خاطر ہماری اطاعت و حاضر باشی و دربار داری میں مصروف ہوں پس درحقیقت یہ مال و آسائش اسباب عیش و کامرانی کہ بندگان خاص سلطانی کو حاصل ہیں ان تاجروں اور مزارعوں کی طرف سے نہیں بلکہ بادشاہ کی عنایت سے ہے جس نے انہیں ان کی خدمت کے لئے مقرر کیا اور مجبور کر دیا کہ اگر وہ راضی نہ ہوں تو عمال بادشاہی جو تحصیل خراج اور فوجدار جو انتظام شہر و دیار پر مامور ہیں کب مانیں اسی طرح تو نگروں کو میرے آسائش کے لئے پیدا کیا کہ وہ مال حاصل کریں اور مجھے پہنچائیں اور ایمان کو ان پر موکل کیا کہ ہر وقت ان پر تقاضا رکھتا ہے اور وہ بادشاہ حقیقی کے عتاب سے ڈراتا ہے اگر یہ موکل نہ ہوتا ایک جبہ ان

سے مجھے نہ ملتا پس یہ مال تو نگروں نے نہ دیا بلکہ اس نے عطا کیا جس نے زبردستی ان سے دلایا اور ان پر ایک عامل زبردست مقرر کیا کہ وہ اس کے زیر حکم ہیں اور خلاف نہیں چل سکتے مجھے بھی لازم ہے کہ ہر وقت اس کی طاعت و عبادت میں بسر کروں اور وقت اپنا فکر معاش میں پریشان نہ کروں کہ جس چیز کا ایسے بادشاہ قادر مقتدر نے تکفل کر لیا مجھے اس کے اندیشہ میں تصبیح اوقات حماقت اور جس کام کے لئے اس نے مجھے یہ فارغ البالی عطا کی اس میں سستی و کاہلی کفران نعمت و باعث عتاب و قہمت۔

دوسرے: یہ بھی لحاظ کرے کہ ہر چند یہ مال مجھے خدا نے پہنچایا مگر تو نگر کا ہاتھ اس نعمت کا واسطہ ہے جو کوئی تحفہ و ہدیہ اپنے محبت کے پاس لاتا ہے وہ بھی قابل دعا و ثنا ہوتا ہے اور اس کا شکر بھی محبت کے ذمہ لازم ہو جاتا ہے۔ پس تو نگروں کی شکرگزاری کہ واسطہ ایصال نعمت ہیں فقیر پر لازم اگر واسطہ کی شکرگزاری نہ کی اور اس کی قدر نہ جانے حق اس نعمت کا نہ سمجھا اور اس تحفہ و ہدیہ کو بے حقیقت جانا۔

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔

پروردگار تقدس و تعالیٰ باوجودیکہ افعال عباد کا خالق ہے ان کی ثناء اور ان اعمال

پر شکر کرتا ہے۔

نعم العبدط انه او اب O انه كان صديقا نبيا O

اور شکر منعم کا بھی ہے کہ اسے عزیز جانے اور اس کے حق میں دعائے خیر کرے۔

طهر الله قلبك في قلوب الابرار وزكى عملك في عمل

الاخيار و صلى الله على روحك في ارواح الشهداء۔

رسول اللہ ﷺ تو جس کے یہاں ضیافت تناول فرماتے باوجودیکہ قبول دعوت

حضور کا احسان تھا اس کے حق میں دعا فرماتے:

اللهم اطعم من اطعمنا واسق من سقنا۔

احمد ابو داؤد و نسائی کی احادیث میں وارد رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جو تم

سے نیکی کرے اس کا بدلہ دواور نہ ہو سکے تو اس قدر دعا کرو کہ اس کے عوض سے ادا ہو جاؤ اور حدیث میں تحصیل مکافات کے لئے دعا جزا کہ اللہ خیراً بھی وارد۔

تیسرے: لازم ہے کہ عیب صدقہ کا پوشیدہ رکھے اور اسے تھوڑا اور حقیر نہ جانے جیسے دینے والے کو چاہیے بہت دے اور تھوڑا سمجھے والکثیر فی اللہ القلیل حدیث صحیحین سے ثابت صدقہ کو حقیر نہ جانو اگرچہ بکری کا جلا ہوا کھر ہو۔

چوتھے: مال ظلم یا مال ریا سے ہرگز نہ لے کہ خبیث سے سوا خبیث کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ پانچویں: بے حاجت نہ لے اور سوال نہ کرے کہ حرام ہے اور خواری و ذلت دوام رسول اللہ ﷺ ایسے سوال کی نسبت فرماتے ہیں روز قیامت وہ سوال اس کے منہ میں زخم و خراش ہوگا یعنی جب اس نے اپنا چہرہ عزیز بے ضرورت غیر خدا کے سامنے کیا یہ دنیا کی بے غیرتی آخرت میں بشل زخم و جراحت نمودار ہوئی۔

چھٹے: حاجت سے زیادہ نہ لے کہ اور محتاج کے کام آئے اور مسافر زاد راہ اور کرایہ اور قرض دار مقدار قرض سے زیادہ نہ لے اگر اپنے گھر میں اسباب حاجت سے زیادہ رکھتا ہے صدقہ و زکوٰۃ قبول نہ کرے اور جو مثلاً دس درم میں سال بھر گزر کر سکتا ہے تو گیارہواں نہ لے کہ ناجائز ہے۔ اللہم احفظنا۔

ساتویں: جس قدر دیا جائے بطیب خاطر قبول کرے زیادہ پر اصرار سے نہایت باز رہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو مال اشراف علی النفس سے یعنی چھاتی پر چڑھ کر لیا جاتا ہے اس میں برکت نہیں ہوتی۔ یہ زیادہ کے لئے اس واسطے اصرار کرتا ہے کہ زیادہ کام آئے گا اور وہاں اس سے برکت اٹھالی گئی کہ تھوڑے کے قدر بھی بکار آمد نہ ہوگا اگر قناعت کرنا اللہ جل جلالہ خیر و برکت عطا فرماتا۔

فصل

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں صدقہ دو اگرچہ ایک ہی چھو ہوا ہو کہ وہ بھوکے کی حاجت دفع کرتا ہے اور گناہ کو بجھاتا ہے جیسے پانی آگ کو اور فرماتے ہیں:

اتقوا النار ولو بشق تمرۃ فان لم تجدوا فبکلمۃ طیبۃ۔

آدھا ہی چھو ہوا دے کر آتش دوزخ سے بچو اور جو اس قدر بھی میسر نہ آئے تو فقیر کا دل اچھی باتوں سے خوش کر کے اس قسم کی حدیثوں سے بعض بخیل سمجھتے ہیں ہمیں زیادہ مال صرف کرنا کیا ضرور آدھا چھو ہوا آتش دوزخ سے بچاتا ہے ہم دس بیس خرچ کئے دیتے ہیں اور نہیں جانتے کہ شیطان لعین ان کے دل میں یہ دوسوہ ڈالتا ہے۔ حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ جس سے جس قدر ہو سکے خیرات کرے اگر ہزار دو ہزار درم کی قید ہوتی اکثر لوگ دولت صدقہ سے محروم رہتے جنہیں لاکھ روپیہ دینے کا مقدور ہے لاکھ دیں اور جنہیں کچھ میسر نہیں محنت مزدوری سے دو پیسے ہاتھ آئے وہ اگر بے نیت خالص اس میں سے ایک یا آدھا چھو ہوا راہ خدا میں صرف کریں گے تو ان کے حق میں وہی کفایت کر جائے گا۔ یہ مراد نہیں کہ ہزاروں روپیہ جمع ہیں نہ زکوٰۃ دیں نہ کسی اور طرح راہ خدا میں صرف کریں ماہ رمضان میں آنے دو آنے کے چھو ہوا رے منگا کر روزہ داروں کو افطار کے وقت ایک ایک ٹکڑا کھلا دیں اور دل میں خوش ہوں ہم نے ثواب پالیا اور دوزخ سے نجات حاصل کی یہ ایک ٹکڑا ہماری ہفت پشت کے لئے کفایت کرے گا کیا عجب یہ تافہی اور ہٹ دھرمی عیاذ باللہ غضب الہی کو جوش میں لائے اور مال و متاع ان کا مثل گنج قارون ہلاک ہو جائے اگر وہ اس تمام مال کو جو انہوں نے جمع کیا اور مارا آستین بنا رکھا ہے صرف کریں اور آئندہ اپنی حرکت پر نادم و پشیمان ہوں تو البتہ ان کے حال پر نظر عنایت ہو اللہ جل جلالہ کہ غنی حمید ہے تمہارے اس ٹکڑے چھو ہوا رے پر پہلنے والا نہیں نعوذ باللہ من الشقاۃ حدیث میں ہے جب صحابہ نے غازیوں کے لئے مال جمع کیا بعض صحابہ کرام نے دن بھر محنت کی شام کو مزدوری میں جس قدر چھو ہوا رے ملے نصف اپنے عیال پر صرف کئے اور نصف رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے آپ نے وہ چھو ہوا رے تمام صدقات کے اوپر رکھے اس لئے کہ تو نگروں نے بہت بہت مال میں سے تھوڑا تصدق کیا حاجت ضروری پر صدقہ کو فوقیت نہ دی تھی وہ اپنا پیٹ کاٹ کر لائے تھے اور حاجت ضروری پر رضائے الہی کو مقدم کر چکے تھے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ہر شخص قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سایہ میں

ہوگا جب تک لوگ حساب سے فراغت پائیں گے اور فرماتے ہیں ستر دروازہ برائی کے صدقہ کے سبب بند ہو جاتے ہیں اور فرماتے ہیں بہتر صدقہ یہ ہے کہ تندرستی و خواہش و حب مال کے وقت دیں جس زمانہ میں فقیر سے خوف اور تو نگری کی آرزو ہوتی ہے نہ یہ کہ جب جان لگے تک آجائے اس وقت کہیں فلاں کو اتنا اور فلاں کو اتنا اس لئے کہ اب وہ خود ہی فلاں و فلاں کا کام ہے کہیں خواہ نہ کہیں رواہ مسلم عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جو سائل کو محروم پھیر دیتا ہے سات روز فرشتے اس کے گھر نہیں آتے ترمذی و احمد کی روایت میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو کوئی مسلمان کو کپڑا پہنائے ہمیشہ حفظ الہی میں رہے جب تک اس کپڑے سے ایک ٹکڑا اس کے بدن پر ہو ابن مسعود کہتے ہیں ایک شخص نے ستر برس عبادت کی ایک بڑا گناہ اس سے ایسا صادر ہوا کہ سب عبادت ضبط ہو گئی کسی فقیر کو ایک روٹی دی گناہ معاف ہوا اور عبادت واپس دی گئی لقمان اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہیں جب تجھ سے کوئی گناہ ہو جائے صدقہ دے حسن بصری نے ایک نحاس کو دیکھا ایک لونڈی بیچتا ہے فرمایا ایک درم یا دو درم پر راضی ہے کہا نہیں فرمایا تو جا اپنا کام کر کہ خدائے تعالیٰ ایک ایک پیسہ اور نوالے پر حور عین کو بیچتا ہے یعنی ایک پیسہ یا نوالہ خیرات کروں تو حور عین پاؤں کہ وہ اس سے ہزاروں درجے بہتر ہے پھر اسے خرید کے کیا کروں بالجملہ صدقہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کو نہایت محبوب ہے غضب الہی سے بچاتا اور نہ ن آگ بجھاتا ہے ہزاروں بلاؤں سے پر ہوتا اور آفتاب قیامت و آتش دوزخ سے محفوظ رکھتا اور مال میں برکت و افزونی بخشتا ہے طیب مال و خلوص نیت درکار ہے پھر اللہ کے یہاں کچھ کمی نہیں۔

واللہ الموفق والمحبیب۔

چوتھا باب

حج کے بیان میں

اس باب میں پانچ فصلیں ہیں

فصل اول

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وللہ علی الناس حج البيت من استطاع الیہ سبیلاً۔

یعنی خدا کا حق ہے لوگوں پر حج اس گھر کا جو قدرت رکھتا ہے اس تک پہنچنے کی سخت افسوس ہے کہ اس زمانہ میں دین ضعیف اور اسلام غریب ہو گیا یہاں تک کہ چار رکن اسلام سے اہل ہندو رکن بالکل ترک کرتے ہیں نماز روزہ جس نے ادا کیا اسے یکتائے زمانہ اور بڑا پرہیزگار سمجھتے ہیں حالانکہ ابھی اس کے ایمان میں نقصان ہے جب تک حج و زکوٰۃ ادا نہ کرے جس بنا کے دوستوں گرجائیں کس طرح قائم رہے ہزار روپیہ بے فائدہ شراب زنا ناچ گانے میں صرف کرنا ہندیوں پر آسان ہے اور جو لوگ بکمال پارسائی و پرہیزگاری مشہور ہیں ان باتوں میں روپیہ خرچ کرنا اسراف و بیجا جانتے ہیں مگر بیٹی بیٹا کی شادی میں ہزاروں روپیہ اٹھاتے ہیں ایک حبہ زکوٰۃ کے نام پر نہیں دیتے لندن کا سفر سہل سمجھتے ہیں حج کا ارادہ بھی نہیں کرتے اور جو کسی نے قصد کیا بھی تو اس کے جو روپے اس قدر واویلا مچاتے ہیں گویا مرنے جاتا ہے اور تمام عزیز قریب جمع ہو کر سمجھاتے ہیں اپنی اولاد اور بی بی کو کس پر چھوڑے جاتے ہو گویا ان کے نزدیک حج کو جانا اور مرنا برابر ہے اور مکہ معظمہ عیاذ باللہ شہر خوشاں ہے اگر کوئی انگلستان کا ارادہ کرے کہتے ہیں میاں زندگی باقی ہے تو پھر ملیں گے انگلینڈ جانا کچھ مشکل نہیں اور جو حرم الہی کا عزم کرتا ہے کہتے ہیں یہ دیدار آخری ہے اس سے ملاقات کرنا ہو تو کر لو پھر یہ کہاں اور ہم کہاں اور بالفرض کوئی شخص

اپنا مرنا ہی تجویز کر کے چلا گیا جب وہاں سے لوٹ کر آتا ہے اس قدر شہداء راہ اور سفر کی تکالیف جانکاہ بیان کرتا ہے کہ سننے والوں کی ہمت اور بھی پست ہو جاتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اہل ہند کے دل میں زکوٰۃ اور حج کی فرضیت پر یقین کامل نہیں اسی واسطے اکثر ارادہ نہیں کرتے اور جو لوگ جان سے تنگ ہو جاتے ہیں اور دنیا کی تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں ناچار اس سفر کو اختیار کرتے ہیں اور جو کہ نیت ان کی فاسد اور شوق ان کا ناقص ہوتا ہے اس راہ کی کیفیت و لذت انھیں حاصل نہیں ہوتی بعض بھیک مانگتے جاتے ہیں کہیں روٹی میسر آتی ہے کہیں نہیں ملتی وہی حال آکر یہاں بیان کرتے ہیں اور جو لوگ بطیب خاطر و رغبت قلب براہ محبت ارادہ کرتے ہیں انھیں وہ لطف و مزا اس راہ میں ملتا ہے کہ بیان میں نہیں آتا۔

اللهم ارزقنا مرة اخرى خيرا من الاولى۔

طرح طرح کی سیر اور نئے نئے شہر دیا کا تماشا مخلوق خدا کا دیکھنا قدرت الہی کا جلوہ اور سوا اس کے جس وقت جہاز ملک عرب میں پہنچا ہے عجب طرح کی فرحت و تازگی حاصل ہوتی ہے شوکت اسلام و بدبہ شریعت دیکھ کر جامہ میں پھولا نہیں ساتا یہاں تک کہ جب شہر محبوب کے متصل پہنچے اس مزہ کے سامنے یہ سب کیفیتیں گرد ہیں ہوئے کوئے جاناں مشام جان کو معطر کرنی ہے اور روح تازگی سے شگفتہ ہوئی جاتی ہے اور جب نظر اس مکان مقدس پر پڑتی ہے سبحان اللہ عجب کیفیت نظر آتی ہے کہ بیان میں نہیں آسکتی۔

ذوق ایں مے نشا سی بخدا تا بخشی

منقول ہے ایک عورت حج کو آئی حد حرم سے پیادہ ہوئی اور سلطان شوق نے اس کے قلب پر استیلا کیا مستانہ وار جاتی تھی جان و تن کا کچھ ہوش نہ تھا یہاں تک کہ داخل مکہ معظمہ ہوئی اور کعبہ محترمہ پر نظر پڑی بیتا بانہ بیت ربی بیت ربی۔ کتنی دوڑی میرے رب کا گھر میرے رب کا گھر یہاں تک کہ دیوار کعبہ سے سر ٹیک دیا اور مرغ روح نے قفس تن سے پرواز کی اے عزیز یہ وہ شہر ہے جس میں خدا نے اپنا گھر قرار دیا اور اسے اپنے محبوب کا مولد و وطن اصلی کیا جو شخص اس میں جاتا ہے قتل و غارت اور ہزاروں آفت سے امن میں

ہو جاتا ہے۔

ومن دخله كان امنا۔

اللہ تعالیٰ اس شہر اور اس گھر کی قسم یاد کرتا ہے اور اسے مبارک و محل ہدایت فرماتا ہے ترمذی نے بسند صحیح روایت کیا پیغمبر خدا ﷺ نے مکہ سے خطاب کر کے فرمایا کیا خوب شہر ہے تو اور کس قدر عزیز ہے مجھ کو اگر میری قوم نکال نہ دیتی تو میں تیرے سوا کسی شہر میں نہ رہتا۔

قال الله تبارك و تعالیٰ ان اول بيت وضع للناس للذي

ببكة مبارک و هدى للعلمین۔

بیشک پہلا گھر جو بنایا گیا لوگوں کے فائدہ کو البتہ وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور راہ دکھاتا جہان والوں کو تعظیم اس گھر کی ابتدائے دنیا سے اب تک چلی آتی ہے مگر جب سے کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے بنایا اس روز سے اور زیادہ رغبت خلق کو اس کی طرف پیدا ہوئی کہ اثر و نتیجہ دعائے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے اور کیفیت مشروعیت حج کی علما یوں لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بحکم الہی جبل ابی قیس پر چڑھ کر ندا کی اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک گھر بنایا اور اس کا حج تم پر فرض کیا سوا اپنے رب کی دعوت قبول کرو وہ آواز قدرت الہی سے سب کے کانوں میں پہنچی گواہی پیدا نہ ہوئے تھے جن کے مقدر میں حج تھا انہوں نے لبیک کہا کہ ہم حاضر ہیں امام حجۃ الاسلام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیا العلوم میں لکھتے ہیں بعض گناہ ایسے ہیں کہ سوا وقوف عرفات کے کسی عمل سے نہیں بخشے جاتے اور مولوی جامی مناسک میں لکھتے ہیں جو عرفات میں کھڑا ہو کر یہ گمان کر لے کہ مجھ پر کوئی گناہ باقی ہے اس کے برابر کوئی گناہ گار نہیں اور اسی طرح حدیث مرفوعہ میں وارد ہوا۔

فصل دوم: فضائل حج و عمرہ اور تارکین حج کی مذمت میں

ہر چند ہم نے ابواب سابقہ میں فصل فضائل کو نہایت اختصار کے ساتھ بیان کیا مگر حج ارکان اسلام سے ایک رکن عظیم ہے اور قلوب ضعیفہ پر اس کی مشقت نہایت شدید

اور ہمتیں اہل ہند کی اس سے بغایت ست و قاصر لہذا ہم اس فصل میں انشاء اللہ تعالیٰ استیعاب اکثر احادیث معتبرہ کا قصد رکھتے ہیں تاکہ مسلمان بھائی بنگاہ عبرت دیکھیں کہ کیسے پوچ عذروں اور کم ہمتی کے سبب کیسی کیسی دونوں جہان کی خوبیاں چھوڑتے اور تھوڑی تکلیف کے لئے بے شمار راحتوں اور دائمی آرام سے منہ موڑتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو حج کرے اور اس میں عورتوں کے سامنے تذکرہ جماع اور خدا کی عدول حکمی نہ کرے گناہوں سے ایسا پاک لوٹے جیسا جس روز ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ روایہ البخاری و مسلم اور فرماتے ہیں ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کفارہ ہے بچ کے گناہوں کا اور حج مبرور کی کچھ جزا نہیں سوا جنت کے روایہ الشیخان اور فرماتے ہیں حاجی جتنی بار سخن اللہ یا لا الہ الا اللہ یا اللہ اکبر کہے گا اسے ہر ایک کے عوض ایک بشارت دی جائے گی روایہ ابوالقاسم الاصبہانی اور فرماتے ہیں حج گناہان پیشین کو ڈھادیتا ہے روایہ مسلم ایک شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوا عرض کیا میں بزدل اور کمزور ہوں یعنی جہاد پر قادر نہیں فرمایا اس جہاد کی طرف جس میں کانٹے کا کھٹکا نہیں وہ حج ہے روایہ الطبرانی و عبد الرزاق اور فرماتے ہیں ہر کمزور کا جہاد حج ہے۔ روایہ ابن ماجہ اور فرماتے ہیں دو عمل سب اعمال سے بہتر ہیں مگر جو ایسے ہی عمل کرے ایک حج مبرور اور ایک عمرہ مبرورہ۔ روایہ الامام احمد اور ایک بار فرمایا حج مبرور کا بدلہ سوا بہشت کے کچھ نہیں عرض کیا گیا حج کا مبرور ہونا کیا ہے فرمایا کھانا کھانا اور نیک بات کہنا۔ روایہ احمد و الطبرانی و الحاکم اور ایک روایت میں ہے کھانا کھانا اور سلام کا افشا کرنا۔ روایہ البیہقی اور فرماتے ہیں حج مبرور دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ روایہ الغزالی فی الاحیاء اور فرماتے ہیں حج کے بعد اس کے ساتھ عمرہ کرو کہ وہ دونوں فقر و گناہ کو ایسا دور کرتے ہیں جیسے لوہار کی بھٹی سونے اور چاندی اور لوہے کے میل کو روایہ ترمذی و ابن خزمیہ و ابن حبان و ابن ماجہ اور فرماتے ہیں حج کرو غنی ہو جاؤ گے۔ روایہ عبد الرزاق اور فرماتے ہیں حج کے ساتھ معا عمرہ کرنے سے عمر میں برکت ہوتی ہے۔ روایہ البیہقی اور فرماتے ہیں حج کرو کہ حج گناہوں کو دھو دیتا ہے جیسے پانی میل کو روایہ الطبرانی اور فرماتے ہیں حاجی اپنے گھر والوں سے چار سو آدمیوں کی شفاعت کرے گا۔ روایہ البزازی

اور فرماتے ہیں رمضان میں عمرہ میرے ساتھ حج کے برابر ہے۔ روایہ الشیخان اور فرماتے ہیں جو بیت الحرام کے قصد سے اونٹ پر چڑھے اس کا اونٹ جو قدم اٹھائے اور رکھے اس پر حاجی کے لئے ایک نیکی لکھی جائے اور ایک برائی محو ہو اور ایک درجہ بلند ہو یہاں تک کہ جب کعبہ پہنچے اور طواف اور صفا مروہ میں سعی پھر حلق یا قصر کرے گناہوں سے ایسا نکل جائے جیسا روز ولادت تو آئے اب نئے سرے سے عمل شروع کرے۔ روایہ البیہقی اور فرماتے ہیں جو مکہ سے پیادہ حج کو جائے جب تک مکہ میں لوٹ کر آئے اللہ اس کے ہر قدم پر سات سو نیکیاں لکھے ہر نیکی مثل حرم کی نیکیوں کے عرض کیا گیا حرم کی نیکیاں کیسی فرمایا اس میں ہر نیکی پر لاکھ نیکیاں۔ روایہ ابن خزمیہ و الحاکم فی صحیحہما اور فرماتے ہیں حج و عمرہ کو آنے والے خدا کے مہمان ہیں اگر اسے پکاریں وہ جواب دے اور جو اس سے بخشش چاہیں مغفرت فرمائے۔ روایہ التسانی و ابن ماجہ اور فرماتے ہیں الہی بخش دے حاجی کو اور اسے جس کے لئے بخشش چاہے حاجی روایہ ابن خزمیہ و الحاکم اور فرماتے ہیں حج کی طرف جلدی کرو تمہیں کیا معلوم آگے کیا پیش آئے۔ روایہ الاصبہانی

اور فرماتے ہیں جسے حج کا ارادہ ہو وہ جلدی کرے روایہ ابوداؤد و الدارمی اور فرماتے ہیں جو بندہ یا کنیز مرضیات خدا میں کسی قدر خرچ سے بخل کرے اس قدر سے کئی حصہ زیادہ مال اس کا خدا کی خلاف مرضی میں صرف ہو جائے گا اور جو بندہ دنیا کی کسی حاجت کے لئے حج ترک کرے گا وہ اس حاجت کے پورا ہونے سے پہلے حاجیوں کو دیکھ لے گا کہ لوٹ کر آگئے یعنی اس نے سمجھا تھا حج کو جاؤں گا تو میرا کام رہ جائے گا اللہ نے سزا دی کہ حج ہو بھی چکا اور وہ کام ہنوز ویسا ہی پڑا ہے بمعناہ روایہ الاصبہانی اور فرماتے ہیں کعبہ کے لئے ایک زبان اور دو لب ہیں اس نے خدا سے شکایت کی تھی کہ میرے آنے والے اور میرے زائر کم ہو گئے حق سبحانہ نے فرمایا میں ان لوگوں کو پیدا کروں گا جو خاشع و ساجد ہوں گے اور تیری طرف ایسا شوق رکھیں گے جیسے کبوتر اپنے انڈوں کی طرف روایہ الطبرانی اور فرماتے ہیں داؤد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا الہی تیرے بندوں کا تجھ پر کیا ہے جب وہ تیرے گھر تیری زیارت کو آئیں فرمایا ہر مہمان کا میزبان پر حق ہے۔ اے داؤدان

کے لئے مجھ پر یہ ہے کہ میں انھیں دنیا میں عافیت بخشوں اور جب مجھ سے ملیں میں انہیں بخش دوں راہ الطہر انی ایضاً اور فرماتے ہیں جو حج یا عمرہ کے لئے نکلے اور مرجائے اس کے لئے قیامت تک حج و عمرہ کا ثواب لکھا جائے رواہ ابو یعلیٰ اور فرماتے ہیں اس سے کچھ تعرض نہ ہو اور حساب نہ لیا جائے رواہ الطہر انی والد ارقطنی والبیہقی و ابو یعلیٰ اور فرماتے ہیں یہ گھر اسلام کے ستونوں سے ایک ستون ہے جو اس کا حج یا عمرہ کرے وہ خدا کی ضمان میں ہے کہ اگر مرجائے تو اسے جنت میں داخل کرے اور جو گھر کو لوٹ آئے تو اجر و غنیمت کے ساتھ واپس کرے رواہ الطہر انی اور فرماتے ہیں جو راہ مکہ میں مرے جاتے خواہ لومٹے اس سے تعرض نہ ہو اور حساب نہ لیا جائے یا فرمایا بخش دیا جائے رواہ ابوالقاسم الاصبہانی اور فرماتے ہیں حج کا صرف مثل نفقہ جہاد کے ہے ساتھ سو گونہ تک رواہ احمد و الطہر انی والبیہقی اور فرماتے ہیں حاجی بھی محتاج نہ ہوگا رواہ الطہر انی والبیہقی اور فرماتے ہیں جو بندہ مسلمان دن بھر احرام باندھے رہے آفتاب اس کے گناہوں کو لے کر ڈوبے رواہ الترمذی اور فرماتے ہیں جب کوئی شخص لبیک یا تکبیر کہتا ہے ہمیشہ اسے جواب ملتا ہے کہ تجھے جنت کی بشارت ہو بمعناہ رواہ الطہر انی باسناد رجال الصحیح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد منیٰ میں حاضر تھا کہ ایک مرد انصاری اور ایک ثقفی حاضر خدمت ہوئے سلام کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم حضور سے دریافت کرنے آئے ہیں فرمایا اگر تم چاہو تو میں بتا دوں جو تم پوچھنے آئے ہو اور چاہو تو میں باز رہوں تم خود سوال کر لو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حضور ہمیں بتا دیں پھر ثقفی نے انصاری سے کہا پہلے تم پوچھو انصاری نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بتائیے فرمایا تو مجھ سے یہ دریافت کرنے آیا ہے کہ جب تو اپنے گھر سے بقصد بیت الحرام نکلے تو تیرے لئے کیا ثواب ہے اور طواف کے بعد دونوں رکعتوں میں تیرے لئے کیا ہے اور صفا و مروہ میں سعی پر تیرے لئے کیا ہے اور شام عرفہ کے وقوف میں تیرے لئے کیا ہے اور رمی جمار میں تیرے لئے کیا ہے اور ذبح قربانی میں تیرے لئے کیا ہے اور طواف و داع میں تیرے لئے کیا اجر ہے عرض کیا قسم اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا میں یہی باتیں استفسار کرنے آیا تھا قسم خدا کی جو میرے دل میں

تھا حضرت نے سب بیان کر دیا فرمایا پس جب تو اپنے گھر سے بقصد بیت الحرام نکلے تو تیری اونٹنی جو قدم رکھے گی اور جو اٹھائے گی اس پر تیرے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی اور ایک برائی محو ہوگی اور طواف کے بعد دو رکعتیں ایسی ہیں جیسے اولاد اسمعیل سے ایک غلام آزاد کیا اور صفا و مروہ کے پھیرے سات غلام آزاد کرنے کے برابر ہیں رہا شام عرفہ کا وقوف سو اس میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول رحمت فرماتا ہے اور ملائکہ کے ساتھ حجاج سے مہابات کرتا ہے۔

فرماتا ہے میرے بندے میرے پاس آئے بال اللّٰھ ہوئے پریشان کپڑے اور بدن گرد و غبار میں آئے ہر راہ دور دراز سے دوڑتے ہوئے میری جنت کی امید میں سو اگر ان کے گناہ ریگ دانوں اور مینہ کی بوندوں یا سمندر کے جھاگوں برابر ہوں تو میں نے انہیں بخش دیا کوچ کر دو میرے بندو اس حالت میں کہ تم بخشے گئے اور وہ بخشا گیا جس کی تم شفاعت کرو اور سنگریزہ پھینکنے میں تیرے لئے ہر کنکری پر ایک گناہ کبیرہ مہلک کا مننا ہے۔ اور قربانی تیری تیرے لئے تیرے واسطے تیرے رب کے پاس تیرے اس وقت کے لئے جمع ہے جب تو حد سے زیادہ اس کا محتاج ہوگا اور تیرے سر منڈانے میں ہر بال پر ایک نیکی ہے اور ایک برائی کا دور ہونا اور فرمایا جو بال تیرا زمین پر گرے گا روز قیامت تیرے لئے نور ہوگا اور ان سب کے بعد تیرا طواف بیت کرنا سو وہ اس حال پر ہوگا کہ تو بے گناہ محض ہے ایک فرشتہ آئے گا اور اپنا ہاتھ تیرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ کر کہے گا آئندہ سے عمل شروع کر کہ اگلے تو سب معاف ہوئے رواہ ابو یعلیٰ و الطہر انی وابن حبان والاصبہانی ولہ طرق عدیدۃ والحدیث حسن اور فرماتے ہیں جب حاجی پاک خرچ لے کر چلتا ہے اور رکاب میں اپنا پاؤں رکھ کر لبیک اللہم لبیک پکارتا ہے منادی آسمان سے اسے ندا دیتا ہے لبیک وسعدیک توشہ تیرا حلال اور سواری تیری حلال اور حج تیرا مبرور اور گناہ تجھ سے دور اور جو ناپاک خرچ لے کر چلتا ہے اور رکاب میں پاؤں رکھ کر لبیک پکارتا ہے منادی آسمان کہتا ہے لا لبیک ولا سعدیک توشہ تیرا حرام اور صرف تیرا حرام درج تیرا گناہ آلود اور تیرے منہ پر مردود رواہ الطہر انی والاصبہانی اور فرماتے ہیں جو بندہ مسلمان حج کے لئے

لیک کہتا ہے اس کے دہنے بائیں جو کچھ ہے زمین کے ختم و انتہا تک وہ سب اس کے لئے روز قیامت گواہی دیں گے رواہ رزیں اور فرماتے ہیں تبلیہ گو کے چپ و راست منہ جائے ارض تک جو پتھر یا پیڑ یا ڈھیلے ہوتے ہیں سب اس کے ساتھ لیک کہتے ہیں رواہ الترمذی و ابن ماجہ و البیہقی و ابن خزمیہ و الحاکم اور فرماتے ہیں حجر اسود رکن یمانی کا استلام گناہوں کو گھٹاتا ہے اور فرماتے ہیں جو سات پھیرے طواف کرے اور دو رکعت پڑھے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہو اور فرماتے ہیں حاجی جو قدم اٹھاتا یا رکھتا ہے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس برائیاں محو ہوتی ہیں اور دس درجے بلند کئے جاتے ہیں رواہ الامام احمد اور فرماتے ہیں رکن یمانی پر ستر ہزار فرشتے موکل ہیں جو اس کے پاس کہتا ہے۔

اللهم انی اسئلك العفو والعافیه فی الدنیا والاخرۃ ۞ ربنا

اتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرۃ حسنة و قنا عذاب النار۔

وہ آمین کہتے ہیں اور فرماتے ہیں جو حجر اسود کو ہاتھ لگاتا ہے گویا رحمن سے مصافحہ کرتا ہے رواہ ابن ماجہ اور فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر روز حاجیوں کے لئے ایک سو بیس رحمتیں اتارتا ہے ساتھ اہل طواف اور چالیس نمازیوں اور بیس کعبہ کی طرف نظر کرنے والوں کے لئے رواہ البیہقی باسناد حسن اور فرماتے ہیں جو خانہ کعبہ کا پچاس بار طواف کرے گناہوں سے جیسا پاک ہو جائے جیسا جس روز شکم مادر سے پیدا ہوا تھا رواہ الترمذی اور فرماتے ہیں جو سات پھیرے طواف کرے اور سوا سبحن اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ کے کچھ کلام نہ کرے۔ دس برائیاں اس کی محو ہوں اور دس نیکیاں اس کے لئے لکھی جائیں اور دس درجے اس کے بلند ہوں اور جو طواف کرتے ہیں باتیں کرے رحمت میں اپنے پاؤں سے خوض کرتا چلے جیسے کوئی پاؤں تک پانی میں چلتا ہے رواہ ابن ماجہ اور فرماتے ہیں اس پتھر کے پاس بہ نکوئی حاضر ہو کہ وہ روز قیامت شفاعت کرے گا اور اس کی دوزبائیں اور دولب ہوں گے اپنے چومنے والے کے لئے گواہی دے گا رواہ الطبرانی اور فرماتے ہیں رکن و مقام دو یا قوت ہیں جنت کے یا قوتوں سے اور اگر خدا ان کا نور محو نہ کر دیتا تو مشرق و مغرب کے درمیان سب روشن ہو

جاتا رواہ الترمذی و ابن حبان ایک بار حضور والا نے حجر اسود پر لب ہائے نور رکھ کر دیر تک گریہ فرمایا پھر منہ پھیر کر ملاحظہ کیا تو عمر بن الخطاب کو روتے پایا فرمایا اے عمر یہاں بیٹے جاتے ہیں اشک رواہ ابن ماجہ و خزمیہ و الحاکم اور فرماتے ہیں روز عرفہ حق سبحانہ و تعالیٰ حاجیوں سے فرشتوں کے ساتھ مباہات کرتا ہے فرماتا ہے میرے بندوں کو دیکھو میرے پاس آئے ثر و لیدہ موگر و آلود دھوپیں سہتے ہر راہ دور دراز سے میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا فرشتے عرض کرتے ہیں ان میں فلاں فلاں شخص کی نسبت گمان بد ہے فرماتا ہے میں نے تو ان سب کو بخش دیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی دن میں عرفہ سے زیادہ لوگ دوزخ سے آزاد نہیں ہوتے رواہ البیہقی اور فرماتے ہیں کسی دن شیطان روز عرفہ سے زیادہ ذلیل و حقیر و خوار و پر غیظ زیادہ نہ دیکھا گیا اور یہ بسبب اس کے ہے کہ رحمت الہی کا نزول اور خدا کا بڑے بڑے گناہوں سے تجاوز فرمانا مشاہدہ کرتا ہے مگر وہ جو روز بدر دیکھا گیا تھا جب اس نے جبرئیل کو دیکھا کہ ملائکہ کی صف آرائی کرتے ہیں رواہ الامام مالک و البیہقی اور فرماتے ہیں روز عرفہ حق تعالیٰ اہل عرفات پر فضل و کرم فرماتا ہے اور ان سے ملائکہ کے ساتھ مباہات کرتا ہے کہتا ہے میرے فرشتو میرے بندوں کو دیکھو اشعث اغیر ہر فح عمیق سے میری طرف سفر کرتے ہیں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس کی دعا سن لی اور ان کی رغبت کی شفاعت قبول فرمائی اور ان کے بدکاران کے نیکیوں کو عطا کر دیئے اور ان کے نیکیوں کو جو مانگا وہ دیا سوا حقوق العباد کے جو ان کے آپس میں ہے پھر جب لوگ کوچ کر کے مزدلفہ آتے ہیں اور مشعر الحرام میں وقوف کر کے پھر اللہ کی طرف رغبت اور اس سے طلب کرتے ہیں فرماتا ہے اے میرے ملائکہ میرے بندے ٹھہرے اور پھر انہوں نے رغبت و طلب شروع کی میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کی دعا مستجاب کی اور ان کی رغبت کی سفارش مانی اور ان کے بد نیکیوں کو دے ڈالے اور ان کے نیکیوں کو وہ دیا جو مانگا اور ان کے آپس کے حقوق میں نے اپنے ذمہ پراٹھا لئے رواہ ابو یعلیٰ شام عرفہ نبی ﷺ نے اپنی امت کے لئے دعا کی حکم ہوا ہم نے قبول فرمائی مگر ظالم کہ مظلوم کا بدلہ اس سے لوں گا عرض کیا اے رب میرے تو چاہے تو مظلوم کو جنت دیدے اور ظالم کو

معاف فرمادے اس وقت مقبول نہ ہوئی مزدلفہ میں وقت صبح حضور نے پھر دعا کا اعادہ کیا جو مانگتے تھے وہی ملا حضور والا نے تبسم فرمایا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما حاضر تھے عرض کیا ہمارے ماں باپ حضور پر قربان یہ وقت حضور کے ہنسنے کا نہ تھا کیا بات ہنسی کی ہوئی اللہ آپ کے دانتوں کو ہمیشہ ہنستار رکھے فرمایا خدا کے دشمن شیطان نے جب جانا کہ میری دعا قبول ہوگئی اور میری امت کی مغفرت ہوئی مٹی لے کر اپنے سر پر اڑانے اور واویلا و شور و پکار نے لگا مجھے اس کی اس بے قراری پر ہنسی آگئی رواہ ابن ماجہ و الترمذی عرفات میں قریب غروب آفتاب رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال کو حکم دیا لوگوں کو خاموش کریں جب سب چپ رہے فرمایا ابھی جبرئیل نے مجھے میرے رب کا سلام پہنچایا اور عرض کیا اللہ عز و جل فرماتا ہے ہم نے اہل عرفات و اہل مشعر حرام کو بخش دیا اور ان کے باہمی حقوق اپنے ذمے پر لئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ خاص ہمارے ہی لئے ہے فرمایا تمہارے لئے اور ان سب کے لئے جو تمہارے بعد قیامت تک آئیں عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی خیر کثیر و طیب ہے رواہ الامام عبد اللہ بن المبارک اور فرماتے ہیں یہ وہ دن ہے کہ جو اس دن اپنے کان، آنکھ زبان کو قابو میں رکھے بخش جائے رواہ الامام احمد و الطبرانی و ابی الدنیا و ابن خزمیہ و الترمذی و ابو الشیخ اور فرماتے ہیں جو مسلمان شام عرفہ موقف میں وقوف کرے پھر روبرقہ ہو کر لا الہ الا اللہ وحده لا شریک له له الملك وله الحمد وهو علی کل شئی قدید۔ سو بار کہے پھر سو بار قل ہو اللہ پڑھے پھر سو بار کہے:

اللہم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی

ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید و علینا معہم۔

حق سبحانہ و تعالیٰ فرمائے اے میرے فرشتو کیا جزا ہے میرے اس بندے کی کہ اس نے میری پاکی بیان کی اور میری تہلیل و تکبیر و تعظیم کی اور مجھے پہچانا اور مجھ پر ثنا کہی اور میرے نبی پر درود بھیجا اے میرے فرشتو گواہ رہو کہ میں نے اسے بخش دیا اور اس کی شفاعت اس کے حق میں قبول کی اور اگر میرا یہ بندہ مجھ سے مانگتا تو میں اس کی شفاعت تمام موقف کے حق میں قبول فرماتا رواہ الترمذی اور فرماتے ہیں بہتر دعا روز عرفہ کی دعا ہے

اور بہتر ان کلموں کا جو میں نے اور مجھ سے پہلے پیغمبروں نے کہے یہ ہے۔

لا الہ الا للہ وحده لا شریک له له الملك وله الحمد وهو

علی کل شئی قدید۔ رواہ الترمذی و اخرجه مالک الی

قوله لا شریک له۔

اور فرماتے ہیں حج و عمرہ والے خدا کے مہمان ہیں دیتا ہے انہیں جو مانگیں اور قبول فرماتا ہے جو دعا کریں اور عرض دیتا ہے جو صرف کریں ایک درہم کے بدلے دس لاکھ رواہ الترمذی اور فرماتے ہیں کوئی دن خدا کو اپنی عبادت کے لئے ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں سے زیادہ محبوب نہیں ان میں ہر روز کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر اور ہر شب کا قیام شب قدر کے قیام کے مثل رواہ الترمذی و ابن ماجہ و الترمذی اور فرماتے ہیں ہر عمل ان میں سات سو گونہ ہوتا ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہا جاتا تھا کہ ان دس دنوں کا ہر دن ہزاروں کے برابر ہے اور روز عرفہ دس ہزار کے مثل رواہ الترمذی و الاصبہانی حضور فرماتے ہیں۔ رمی جمار کا ثواب کوئی نہیں جانتا یہاں تک کہ روز قیامت حق تعالیٰ عطا فرمائے رواہ ابن حبان اور فرماتے ہیں رمی جمار روز قیامت تیرے لئے نور ہے رواہ المزہار ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ سنگریزے جو ہر سال پھینکے جاتے ہیں ہم ایسا گمان کرتے ہیں کہ کم ہو جاتے ہیں فرمایا جو مقبول ہوتا ہے اٹھالیا جاتا ہے اور ایسا نہ ہوتا تو تمہیں پہاڑ کے پہاڑ نظر آتے۔ رواہ الطبرانی و الحاکم ایک بار فرمایا الہی حج میں سر منڈانے والوں کو بخش دے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اور بال کترانے والوں کو فرمایا فرمایا الہی سر منڈانے والوں کو بخش دے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہر کترانے والوں کو فرمایا اور سر کترانے والوں کو رواہ الشیخان اور فرماتے ہیں حاجی کی دعا رد نہیں ہوتی جب تک لوٹے رواہ ابن الجوزی اور ایک روایت میں ہے جب تک اپنے گھر پہنچے رواہ الغزالی فی الاحیاء اسی واسطے سلف صالح کا وطیرہ تھا حاجیوں کا استقبال کرتے اور ان کی آنکھوں کے بچ میں بوسہ دیتے اور ان سے اپنے لئے دعا چاہتے اور فرماتے جب تو حاجی سے ملے اسے سلام کر اور مصافحہ کر اور اس سے کہ تیرے لئے استغفار کرے کہ وہ بخشا گیا ہے رواہ امام

احمد اور فرماتے ہیں اللہ نے اس گھر سے وعدہ کیا ہے ہر سال چھ لاکھ حجاج کا اگر کم ہوں ملائکہ سے ان کا عدد پورا کر دیں اور کعبہ روز قیامت اس طرح حشر کیا جائے گا جیسے دولہن کو دولہا گھر لے جاتے ہیں اور تمام حاجی اس کے پردوں سے لپٹے ہوئے اس کے گرد دوڑتے ہوں گے یہاں تک کہ کعبہ داخل جنت ہوگا اور اس کے ساتھ سب حاجی جائیں گے اور وارد ہوا طواف بکثرت کرو کہ وہ نہایت جلیل اور قابل رشک اعمال سے ہے جنہیں تم روز قیامت اپنے صحیفوں میں پاؤ گے اور فرماتے ہیں جو برہنہ پا برہنہ بدن سات پھیرے کعبہ کے گرد کرے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب پائے اور جو مینہ برستے میں ایسا کرے اس کے سب گناہ گزشتہ بخشے جائیں اور دالثلثہ الامام حجۃ الاسلام مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے سوال ہوا وقف پہاڑ پر کیوں ہوا اور حرم میں کیوں نہ ہوا فرمایا کعبہ خدا کا گھر ہے اور حرم اس کا دروازہ جب حاجی اس کے پاس مہمان ہو کر آئے انہیں دروازہ پر کھڑا کیا کہ وہاں الحاج وزاری کریں عرض کیا یا امیر المؤمنین پھر مشعر الحرام میں وقف کس غرض سے ہے فرمایا جب اس نے انہیں پہلے دروازہ میں آنے کی اجازت دی دوسرے آستانہ پر کہ مزدلفہ ہے کھڑا کیا جب یہاں ان کا تضرع طول کو پہنچا انہیں پرواگی دی کہ منیٰ میں قربانی کر کے ہم سے نزدیک ہوں جب یہاں انہوں نے اپنا میل کچیل اتارا اور قربانی سے فارغ ہوئے سب گناہوں سے پاک ہو گئے اب انہیں طاہر کر کے اپنی زیارت کی اجازت عطا فرمائی عرض کیا یا امیر المؤمنین پھر ایام تشریق میں روزے کیوں حرام ہوئے فرمایا یہ لوگ خدا کے زائر ہیں اور اس کے مہمان اور مہمان کو روا نہیں کہ بے پرواگی میزبان کے روزہ رکھے عرض کیا یا امیر المؤمنین پردہائے کعبہ سے لپٹنے میں کیا نکتہ ہے فرمایا وہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص کسی کا گناہگار ہو اس کے کپڑوں سے لپٹ جائے اور اس سے معذرت کرے اور رضا مندی کے لئے باتیں بنائے تاکہ اس کا گناہ بخش دے رواہ البیہقی امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حاجی مغفور ہے اور جس کے لئے حاجی ذوالحجہ و محرم و صفر اور ربیع الاول کی بیسویں تک استغفار کرے وہ مغفور ہے مجاہد وغیرہ علماء فرماتے ہیں جب حاجی مکہ معظمہ آتے ہیں ملائکہ ان کا استقبال ہیں پھر جو اونٹ پر سوار ہوتا ہے اسے سلام کرتے

ہیں اور جو گدھے پر ہوتا ہے اس سے مصافحہ اور پیادہ چلنے والوں کو گلے لگاتے ہیں اور مروی ہوا حق سبحانہ و تعالیٰ ہر شب اہل زمین پر نظر رحمت فرماتا ہے اور سب میں پہلے اہل حرم پر اور اہل حرم میں سب سے پہلے اہل مسجد حرام پر پس جسے طواف کرتا دیکھتا ہے اسے بخش دیتا ہے اور جسے نماز پڑھتا دیکھتا ہے اسے بخش دیتا ہے اور جسے کعبہ کی طرف منہ کئے ہوئے کھڑا دیکھتا ہے اسے بخش دیتا ہے اور دالثلث الامام الغزالی رحمہ اللہ جلالہ فرماتا ہے:

ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا ومن كفر فان الله غني عن العلمين۔

اللہ کے لئے ہے لوگوں پر حج اس گھر کا جو قدرت رکھتا ہو اس تک راہ چلنے کی اور جو انکار کرے تو خدا بے پرواہ ہے تمام جہان والوں سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جسے خدا توشہ اور ایسی سواری کا مالک کرے جو اسے خانہ خدا تک پہنچا دے اور وہ حج نہ کرے اس پر کچھ تفاوت نہیں یہودی ہو کر مرے خواہ نصرانی ہو کر اور یہ اس وجہ سے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے:

ولله على الناس حج البيت۔ الآیہ۔

خدا کے لئے ہے لوگوں پر اس گھر کا حج جو اس کی طرف راہ چل سکے اور جو کفر کرے تو خدا تمام جہان سے بے نیاز ہے رواہ الترمذی والبیہقی اور فرماتے ہیں جسے کوئی حاجت ظاہرہ یا بیماری یا بادشاہ ظالم نہ روکے اور وہ حج نہ کرے تو وہ چاہئے یہودی ہو کر مرے چاہئے نصرانی ہو کر رواہ البیہقی اور فرماتے ہیں حق تبارک و تقدس فرماتا ہے جس بندہ کا بدن میں صبح رکھوں اور اسے فراخ عیشی عطا کروں پانچ برس اس پر گزر جائیں اور میری مہمانی کو نہ آئے بیشک محروم ہے رواہ ابن حبان والبیہقی۔

حکایت

بعض اہل کشف نے روز عرفہ اہل بیت کو دیکھا کہ نہایت لاغر ہے اور رنگ زرد اور آنکھیں اشک بار اور کمر شکستہ پوچھا کیوں روتا ہے کہا اس سبب سے کہ حاجی خدا کی

طرف بے غرض تجارت آئے ہیں یعنی صرف مقصود ان کا اللہ عز و جل ہے میں کہتا ہوں انھوں نے خدا کا قصد کیا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ انھیں ناامید نہ پھیرے تو مجھے اس سے رسوائی ہو کہ تیرا بدن کس نے لاغر کر دیا کہ راہ خدا میں اسپان جہاد کی آواز نے اور جو میری راہ میں ہوتی تو مجھے پسند آتا دریافت کیا تیرا رنگ کیوں متغیر ہے کہا اس وجہ سے کہ اہل اسلام طاعت الہی پر ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور جو اس کی نافرمانی پر کرتے تو مجھے محبوب ہوتا کہ تیری پیٹھ کس نے توڑ دی کہا بندہ کی دعا نے کہ الہی میں تجھ سے خاتمہ کی بھلائی مانگتا ہوں میں کہتا ہوں ہائے خرابی یہ اپنے عمل پر کب اترائے گا مجھے ڈر ہے کہیں چرچ نہ گیا ہو یعنی سمجھ نہ لیا ہو کہ حسن عمل پر ناز حماقت ہے اعتبار خاتمہ کا ہے الہی میرا انجام بخیر کر آمین۔

حکایت

عارف باللہ علی بن موفق رحمۃ اللہ علیہ شب عرفہ منیٰ میں مسجد الخیف شریف میں سوتے تھے خواب میں دیکھا دو فرشتے سبز پوش آسمان سے اترے ایک ان ان کے سر ہانے کھڑا ہوا دوسرا پائنتی سر ہانے والے نے پائنتی والے کو آواز دی یا عبد اللہ اس نے جواب دیا لبیک یا عبد اللہ کہا تجھے معلوم ہے اس سال ہمارے رب عز و جل کے گھر کانتوں نے حج کیا کہا مجھے نہیں معلوم کہا چھ لاکھ نے تو جانتا ہے ان میں سے کتنوں کا حج قبول ہوا کہا نہیں کہا چھ کا یہ باتیں کر کے آسمان پر اڑتے ہوئے چلے گئے اور ان کی نگاہ سے غائب ہو گئے گھبرا کر ان کی آنکھ جو کھلی تو سخت مغموم و پریشان کہ جب چھ لاکھ سے صرف چھ کا حج قبول ہوا تو میں ان میں کہاں جب دسویں رات عرفہ سے کوچ کر کے مزدلفہ میں مشعر الحرام کے پاس ٹھہرے حجاج کو دیکھ دیکھ کر فکر کرتے جاتے تھے کہ اس قدر خلق کثیر اور ان میں صرف اتنے حج قبول اتنے میں نیند کا ان پر غلبہ ہوا سو رہے انہیں دو شخصوں کو دیکھا پھر آسمان سے اترے اور اسی طرح ان کے سر ہانے پائنتی کھڑے ہوئے اور ویسے ہی ایک نے دوسرے کو پکارا اور جواب دیا پھر کہا تجھے خبر ہے آج کی رات ہمارے رب نے کیا حکم دیا کہا نہیں کہا

اس نے ان چھ میں ہر ایک کو ایک ایک لاکھ بخش دیے اور ان کے طفیل ان کا حج قبول کیا علی کہتے ہیں میں بیدار ہوا تو مجھے ایسی خوشی تھی کہ بیان میں نہیں آتا۔

حکایت

انھیں علی بن موفق سے منقول ہے ایک سال میں نے حج کیا جب مناسک پورے کر چکا مجھے اس کا خیال آیا جس کا حج مقبول نہ ہوا ہو میں نے کہا الہی میں نے اپنے حج کا ثواب اسے بخش دیا جس کا حج تو نے قبول نہ کیا رات کو رب العزت جل جلالہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتا ہے اے علی تو میرے مقابلہ میں سخاوت کرتا ہے سو میں نے ہی بنائے ہیں۔ سخا اور سخاوت والے اور میں سب بڑے جو دو والوں سے بڑا جو دو والا اور سب بڑے کریموں سے بڑا کریم ہوں اور تمام جہان سے جو دو کرم سے زیادہ سزاوار ہوں میں نے جن جن کا حج قبول نہ کیا انہیں ان کو بخش دیا جن کا حج قبول فرمایا۔

حکایت

انہیں علی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کئی حج کئے شب کو حضور رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ ارشاد فرماتے کہ اے ابن موفق تو نے میری طرف سے حج کئے عرض کیا ہاں فرمایا اور میری طرف سے لبیک کہی عرض کیا ہاں فرمایا تو میں اس کا عوض تجھے روز قیامت دوں گا کہ لوگ حساب کی مصیبت میں ہوں گے اور میں تیرا ہاتھ پکڑ کر داخل جنت کروں گا۔

اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلی کل مقبول لدیہ
وعلینا معهم اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

فصل سوم: آداب سفر و مقدمات حج میں

جب توفیق الہی مساعت فرمائے اور عزم اس سفر سراپا ظفر کا مصمم ہو جائے ابتداءً قصد سے انتہائے رجوع تک ساٹھ باتوں کی رعایت کرے۔

اول: جس کا قرض آتا ہو یا کچھ امانت اپنے پاس ہو ادا کر دے اور جن کے مال ناحق لئے ہوں بشرط علم مستحقین انھیں واپس کر دے یا معاف کر لے ورنہ اس قدر مال فقرا کو دے دے۔

دوم: نماز روزہ وغیرہما جس قدر عبادتیں قضا ہوئی ہوں انہیں ادا کرے اور اپنی تقصیر پر نادم ہو اور پھر نہ کرنے پر عازم ہو جس کا تجھ پر قرض آتا ہے اس کے پاس جاتے شرماتا ہے خود رب العالمین کا مدیون اور اس کی بارگاہ کا قصد علاوہ بریں وہاں ثواب نوافل سے محرومی کا اندیشہ ہے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں احق وہ ہے جس پر فرائض باقی ہوں اور وہ نوافل سے اشتغال کرے۔

سوم: جس کے بے اجازت سفر مکروہ ہے اسے رضا مند کر لے ماں باپ کو اگر اس کی خدمت کی حاجت ہو اور کوئی سوا اس کے ان کا خادم نہ ہو تو سفر حج مکروہ ہے۔ ورنہ نہیں اسی طرح عورت اور وہ سب لوگ جن کا اس کے ذمہ نفقہ ہے انہیں بھی راضی کرے جس کا قرض دار ہو اگر ادائے قرض بالفعل نہ ہو سکے اس سے اجازت لے ورنہ کراہت ہے ماں باپ اگر نہ ہوں تو داد ادا دی نانا نانی ان کے قائم مقام ہیں باپ کو اختیار ہے کہ امر خوبصورت کو سفر بلکہ گھر کے باہر جانے سے منع کرے اور یہ تفصیلیں حج فرض میں ہیں حج نفل سے طاعت والدین مطلقاً افضل ہے کل ذالک فی حاشیۃ العلامة الطحاوی علی الدر المختار۔

چہارم: سفر حج میں خالص نیت اللہ تعالیٰ کے لئے رکھے ریا و سمعہ و فخر سے بچنا فرض عین ہے اور ریا کا ثواب کے عوض عذاب کا سزاوار اعوذ باللہ منہ ہاں اگر مقصود بالذات حج ہو اور اس کے ضمن میں تجارت بھی کرے تو کچھ گناہ نہیں۔

قال تعالیٰ لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم۔ مگر اس سے بھی خالی ہو تو نہایت احسن ہے۔

پنجم: عورت آزاد کو بے شوہر یا محرم عاقل بالغ کے تین شبانہ روز کا سفر حرام ہے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک دن کی راہ جانا بھی جائز نہیں اور اسی

پرفتویٰ ہے ہاں اگر کر لے گی تو حج ادا ہو جائے گا لیکن کراہت تحریمی کے ساتھ کما فی الدر المختار واللہ اعلم۔

ششم: نماز استخارہ کہ صحاح میں مروی ہے پڑھے اور سات بار تکرار احسن اور نہ ہو سکے تو اللہم خیر لی واختیر لی ولا تکن لی الیٰ اختیاری سات بار کہہ لے کہ یہ بھی حدیث میں وارد اور نماز کے قائم مقام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں فرزند آدم کی سعادت سے ہے خدا سے استخارہ کرنا اور اس کا ترک داخل شقاوت۔ توشہ مال حلال سے لے ورنہ قبول حج میں وقت ہے اور مستحسن ہے کہ زادا اپنی حاجت سے زیادہ لے تا کہ رفقا کی اعانت اور فقراء پر تصدق کرتا چلے کہ یہ حج میرور کی نشانی ہے۔

ہفتم: عازم حج اگر عالم ہے اور قدرت فہم کتب رکھتا ہے تو ضرور ہے کہ اپنے ساتھ ایک کتاب جس میں مسائل حج و زیارت تفصیل مذکور ہوں مثل مسلک متقط ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور ایک کتاب جامع جمیع ابواب مثل در مختار مگر معہ حاشیہ شامی ورنہ طحاوی ساتھ لے لے جس نے سفر بحر و بر کیا ہے وہ جانتا ہے کہ بسا اوقات ایسے حوادث پیش آتے ہیں کہ جن کا حکم اسے محفوظ نہیں نہ وہاں کوئی عالم ہے جس کی طرف رجوع کرے تو اس صاحب کتب سے چارہ نہیں اور جو خود عالم نہیں تو جہد کرے کہ کسی عالم متدین کا ساتھ مل جائے جو حوادث واقعہ کا حکم اپنے حفظ سے بتا سکے یا کتابیں اس کے پاس ہوں اور یہ بھی نہ ہو سکے تو کسی عالم صاحب دین و دیانت سے مسائل ضروریہ کثیر الدور متعلق بسفر حج و زیارت وغیرہ ضروریات کے احکام زبان سلیس میں بے تکثیر ذکر خلاف و دلائل لکھوا لے یا کوئی رسالہ سرب الفہم ایسا مل جائے تو اسے علماء کو ملاحظہ کرا کر ساتھ لے لے۔

نہم: اپنے ساتھ آئینہ اور سرمہ اور کنگھا اور مسواک بھی رکھے کہ یہ چیزیں رسول اللہ

اور محمد اللہ تعالیٰ یہ رسالہ مبارکہ تمامہات کذا یہ کو کافی اور اصلاح قلب و قالب کے لیے دانی ہے جس کے ساتھ یہ ہے کسی رہبر و معلم کی حاجت نہیں۔ ۱۲ مولوی احمد رضا خاں سلمہ اللہ۔

ﷺ سے سفر و حضر میں جدا نہ ہوتی تھیں۔

دہم: تنہا سفر نہ کرے کہ منظور و منظور ہے بلکہ رفیق تلاش کرے مگر ایسا جو امور دین میں مددگار ہو جب بھول جائے تو یاد دلادے اور یاد ہو تو اعانت کرے اور رفیق کا اجنبی ہونا بہتر کہ رشتہ داروں میں قطع رحم کا اندیشہ ہے اور بیشک ابنائے زمانہ میں شرکت کا انجام نزاع و جدال کی طرف ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں بہتر رفیقوں کے چار ہیں۔

یازدہم: فرماتے ہیں جب تین آدمی سفر کو جائیں اپنے میں ایک کو سردار بنائیں سلف صالح ایسا ہی کرتے اور اس کی نسبت کہتے یہ وہ امیر ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے سردار کیا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جب ہر ایک خود سر ہوگا آرام میں اختلاف پڑے گا اور وہ موجب فساد مصالح ہوگا اور سردار ایسے کو کرنا چاہیے جو سب میں زیادہ حسن الخلق ہو اور رفقا کے آرام کو اپنی آسائش پر ترجیح دے اور اپنے نفس کو ان کے لئے سپرد بنائے ورنہ وہ قابل امارت کب ہے عبد اللہ مروزی اور ابوعلی رباطی کا ایک سفر میں ساتھ ہوا عبد اللہ نے کہا اس شرط پر کہ یا میں سردار ہوں یا تم ابوعلی نے کہا بلکہ تمہیں امیر ہو پس ہمیشہ عبد اللہ اپنا اور ابوعلی کا اسباب اپنی ہی پیٹھ پر لادتے ایک رات مینہ برسنا شب بھر ابوعلی کے سر پر چادر تانے کھڑے رہے کہ مینہ کی تکلیف نہ ہو جب ابوعلی کہتے خدا کو مان کر ایسا نہ کرو جواب دیتے کیا تم نے نہیں کہا تھا کہ سرداری میرے لئے مسلم ہے اب مجھ پر حکومت نہ کرو اور اپنی بات سے نہ پھر ابوعلی کہتے ہیں مجھے تمنا ہوئی کاش میں مر جاتا اور عبد اللہ سے یہ نہ کہتا کہ تم امیر ہو۔

دوازدهم: چلتے وقت سب اہل و اقارب و احباب سے ملے اور سب سے اپنا قصور معاف کرا لے اور ان پر بعد اس کے استعفا کے معاف کرنا اور دل صاف کر لینا لازم رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو معذرت قبول نہ کرے اس کا گناہ صاحب کس کے برابر ہے اور صاحب کس کی نسبت فرماتے ہیں وہ جنت میں نہ جائے گا اور

فرماتے ہیں جس کے پاس اس کا بھائی یعنی کوئی بندہ مسلمان معذرت لے کر آئے واجب ہے کہ قبول کر لے خواہ وہ حق پر ہو یا ناحق پر اگر ایسا نہ کرے گا تو حوض کوثر پر آنا نہ ملے گا۔

یزدہم: وقت رخصت سب سے دعا لے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اللہ ان کی دعا میں اس کے لئے برکت کرے گا یہ ان سے کہے۔

استودع الله دينكم وامانكم وخواتيم اعمالكم۔
اور وہ دعا میں کہیں:

في حفظ الله وكنفه رودك الله التقوى وغفر ذنبك
ووجهتك للخير حيث توجهت۔
کہ سب حدیث میں وارد ہے۔

چہار دہم: ان سب کے دین و ایمان و جان و مال و تندرستی و عافیت کو سپرد بھی قیوم کرے رسول اللہ ﷺ لقمان حکیم سے نقل فرماتے ہیں جو چیز خدا کو سپرد کی جاتی ہے اللہ اس کی نگہبانی فرماتا ہے اور حدیث میں وقت و داع یہ دعا بھی وارد:

استودعك الله الذي لا تضيع ودائعه۔

پانزدہم: خدا کو سوچنے میں کسی کی تخصیص نہ کرے۔ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص اپنے بیٹے کے ساتھ آیا امیر المؤمنین نے فرمایا میں نے کسی کی صورت ایسی ملتی نہ دیکھی جیسی اس کی تجھ سے۔ اس نے عرض کیا یا امیر المؤمنین میں اس کا قصہ حضرت سے کروں میں سفر کو جانے لگا اور یہ لڑکا اپنی ماں کے پیٹ میں تھا وہ بولی تو ایسے وقت میں مجھے چھوڑے جاتا ہے میں نے کہا میں اسے جو تیرے پیٹ میں ہے خدا کے سپرد کرتا ہوں جب سفر سے لوٹ کر آیا وہ مر چکی تھی ہم بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ اس کی قبر پر آگ معلوم ہوئی میں نے لوگوں سے کہا یہ آگ کیسی ہے بولے فلاں عورت کی قبر سے ہمارے شب اسے دیکھتے ہیں۔ میں نے کہا خدا کی قسم وہ تو بیشک بڑی روزہ دار و شب بیدار تھی پس میں نے پھاڑا لے کر قبر

کھودی دیکھا چراغ جل رہا ہے اور لڑکا گھٹنوں چل رہا ہے مجھ سے کسی نے کہا یہ تیری امانت ہے اور جو تو اس کی ماں کو بھی سپرد کر جاتا تو اسے بھی پاتا۔
شانزدہم: گھر سے نکلے وقت لباس سفر پہن کر چار رکعتیں سورہ فاتحہ و اخلاص کے ساتھ پڑھے پھر کہے:

اللهم انی اتقرب بھن الیک فاخلفنی بھن فی اھلی و مالی۔

حدیث میں فرمایا: بندہ اپنے بعد اپنے گھر میں کوئی نائب ان رکعتوں سے زیادہ خدا کو پیار نہیں چھوڑتا اور جب تک لوٹ کر آئے گا یہ رکعتیں اس کے اہل و مال کی نگہبان اور گھر کے گرد محافظ رہیں گی۔

ہفدہم: سفر صبح پنج شنبہ یا شنبہ بہتر ہے رسول اللہ ﷺ کا اکثر سفر روز پنجشنبہ ہوتا اور حضور دعا کرتے ہیں الہی میری امت کے لئے جمعرات کے دن میں برکت رکھ اور ایک بار دعا فرمائی الہی میری امت کے لئے صبح شنبہ میں برکت رکھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے جب تجھے کسی سے کوئی حاجت ہو دن کو طلب کر اور شب کو نہ کر اور صبح کو طلب کر کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا الہی میری امت کے لئے ان صبحوں میں برکت رکھ اور روز دو شنبہ بھی مستحسن ہے وراہل جمعہ کو سفر جمعہ قبل از جمعہ نامبارک

بیحدہم: جب دروازہ پر آئے کہے:

بسم اللہ وباللہ وتوکلت علی اللہ ولا حول ولا قوۃ الا

باللہ اللهم انی اعوذ بک من ان ازل او ازل او اضل

او اضل او اظلم او اظلم او اجھل او اجھل عکی۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جب تک لوٹ کر آئے گا شیطان و مکر وہات سے

پناہ میں رہے گا۔ او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم۔

نوزدہم: سب سے رخصت ہونے کے بعد اپنی مسجد محلہ کو دو رکعت نفل سے بشرطیکہ وقت

کراہت نہ ہو واداع کرے رسول اللہ ﷺ کی یہی عادت تھی۔

بسم: جب چلے کہے:

اللھم بک اصول و بک احوال و بک اسیر۔

اور کہے: اللهم انا نسئلك فی سفرنا هذا البر والتقوی

ومن العمل ما ترضی اللھم ہون علینا سفرنا هذا

واطوعنا بعدہ اللھم انت الصاحب فی السفر و الخلیفۃ

فی الاہل اللهم انی اعوذ بک من وعشاء السفر فکابۃ

المنظر و سوء المنقلب فی المال و الاہل و الولد۔

اور کہے: اللهم انی اعوذ بک من الحور بعد الکور و دعوة

المظلوم و سوء المنظر فی الاہل و المال۔

اور کہے: اللهم بلاغا یبلغ خیرا و مغفرة منك و رضوانا

بیدک الخیر ط انک علی کل شئی قدید۔

کہ سب احادیث سے ثابت ہے۔

بست وکیم: رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے جبیر کیا تو دوست رکھتا ہے کہ جب تو سفر کو جائے تو اپنے سب ہمراہیوں سے حسن ہیئت و کثرت زاد و توشہ میں زائد ہو عرض کیا ہاں میرے ماں باپ حضور ﷺ پر قربان ارشاد کیا تو یہ پانچ سورتیں پڑھ۔ قل یا یحیا الکفر و ان اور اذا جاء نصر اللہ اور قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔ ہر سورۃ کو بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کر اور اخیر میں بھی بسم اللہ پر قرأت ختم کر۔ جبیر فرماتے ہیں اور میں غنی تو نگر تھا مگر سفر کو جاتا تو سب سے بد حال و کم زاد رہتا جب سے رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ تعلیم فرمایا اور میں پڑھا کرتا ہمیشہ سب سے بہتر حال اور کثیر الزاد رہتا یہاں تک کہ اپنے سفر سے واپس آتا۔

بست و دوم: بعض علماء سے منقول ہے جو سفر کو جائے دروازہ سے نکل کر آیت ان الذی

فرض علیک القرآن لردک الیٰ معاد۔ کی تلاوت کرے مجرب ہے کہ اس

سفر سے بخیر وعافیت لوٹ کر آنا نصیب ہو۔

بست وسوم: اک بار سید المرسلین ﷺ سواری پر سوار ہوئے جب ٹھیک بیٹھ گئے تین بار فرمایا اللہ اکبر اور تین بار الحمد للہ اور تین بار سبحان اللہ اور ایک بار لا الہ الا اللہ پھر خندہ فرمایا پھر ارشاد کیا جو شخص سواری پر سوار ہو کر ایسا ہی کرتا ہے جیسا میں نے کیا اللہ جل جلالہ اس کی طرف منہ کرتا اور اس سے ہنستا ہے یعنی اس پر اپنی رحمت نازل فرماتا اور اس سے راضی ہوتا ہے۔ رواہ احمد اور ابوداؤد و ترمذی نسائی کی روایت سے ہے جب رکاب میں پاؤں رکھے بسم اللہ کہے جب ٹھیک بیٹھے کہے:

الحمد لله سبحن الذي سخر لنا هذا وما كنا له مقرنين۔
وانا الي ربنا لمنقلبون۔ الحمد لله الحمد لله الحمد لله
الله اكبر الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله سبحنك اني
ظلمت نفسي فاغفر لي فانه لا يغفر الذنوب الا انت۔
اور وہی دعائے سابق پڑھے:

اللهم انا نسلک فی سفرنا هذا الى آخره۔

رواہ مسلم اور ترمذی نسائی کی حدیث سے ہے جب سوار ہوا نگلی اپنی دراز کرے یعنی انگشت شہادت اٹھا کر کہے:

اللهم انت الصاحب نى السفرا والخليفة نى الاهل اللهم
اصبحنا بنصحك واقبلنا بدمعة اللهم ازولنا الارض وهون علينا
السفر اللهم انى اعوذ بك من وعناء السفر فكابة المنقلب۔
بالجملہ مقصود شارح یہ ہے کہ کسی وقت یا د خدا سے غافل نہ رہے اور یہاں ریل
قائم مقام دابہ کے ہے۔

بست وچہارم: جب راہ میں چڑھائی آئے اس پر چڑھتے وقت کہے:

اللهم لك الشرف على كل شرف ولك الحمد على كل حال۔

بست و پنجم: بخاری کی روایت میں ہے چڑھتے تکبیر کہے اور اترتے تسبیح شاید اس میں نکتہ یہ

ہے کہ جب بلندی پر چڑھا رفعت و جلال الہی یاد آیا تکبیر بجالایا اور جب اترنا مخلوق کا تغیر احوال اور ان کی رفعتوں کا زوال اور جناب الہی کا تغیر و حدوث سے پاک ہونا یاد کر کے تسبیح کی۔

بست و ششم: جب منزل میں اترے کہے:

اعوذ بكلمت الله التامات من شر ما خلق۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جب تک وہاں سے کوچ کرے گا کوئی ضرر اسے نہ پہنچے گا۔

بست و ہفتم: جب رات ہو کہے:

يا رضى ربى وربك الله اعوذ بالله من شرك وشر ما خلق
فيك وشر ما يدب عليك واعوذ بالله من اسد و اسود
ومن الحية والعقرب ومن شر ساكنى البلد ومن شر الارواح والولد۔
بست و ہشتم: جب صبح ہو کہے:

سمع سامع بحمد الله ونعمته وحسن بلائه فينا ربنا
صاحبنا وافضل علينا عائذا بالله من النار۔

بست و نہم: جب کوئی شہر نظر آئے جس میں جانا چاہتا ہے کہے:

اللهم رب السموت السبع وما اظللن ورب الارضين
السبع وما اقللن ورب الشياطين وما اضللن رب الرياح
وما ذرين فانا نسئلك خير هذه القرية وخير اهلها وخير
ما فيها ونعوذ بك من شرها وشر اهلها وشر ما فيها۔
جب اس میں داخل ہو کہے:

اللهم بارك لنا فيها اللهم بارك لنا فيها اللهم بارك لنا فيها
اللهم ارزقنا جناها وحبينا الى اهلها وحب صالحى
اهلها الينا۔

اور جب اس شہر میں داخل ہو جس میں اقامت چاہتا ہے جیسے سفر حج میں مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ زادہما اللہ شرفاً و تکریماً کہے:

اللهم اجعل لنا بها قراراً وارزقنا بها حلالاً۔

سی وکیم: جس شہر میں جائے اگر وہاں قدرے اقامت کرے تو اپنی اوقات مثل ابنائے زماں کے سیر کوے و بازار و باغ و عمارات میں ضائع نہ کرے بلکہ وہاں کے علمائے دین و فقراء صالحین کے احیاء و اموت کو تلاش کرے اور ان کے زندوں کی خدمت میں اور گزشتوں کے مزارات پر بادب و اجلال مناسب حاضر ہو اور استفادہ میں جہد کرے اور ان کے ارشادات کو دستور العمل بنائے اور ان سے ملنے میں نیت استفادہ و اصلاح نفس ہو نہ یہ کہ جب گھر جائیں گے تو دوستوں سے کہیں گے ہم فلاں فلاں علماء و مشائخ سے ملے یا لوگ ہم سے دریافت کریں گے تم اس شہر میں گئے وہاں فلاں عالم یا ولی سے بھی ملے تو خفت ہوگی اور اعذار بار دہ یا کا ذبہ کرنا پڑیں گے۔

سی و دوم: جس عالم کی خدمت میں جائے اگر وہ مکان میں ہو آواز نہ دے باہر آنے کا منتظر رہے جب نکلے باادب تسلیم بجالائے اور اس کے حضور بے ضرورت کلام نہ کرے اگر وہ خود کچھ دریافت کرے بقدر حاجت جواب دے اور اس سے کوئی مسئلہ بے اجازت لیے نہ پوچھے اور امتحان علم علماء یا تصوف و کرامات فقراء کا ہرگز قصد نہ کرے کہ باعث خبیث و خسران اور خبث باطن کا نشان ہے اگر ان کا کوئی فعل اپنی نظر میں خلاف شرع معلوم ہو اعتراض نہ کرے بلکہ محمل حسن پر اتار لائے اور نہ ہو سکے تو سکوت کرے حکم شرعی ہے کہ اگر نماز کا وقت جاتا ہو اور معلوم ہو کہ عالم نے ابھی نماز نہیں پڑھی جاہل کو جائز نہیں کہ اسے نماز کا حکم کرے البتہ مؤذن کو اطلاع کی اجازت ہے اور مراد اس سے عالم دین ہے گو بے عمل ہو رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اس کی مثال مثل چراغ کے ہے کہ خود جلتا اور تجھے روشنی پہنچاتا ہے نہ اہل بدعت و اہوا کہ جہل مرکب جہل بسیط سے بدتر ہے۔

سی و سوم: سفر میں تہیہ و جمع سامان عشرت میں مشغول نہ ہو کہ اس سے برکت سفر جاتی رہتی ہے۔ سی و چہارم: جب تنہائی یا غربت باعث وحشت ہو ذکر الہی کی طرف رجوع کرے اور کہے:

سبحن الملک القدوس رب الملئکة والروح جللت السموت بالعزة والجبرت۔

اور شعر و غزل بیہودہ سے دل نہ بہلائے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو سوار اپنی سیر میں ذکر الہی کے ساتھ خلوت کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتے کو اس کا ردیف فرماتا ہے اور جو شعر و غیرہ کے ساتھ تنہائی کرتا ہے تو شیطان کو اس کا ہم نشین بناتا ہے۔ سی و پنجم: گھنٹہ اور کتا قافلہ کے ساتھ نہ رکھیں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ملائکہ اس قافلہ کا ساتھ نہیں دیتے۔

سی و ششم: رات کو زیادہ چلے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا حکم فرمایا اور ارشاد کیا رات کو زمین لیٹی جاتی ہے۔

سی و ہفتم: فرماتے ہیں جب رات کو اتر و توراہ سے بچ کر ٹھہرو کہ وہ چوپاؤں کا راستہ ہے اور شب کو سانپ وغیرہ ہوام اور درندے وہاں آکر ٹھہرتے ہیں۔

سی و ہشتم: راستوں پر بول و براز سے منع فرماتے ہیں کہ وہ باعث لعنت ہے۔ یعنی اگر اس کے بعد کوئی گزرا اور اس کا پاؤں یا کپڑا خراب ہو گیا وہ اس پر لعنت کرے گا اور برا کہے گا۔

سی و نهم: جب منزل میں اتریں پریشان نہ ہو جائیں بلکہ ایک جگہ ٹھہریں کہ اس میں وزدان و درندگان سے امن ہے اور جماعت موجب برکت رسول اللہ ﷺ نے متفرق ٹھہرنے کو شیطان کی طرف سے فرمایا۔

چہلم: اگر جانور سواری کا پاؤں پھسلے بسم اللہ کہے اور اس وقت شیطان کے سب و شتم سے باز رہے بعض لوگوں کی عادت ہے جب کوئی کام بگڑ جاتا ہے شیطان کو برا بھلا کہنے لگتے ہیں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اس سے شیطان اپنے دل میں نہایت تکبر کرتا اور پھول کر ایک مکان کے برابر ہو جاتا ہے اور کہتا ہے میں نے

اسے اپنی قوت سے پچھاڑا یعنی یہ اپنے اس گرجانے کو میرا کام سمجھا جب تو مجھے برا کہتا ہے اور جو بسم اللہ کہے تو سمٹ کر ایک مکھی کے برابر ہو جاتا ہے۔ اور اپنے آپ کو ذلیل و خوار سمجھتا ہے۔

چہل و یکم: سفر میں اپنے لئے اور اپنے اہل و اقارب و احباب و کافہ مسلمین و مسلمات کے واسطے دعا سے غافل نہ رہے علی الخصوص سفر حج و زیارت مدینہ طیبہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ تین آدمیوں کا خدا پر حق ہے کہ ان کی کوئی دعا رد نہ کرے۔ ایک روزہ دار جب تک افطار کرے اور ایک ستم رسیدہ جب تک اسے بدلائل جائے اور ایک مسافر جب تک گھر لوٹ کر آئے اور فرماتے ہیں جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے لئے اس کے پیٹھ پیچھے دعا کرے اس میں اور حق سبحانہ و تعالیٰ میں کوئی حجاب حائل نہیں اور فرماتے ہیں غائب کی دعا غائب کے لئے سب دعاؤں سے زیادہ جلد مقبول ہوتی ہے اور فرماتے ہیں جو اپنے بھائی کے لئے پیٹھ پیچھے دعا کرے فرشتے کہتے ہیں آمین اور تجھے بھی ایسا ہی ملے۔

چہل و دوم: جب دریا میں سوار ہو کہے بسم اللہ مجربھا و مرسھا ان ربی لغفور رحیم۔ و ما قدرہ اللہ حق قدرہ و الارض جمیعاً قبضۃ یوم القیمۃ و السموات مطویات بیمینہ سبحانہ و تعالیٰ عمایشرکون۔ طبرانی ابی یعلیٰ ابن السنی کی احادیث سے ثابت کہ یہ ڈوبنے سے امان ہے۔

چہل و سوم: اگر جنگل میں جانور چھوٹ جائے باواز بلند پکارے:

اعینوا عباد اللہ رحمکم اللہ۔

کہ رجال الغیب اس کی مدد فرماتے ہیں۔

چہل و چہارم: اگر دور رہا آئے اور راہ نہ معلوم ہو نہ کسی واقف کار سے دریافت کر سکے دہنے ہاتھ کی راہ لے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اس راستہ پر ایک فرشتہ ہوتا ہے جس کا نام ہادی ہے وہ منزل مقصود کو پہنچا دے گا۔

چہل و پنجم: اگر کسی مشکل میں مدد کی حاجت ہو تین بار کہے:

یا عباد اللہ اعینونی، یا عباد اللہ اعینونی، یا عباد اللہ اعینونی۔

حصن حصین شریف میں معجم کبیر طبرانی سے منقول کہ یہ امر مجرب و آزمودہ ہے۔ چہل و ششم: اگر کہیں آب و غذا نہ ملنے کا اندیشہ ہو اسم یا صمد ایک سو چونتیس بار روزانہ ورد رکھے آفت جوع و عطش سے محفوظ رہے گا۔

چہل و ہفتم: اگر کسی دشمن یا رہزن وغیرہ کا خوف۔ لا یلف قریب پڑھے کہ ہر بلا سے امان ہے۔

چہل و ہشتم: اگر درندہ سامنے آئے یا کوئی عدو قوی درود شریف کی تکثیر کرے اور کہے:

بسم اللہ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ حسبی اللہ توکلت علی اللہ ماشاء اللہ لا یاتی بالخیرات الا اللہ ماشاء اللہ لا یصرف السوء الا اللہ حسبی اللہ و کفی سمع اللہ لمن دعا لیس وراء اللہ منتہی ولا دون اللہ ملجاء کتب اللہ لا غلبن انا و رسلی ان اللہ قوی عزیز۔ تحصنت باللہ العظیم و استصنت بالحی الذی لا یموت اللہم احمر سنا بعینک التی لا تنام و اکفنا برکنک الذی لا یرام اللہم ارحمنا بقدر تک علینا فلا تہلک و انت ثقتنا و رجاءنا اللہم اعطف علینا قلوب عبادک و امانک برافۃ و رحمۃ ط انک انت ارحم الراحمین۔

اور آیت الکرسی شریف کا ورد خصوصاً سوتے وقت ضرور رکھے کہ وزد و شیطان

سے امان ہے۔

چہل و نہم: اولیائے کرام سے منقول ہے اگر کوئی چیز سفر خواہ حضر میں گم ہو جائے کہے:

یا جامع الناس لیوم لا ریب فیہ ان اللہ لا یخلف المیعاد

اجمع بینی و بین الشئی الفلانی

اور الشئی الفلانی کی جگہ اس چیز کا نام لے مجرب ہے کہ مل جائے۔

پنجاہم: اونٹ وغیرہ جو سواری کرایہ کرے جس قدر اسباب اس پر بار کرنا ہو مالک سواری کو ذرہ ذرہ دکھا دے اور اس سے زیادہ اس کی بے اجازت کے بار نہ کرے۔ حضرت سیدنا عبداللہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ شتر کرایہ پر سوار تھے کسی نے کہا میرا یہ رقعہ فلاں شخص کو پہنچا دیجئے فرمایا جمال سے اجازت لے لوں کہ میں نے اس سے اس رقعہ کی شرط نہ لی تھی۔

پنجاہ ویکم: جانور کے ساتھ رفتی کرے اور اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ لادے اور بے سبب نہ مارے اور منہ پر مارنے سے احتراز کرے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے نبی فرمائی اور جانور پر ظلم کا فرضی پر ظلم سے زیادہ سخت ہے اور کا فرضی پر ظلم مسلمان پر ستم سے زیادہ شدید اور جانور پر حتی الوسع نہ سوئے کہ اس سے بوجھ اس پر زیادہ پڑتا ہے اور اگر کسی سے باتیں کرنے یا اور کسی کام کو کچھ دیر تک کھڑا ہونا منظور ہو سواری سے اترے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے اپنے چوپاؤں کی پیٹھوں کو کرسیاں نہ بنا لو۔

پنجاہ وودوم: صبح و شام سواری پر سے اتر کر کچھ دور پیادہ چل لیا کرے کہ اس میں کئی فائدے ہیں اول تو جانور کو آرام دینا رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ہر جگر تر و تازہ میں اجر ہے یعنی ہر جاندار کے ساتھ رفتی و احسان پر ثواب پائے گا دوسرے جمال کا دل خوش کرنا رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں تیرا اپنے بھائی مسلمان کو خوش کرنا موجبات مغفرت سے ہے اور فرماتے ہیں سب اعمال سے زیادہ پیارا خدا کو بعد فرائض کے مسلمان کو خوش کرنا ہے اور فرماتے ہیں جو مسلمانوں کے کسی گھر پر سرور داخل کرے اللہ اس کے لئے سوا جنت کے کوئی ثواب پسند نہ فرمائے اور فرماتے ہیں جو اپنے بھائی مسلمان سے اس کی مرغوب بات سے ملے تا کہ اسے فرحتاں کرے اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت سرور فرمائے اور فرماتے ہیں جو کسی مسلمان پر خوشی داخل کرے اللہ اس سرور سے ایک فرشتہ بنائے کہ خدا کی

عبادت و توحید کرتا رہے جب وہ بندہ قبر میں جائے یہ سرور اس کے پاس آئے اور اس سے کہے تو مجھے نہیں پہچانتا وہ جواب دے تو کون ہے کہے میں وہ سرور ہوں جو تو نے فلاں شخص پر داخل کیا تھا آج میں تیری وحشت میں تیرا دل بہلاؤں گا اور تجھے تیری حجت سکھاؤں گا اور تجھے قول ثابت پر ثابت رکھوں گا یعنی جواب سوال نکیر بن بتاؤں گا۔ اور تمام مشاہد محشر میں تیرے ساتھ رہوں گا اور تیرے رب کے پاس تیری شفاعت کروں گا اور تجھے تیرا گھر جنت میں دکھاؤں گا رواہ ابن ابی الدنیا و ابوالشیخ تیسرے بدن کی ریاضت اور تحلیل رطوبات فضلیہ پر اعانت اور ہضم طعام کی جودت اور سستی اعصاب سے کہ بسبب طول رکوب کے عارض ہوتی ہے پنجا۔

پنجاہ وسوم: جمالیین عرب سے کہ بدوی ہوتے ہیں اور اکثر بوجہ عدم ممارست علوم و قلت مجالست علما اور نیز شجاعت جبلیہ خلقیہ کے گو نہ تیز مزاج و زود رنج ہوتے ہیں بغایت نرمی و ملاطفت پیش آئے اور اس امر کو اپنے اوپر اہم و واجبات سے جانے اگر وہ احسان کریں منت سمجھے اور دوسری صورت میں درگزر رے اور ظاہر و باطن میں ان سے مطلق کدورت نہ رکھے اور انھیں اپنے بلاد کے کرایہ والوں پر قیاس نہ کرے اور بسبب کرایہ جمال کے اپنا زبردست نہ جانے بلکہ ہر وقت اپنا مخدوم و مکرم و معظم خیال کرے اور ہمسائیگی خدا اور رسول کو حقیر نہ جانے اکابر علما متفق اللسان تصریح فرماتے ہیں کہ اہل عرب کی تعظیم واجبات سے ہے اور ان پر طعن و تشنیع ناروا اگرچہ صریح فسق و فجور بلکہ بدعت و بد مذہبی ان سے مشاہدہ کرے کہ ان باتوں سے شرف جوار ملک جبار سیدالابرار جل جلالہ و صلے اللہ علیہ وسلم زائل نہیں ہوتا اور تو کیا جانتا ہے کہ اللہ نے ان میں کیا دیکھ لیا ہے کہ انہیں اپنے اور اپنے حبیب کے سایہ میں جگہ بخشی ہے اور تجھے صد ہا مرحل دور پھینک دیا ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اہل عرب کو تین وجہ سے دوست رکھو ایک تو میں عربی ہوں دوسرے قرآن عربی تیسرے اہل جنت کی زبان عربی اور فرماتے

ہیں سن لو جو اہل عرب کو دوست رکھتا ہے وہ میری محبت کے سبب انہیں دوست رکھتا ہے اور جو اہل عرب کو دشمن رکھتا ہے وہ میرے بغض کے باعث ان سے عداوت رکھتا ہے رواہ الطبری اور فرماتے ہیں جو میری عزت اور انصار اور اہل عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین سبب میں سے ایک وجہ سے ہے یا تو منافق ہے یا ولد الزنا یا حیض کا نطفہ اخرجہ ابوالشیخ والدیلی اور فرماتے ہیں جو میرے ہمسایوں کی حفظ حرمت کرے میں روز قیامت اس کا گواہ و شفیع ہوں اور جو ان کا حق نگاہ نہ رکھے دوزخیوں کا خون اور پیپ اسے پلایا جائے نعوذ باللہ منہ اور حدیث صحیح میں ہے جو اہل مدینہ سے برائی کا ارادہ کرے گا اللہ اسے آگ میں ایسا گلا دے گا جیسے رنگ یا نمک پانی میں رواہ مسلم اور دعا فرماتے ہیں الہی جو میرے اور میرے شہر والوں کے ساتھ بدی کا ارادہ کرے اسے جلد تباہ کر دے اور فرماتے ہیں جو اہل مدینہ کو ناحق ڈرائے اللہ اسے ڈرائے اور اس پر اللہ اور اس کے فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہو رواہ النسائی اور فرمایا اس کا کوئی فرض و نفل قبول نہ ہو اے عزیز عاشق کو محبوب کی گلی کا کتابھی محبوب ہوتا ہے اگر تجھے محبت خدا اور رسول کا دعویٰ ہے ان کے ہمسایوں کے زیر قدم آنکھیں بچھا اور اگر ان سے کچھ ایذا پہنچے اپنی سعادت جان لہ انصاف کر اگر تیری قسمت میں یہ دولت بے بہانہ لکھی ہوتی تو یہ ایذا میں تجھے کہاں نصیب ہوتی جان برادر اس نصیحت کو جان سے زیادہ عزیز رکھ اور حرمین محترمین میں اس پر لحاظ شدید واجب ہے کہ اگر تجھے اس پر عمل کی توفیق ملے تو خدا جانے سرکار کریم سے کیا کچھ پائے۔ ورنہ کیا عجب کہ اپنے ہمسایوں کی حمایت منظور ہو اور تجھے ذلیل و خوار رد کریں

اعوذ باللہ منہ

بو الفصولی گفت اے مجنوں خام
پورسگ دائم پلیدی می خورد
عیب ہائے سگ لبے او بر شمرد
ایں چہ شیدا است ایں کہ می آری مدام
مقعد خود را بلب می استرد
عیب داں از غیب او بوئے نبرد

گفت مجنوں تو ہمہ نقشی و تن اندرا بگر شبے از چشم من
کیں طلسم بستہ مولا ست ایں پاسبان کو چہ لیلی ست ایں
یا ساکنی اکناف طیبہ کلکم الی القلب من اجل الحبيب حبيب
پنجاہ و چہارم: سفر مدینہ طیبہ میں اکثر جمال قبل از ظہر منزل سے کوچ کرتے اور شب بھر چلتے ہیں غالباً نماز کے اوقات بے بجا نہ بجا نہ حالت سیر میں آتے ہیں اور اس مدت میں سوا وقت مغرب کے کہ درستی محال و تسکین جمال کے واسطے ٹھہرتے ہیں ہرگز وقوف نہیں کرتے لہذا اکثر حنفیہ بھی بسبب خوف رہنمان بار بار اترنا اور قافلہ سے پیچھے رہ جانا پسند نہیں کرتے اور بتقلید حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ظہر و عصر اور ادھر مغرب و عشا کو جمع کرتے ہیں اور بے شک وقت ضرورت تقلید غیر میں بالاتفاق کچھ خرچ نہیں مگر ہاں اس تقدیر پر جس قدر شرائط اس امام کے نزدیک صحت وضو و صحت نماز و صحت جمع کے ہوں سب کا لحاظ واجب ہے ورنہ وہ جمع کرنا ہمارے امام کے نزدیک بسبب ترک مراعات وقت کے باطل یا معصیت ہوگا اور اس امام کے نزدیک بسبب ترک ان شرائط کے ناروار ہے گالا الی ہولاء ولا الی ہولاء اور اکثر عوام اس امر سے ناواقف ہیں اور ناحق اپنی نمازیں خراب کرتے ہیں حالانکہ حکم ملفق بالا جماع باطل ہے پس بالضرور مس ذکر و مساس زن سے وضو کرے اور نیت و ترتیب کی وضو میں ضرور رعایت رکھے اور مقتدی ہو تو ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھے اور تیمم مٹی کے سوا دوسری چیز سے نہ کرے اور ایک تیمم سے دو فرض نہ پڑھے اور پیش از دخول وقت تیمم نہ کرے۔ و علی ہذا القیاس تمام فروض و واجبات مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا لحاظ رکھے اور جمع ان کے نزدیک دو قسم ہے ایک جمع تقدیم یعنی پچھلے نماز کو اگلی کے وقت میں پڑھنا اس کے لئے تین شرطیں ہیں ایک یہ کہ پہلی سے فارغ ہونے سے پہلے نیت جمع کر لے دوسرے ان دونوں فرضوں میں کوئی فاصل نہ ہو یہاں تک کہ ظہر کے فرض پڑھ کر سنتیں پڑھ لیں تو اب عصر اس کے ساتھ نہیں ملا سکتا تیسرے پہلی کی

تقدیم پس مثلاً اگر عصر کو ظہر سے پیشتر پڑھ لیا تو ناجائز ہوگا مگر امام مرنے کے نزدیک کہ اکابر ائمہ شافعیہ سے ہیں یہ بات کچھ ضرور نہیں دوسرے جمع تاخیر کہ نماز مقدم کو نما مؤخر کے وقت میں پڑھنا جیسے مغرب کو وقت عشاء میں اس کے لئے صرف ایک ہی شرط ہے کہ نماز مقدم کے وقت میں جمع کا ارادہ کر لیا ہو پس اگر مغرب کا وقت نکل گیا اور اس نے اس وقت تک جمع کی نیت نہ کی تھی تو اب وقت عشاء میں جو نماز مغرب پڑھے گا وہ قضا ہوگی نہ ادا اور فاعل اس کا آثم واللہ اعلم۔

پنجاہ و پنجم: جب لوٹے رکوب مراکب و نزول منازل و عبور مراحل و غیر ہا امور میں آداب مذکورہ کا لحاظ رکھے اور دعائے اللہم انا نستلک فی سفرنا هذا الی آخرہ۔ پڑھے اور اس قدر لفظ اخیر دعا میں زیادہ کرے۔

اثبون تائبون عابدون لربنا حامدون صدق اللہ وعدہ
ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده۔

پنجاہ و ششم: جب گھر قریب رہ جائے پہلے سے اہلیت کو اپنے آنے کی اطلاع کرے رسول اللہ ﷺ نے اس کا حکم فرمایا اور ایک شخص نے مخالفت کی تو اپنے گھر میں امر مکروہ پایا۔

پنجاہ و ہفتم: شب کو گھر میں نہ داخل ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے نہی فرمائی اللہ ستار ہے اور تجس حرام۔

پنجاہ و ہشتم: جب شہر میں داخل ہو سب میں پہلے وقت غیر مکروہ میں اپنی مسجد سے دو رکعت نفل کے ساتھ ملے رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کرتے۔

پنجاہ و نہم: جب گھر میں آئے کہے:

توباً توباً لربنا او بالاً یغادر علینا حوباً۔

اور دو رکعت نماز پڑھے پھر بہ نہایت کشادہ پیشانی سب سے ملے۔

شصتم: مستحب ہے کہ اپنے اقارب و اہل بیت و احباب کے لئے تحائف و ہدایا لائے کہ اس میں ان پر ادخال سرور ہے جس کے فضائل ابھی مذکور ہو چکے حدیث میں

ہے اگر کچھ نہ پائے تو اپنے تھیلے میں ایک پتھر ہی ڈال لے غرض یہ کہ اس مکرمت کے لحاظ پر نہایت تاکید فرماتے ہیں اور حاجی کا تحفہ تبرکات حرمین محترمین سے زیادہ کیا ہے دوسرا تحفہ دعا کہ قبل دخول بیت کے استقبال کرنے والوں اور تمام مسلمین و مسلمات کے لئے کرے کہ حسب وعدہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم اجمعین بیشک مقبول ہے:

نسال الله من فضله التوفيق والهداية والسلامه عمالا
یحبہ ولا یرضاه فی البدایة والنہایة۔

فصل چہارم: ترتیب اعمال حج میں

جب عنایت ازلی و دیکھری فرمائے اور میقات تک کہ اہل ہند کیلئے محاذات یلملم ہے جو سمندر میں جب جدہ دو تین منزل در یائی رہ جاتا ہے واقع ہوتی ہے پہنچنا نصیب ہو تو اس وقت سے پہلے سے اہتمام احرام کر رکھیں کہ جہاز وہاں روکا نہیں جاتا مبادا میقات سے بے احرام تجاوز ہو جائے پس وضو کریں نہائیں اور چاہیں تو سر بھی منڈائیں کہ احرام میں بالوں کی محافظت سے نجات رہے گی۔ یا کنگھی کر کے خوشبودار تیل ڈال لیں ناخن کتریں موئے بغل و زیر ناف دور کریں خوشبو لگائیں بے کپڑے اتاریں ایک چادر نئی یا دھلی اوڑھیں اور ایک تہ بند ایسا ہی باندھیں اور سفید ہو تو بہتر ہے وقت محاذات دو رکعت بیت احرام پڑھیں پہلی میں فاتحہ کے بعد سورہ کفرون دوسری میں اخلاص پھر اگر احرام تنہا حج کا ہے تو بعد سلام یوں کہے:

اللهم انی ارید الحج فیسرہ لی و تقبلہ منی و اعنی علیہ و
بارک لی فیہ نویت الحج و احرمت بہ مخلصاً للہ تعالیٰ
لیک اللهم لیک لیک لا شریک لک لیک ان الحمد
والنعمتہ لک والملك لا شریک لک اللهم احرم لک
شعری و بشری و عظمی و دمی من النساء والطیب و کل

شئی حرمته علی المحرم ابتغی بذالك وجهك الكريم۔

اور تنہا عمرہ کا تو بجائے الحج کے دونوں جگہ العمرہ کہے اور بجائے یسرہ۔ تقبلہ۔ علیہ۔ فیہ۔ بہ کے یسر ہا تقبلہا علیہا۔ فیہا۔ بہا و حج و عمرہ دونوں کا تو بعد الحج کے والعمرہ بڑھالے اور ان پانچوں لفظوں کی جگہ یسر ہا تقبلہما علیہما۔ فیہما۔ بہما کہے اب کہ احرام باندھ چکا جماع و وداعی جماع مثل بوسہ و مساس اور عورتوں کے سامنے تذکرہ جماع اور ہر کلام فحش اور گناہوں و جدال و خصومت اور شکار صحرائی کے قتل اور اس کی طرف اشارہ کرنے اور اسے بتانے اور ناخن کترنے اور منہ اور سر کی چیز سے چھپانے اور خوشبو لگانے اور سروریش خطمی یا کسی خوشبودار یا ایسی چیز سے دھونے سے جو جوؤں کو قتل کرے اور داڑھی کترنے سر منڈانے خط بنوانے سر سے پاؤں تک کہیں کے کسی طرح دور کرنے انگر کھا کرتا پا جامہ ٹوپی و دلائی رضائی عمامہ موزے دستانے برقع نقاب اور خوشبودار رنگ میں رنگے ہوئے کپڑے اوڑھنے پہننے سے احتراز اس پر لازم ہو گیا مگر سلا ہوا کپڑا اگر بطریق غیر معتاد پہنا ہے مثلاً انگر کھایا قبایع غیر آستین میں ہاتھ ڈالے اوپر سے اوڑھ لیا اور اسے کسی چیز سے باندھا نہیں یا ان چیزوں یا پا جامے کا تہہ بند باندھ لیا تو اس پر کچھ جرمانہ نہ ہوگا اسی طرح ہمایانی باندھنے حمام کرنے کسی چیز کے سایہ میں بیٹھنے انگوٹھیاں پہننے بے خوشبو کا سرمہ لگانے فصد کچھنے آنکھ میں جو بال نکل آئے اس کے الگ کرنے سر اور بدن اس طرح کھجانے میں کہ بال نہ ٹوٹے جوں نہ گرے کوئی مضائقہ نہیں اور عورت اپنا سر و چہرہ دوپٹے وغیرہ کسی چیز سے چھپائے نقاب و برقع ممنوع ہے احرام باندھنے کے بعد لبیک کی با آواز بلند مگر نہ حد اعتدال سے خارج تکبیر کرے کہ زمانہ احرام میں تبلیہ افضل اذکار سے ہے اور بعد لبیک اللہ کی رضا مندی و مغفرت اور اپنے لئے دوزخ سے آزادی چاہے اور ہر چڑھائی پر چڑھتے اترتے قافلے کے ملتے صبح شام پنجگانہ نماز کے بعد وقت سحر زیادہ تکبیر کرے جب حرم مکہ کے متصل پہنچے خشوع و خضوع و شوق و ذوق کو اپنا شعار و وثار اور درود دعا کی بار بار تکرار کرتا ننگے پاؤں ننگے سر پیادہ پا اس مجرم قیدی کی طرح جسے بادشاہ جبار غفار کے دربار میں لئے جاتے ہیں سر جھکائے آنکھیں شرم گناہ سے نیچی کئے داخل ہوا اللہ تعالیٰ موی

علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم فرماتا ہے:

فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوی۔

اپنی جوتیاں اتار ڈال کہ تو پاک جنگل طوی میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ بنی اسرائیل کے ہزار پیغمبروں نے حج کیا سب ذی طوی سے پیادہ ہوئے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انبیاء حرم میں پیادہ برہنہ پا داخل ہوتے اتنی اور ہمارے نبی ﷺ جو سوار تشریف فرما ہوئے تو حضور کے رتبہ کو اوروں کے مراتب پر قیاس کیا معنی اوروں کا شرف دخول حرم سے بڑھتا اور حضور کی جلوہ افروزی سے حرم کا شرف بڑھا اور مکہ میں آنکھوں سے آتے اور مکہ ان کی خاک کیا ہونے سے شریف ٹھہرا آخر نہ یہ وہ نبی ہیں جن کی نسبت حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان آپ کا رتبہ اللہ کے نزدیک اس حد کو پہنچا کہ قرآن میں آپ کی خاک پاکی قسم کھاتا ہے:

لا اقسم بهذا البلد۔ وانت حل بهذا البلد۔

علاوہ بریں حضور نبی رحمت ہیں اور امت سے دفع جرح کرنے والے اصلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارو سلم دخول حرم کے وقت یہ دعا پڑھے:

اللهم ان هذا حرمک و حرم رسولک فحرم لحمی و دمی

و عظمی علی النار اللهم آمینی من عذابک یوم تبعث عبادک۔

اور تبلیہ و ثنا و تحمید و صلوٰۃ کی تکبیر کرے پھر نہا کر بہتر یہ ہے کہ دن کو تئیں کدا سے داخل ہو جب رب العالمین جل جلالہ کا شہر نظر پڑے کہے:

اللهم اجعل لی بها قرارا و ارزقنی بها حلالا ط اللهم

البلد بلدک والیبت بیتک اسنت اطلب رحمتک و اوم

طاعتک متبعاً لا مرک راضیا بقدرک مسلماً لا مرک اسئلك

مسالة المضطر الیک لمشفق من عذابک ان تستقبلنی

بعفوک وان تجاوز عنی برحمتک وان تدخلنی جنتک۔

اذکار سے نبی مختار پر درود

صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا
کثیرا بعدہ۔

اگر جماعت قائم یا نماز فرض خواہ وتر یا سنت مؤکدہ کے فوت کا خوف نہ ہو تو بے اشتغال کسی کام کے متوجہ طواف ہو پس مرد اضطباع کرے یعنی ذی جانب چادر کی بغل کے نیچے کر کے دونوں آنچل بائیں شانہ پر ڈالے پھر حجر اسود کی ذی طرف رکن یمانی کی جانب مائل سنگ مکرم کے قریب اس طرح کھڑا ہو کہ تمام پتھر اپنے دست راست کی طرف رہے پھر۔

اللهم انی اريد طواف بيتك المحرم فيسره لى وتقبله منى۔
کہہ کر کعبہ کی سمت منہ کئے اپنے ذی طرف چلے جب سنگ اسود کے مقابل آئے اور یہ بات ادنی حرکت میں حاصل ہو جائے گی کا نون تک ہاتھ اس طرح اٹھا کر کہ ہتھیلیاں جانب حجر رہیں۔

بسم اللہ والحمد للہ واللہ اکبر والصلوة والسلام علی رسول اللہ
کہہ اور حجر مطہر پر دونوں کف دست اور ان کے بیچ میں منہ رکھ کر یوں بوسہ لے کہ آواز نہ پیدا ہو تین بار ایسا ہی کرے اگر بے ایذا و کشمکش میسر آئے ورنہ ہاتھ یا لکڑی سے مس کر کے انہیں چوم لے اور یہ بھی نہ ہو سکے تو ہاتھوں سے اس کی طرف اشارہ کر کے انہیں بوسہ دے لے۔ پھر

اللهم ایمانا بک وتصديقا بکتابک ووفاء بعهدک واتباعا

لسنتہ نبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

کہتا در کعبہ کی طرف بڑھے جب محاذات حجر سے گزر جائے سیدھا ہو لے اور خانہ کعبہ کو اپنے بائیں ہاتھ کی طرف کر کے بے ایذا و مزاحمت مرد دل کرتا چلے یعنی روش میں جلدی کرتا شانے ہلاتا چھوٹے چھوٹے قدم رکھتا جس میں قوت و شجاعت ظاہر ہونہ کو دنیا یا دوڑنا اور طواف ورل کے وقت جس قدر خانہ کعبہ سے قریب ہوگا بہتر ہے مگر نہ اتنا

جب مدعے میں پہنچے تو چاہے دعا مانگے کہ انشاء اللہ مقبول ہے اور مدفونین جنت المعلى کے لئے فاتحہ پڑھے اسی طرح ذکر خدا اور رسول اور اپنے تمام اہل اسلام کے لئے دعائے دارین کرتا ہو اباب السلام تک پہنچے اور اس آستانہ پاک کو بوسہ دے کر دہنا پاؤں پہلے رکھ کر داخل ہو اور یہ دعا پڑھے:

اعوذ باللہ العظیم و بوجہ الکریم و سلطنہ القدیم من
الشیطن الرجیم بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ اللہم
صلی علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد اللہم
اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک اللہم انت
السلام ومنک السلام والیک یرجع السلام حینا ربنا
بالسلام وادخلنا دارالسلام تبارکت ربنا وتعالیت یا
ذوالجلال والاکرام۔

جب کعبہ پر نظر کرے تین بار کہے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اور نبی ﷺ پر درود بھیجے اور بے ہاتھ اٹھائے دعا مانگے جو مانگے گاپائے گا اور دعائے ماثور پڑھے:

اللهم زد بیتک هذا تشریفا وتعظیما وتکریما وبراً ومہابة۔
اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس قدر اور زیادہ کرتے۔

وزد من عظمہ وشرفہ وکرمہ ممن حجه او عتمرہ
تشریفاً وکرمیما وتعظیما وبراً۔

اور نبی ﷺ سے یہ دعا بھی منقول۔

اعوذ برب البيت من الدين والفقر ومن ضيق الصدر
وعذاب القبر۔

اور ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت فرمائی کہ وقت مشاہدہ بیت مستجاب الدعوات ہونے کی دعا مانگے کہ سب دعاؤں کو شامل ہے بالجملہ یہ وقت غفلت کا نہیں بخشوع و خضوع و حضور جو چاہے مانگے اور اہم مطالب دخول جنت بے حساب ہے اور اہم

کہ پشتہ دیوار پر جسم یا کپڑا لگے اور نزدیکی میں بسبب کثرت اثر دہام کے دل نہ کر سکے تو دوری بہتر ہے اور اثنا طواف میں جہاں زیادہ ہجوم ہو جائے اور دل میں اپنی یا غیر کی ایذا ہوا تو دیر دل ترک کرے جب ملترم کے مقابل پہنچے کہ اس پارہ دیوار کا نام ہے جو درمیان حجر اسود و درکعبہ کے واقع ہے کہے:

اللهم هذا البيت بيتك وهذا الحرم حرمك وهذا الامن امنك وهذا المقام مقام العائذ بك من النار۔

جب رکن عراقی کے پاس آئے کہے:

اللهم انی اعوذ بك من الشك والشرك والنفاق والشقاق وسوء الاخلاق وسوء المنقلب في الامل والمال والولد۔ جب میزاب الرحمة کے مقابل آئے کہے:

اللهم اظلنی تحت ظل عرشك يوم لا ظل الا ظلك ولا باقی الا وجهك واسقنی بکاس محمد صلی اللہ علیہ وسلم شربة لا اظماء بعدها ابداً۔

اور وہ جو مطوفین بعد لا باقی الا وجهك کے لا فانی الا خلقك کہلاتے ہیں

نہ کہے جب رکن شامی پر آئے کہ

اللهم اجعلہ حجامبروراً وسعياً مشكوراً وذنباً مغفوراً وتجارةً لن تبور۔ یا عالم ما فی الصدور اخر جنی من الظلمت الی النور۔

پھر رکن یمانی کے پاس آکر اسے دونوں ہاتھ یاد ہنے سے تبرکاً چھو دے نہ صرف

بائیں سے اور چاہے تو بوسہ بھی دے اور نہ ہو سکے تو کچھ نہیں اور دعا کرے:

اللهم انی اسئلك العفو والعافیة فی الدین والدنیا والاخرة۔ ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفي الاخرة حسنة وقنا عذاب النار۔

کہ ستر ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں کما مر یا عوض تمام دعاؤں کے درود یا صرف ذکر الہی

کرے کہ یہ احسن ہے کما سیاتی (تنبیہ) دعائیں آہستہ پڑھے اور ان کے لئے کسی جگہ کھڑا نہ ہو بلکہ چلتے میں پڑھے اور دعائیں مع ترجمہ یاد کرے کہ تدبر معنی اصل مقصود ہے اور لفظ بے معنی پوست بے مغز گو فائدہ سے خالی نہیں اب جو یہ دوبارہ حجر تک آیا ایک پھیرا ہوا اسی طرح سات پھیرے کرے مگر دل صرف اگلے تین پھیروں میں ہے اور جس طرح طواف بوسہ حجر سے شروع کیا تھا اسی طرح بوسہ پر ختم کرے بعدہ مقام ابراہیم میں آکر جہاں تک سنگ مرمر بچھا ہوا ہے آئیہ واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی تلاوت کر کے دو رکعت طواف کہ واجب ہیں۔ کفرون و اخلاص کے ساتھ پڑھے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو ورنہ تاخیر کرے اور ان کے بعد دعا مانگے:

اللهم انک تعلم سری و علانیتی فاقبل معذرتی وتعلم حاجتی فاعطنی سؤلی وتعلم مافی نفسی فاعفر لی ذنوبی اللهم انی اسئلك ایماناً یبشر قلبی و یقیناً صادقاً حتی اعلم انه لا یصیبی الا ما کتبت لی وارضی من المعیشتہ بما قسمت لی یا ارحم الراحمین۔

آدم علیہ السلام جب حج کو آئے تھے یہ دعا انھوں نے رکن یمانی اور ملترم کے پاس اور مقام کے پیچھے کی تھی اللہ جل جلالہ نے انھیں وحی بھیجی اے آدم تیری دعا میں نے قبول کی اور تیری خطا بخش دی اور تیرے افکار و غم دور کئے اور تیری اولاد سے جو یہ دعا کرے گا ایسا ہی اس کے ساتھ کروں گا اور فقر اس کی آنکھوں میں سے کھینچ لوں گا اور ہر تاجر سے بڑھ کر اس کی تجارت رکھوں گا اور دنیا چار و مجبور اس کے پاس آئے گی گو وہ اسے نہ چاہتا ہو وراہ الطمرانی والیہ تھی وابن عساکر پھر ملترم میں آئے اور قریب حجر اس سے لپٹے اور اپنا سینہ اور پیٹ اور دہنار خسارہ اور گاہے بایاں اور گاہے تمام منہ اس پر رکھے اور دونوں ہاتھ سر سے بلند کر کے دیوار پر پھیلانے یا دہنار وازہ اور بایاں حجر اسود کی طرف اور دعا کرے:

یا واجد یا ماجد لا تنزل عنی نعمة انعمت بها علی الہی وقتت ببابک والتزمت باعتابک ارجو رحمتک واخشى

عقابك اللهم حرم شعري وجسدي على النار اللهم كما
صنت وجهي عن السجود لغيرك فصن وجهي عن مسئلة
غيرك اللهم يا رب البيت العتيق اعتق رقابنا ورقاب
آبائنا وامهاتنا من النار يا كريم يا غفار يا عزيز يا جبار
ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وتب علينا انك
انت الثواب الرحيم۔

پھر زمزم پر آئے اور ہو سکے تو خود ایک ڈول کھینچے جس قدر ہو سکے رو بہ کعبہ تین
سانسوں میں ہر بار بسم اللہ سے شروع اور الحمد للہ پر ختم کرتا پیٹے باقی بدن پر ڈال لے اور
پیتے وقت دعا کرے کہ مقبول ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یہ دعا کرتے:

اللهم انی اسئلك علما نافعا ورزقا واسعا وشفاء من کل داء۔

حضرت عبداللہ بن مبارک نے پانی بھر کر دعا کی ابن ابی الموالی نے محمد بن
منکدر سے انھوں نے جابر سے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زمزم کا پانی اس لئے ہے
جس لئے پیا جائے اور میں اسے تشنگی روز قیامت کے لئے پیتا ہوں یہ کہہ کر نوش کیا اور
حدیث اس کی فصل فضائل میں گزری اور آب زمزم خوب پیٹ بھر کر پینا چاہیے۔ رسول اللہ
ﷺ فرماتے ہیں ہم میں اور منافقین میں ایک فرق یہ ہے کہ وہ زمزم کو کھ بھر کر نہیں پیتے
اور چاہ زمزم کے اندر بھی نظر کرے کہ دافع نفاق ہے بعدہ پھر حجر اسود کے پاس جائے اور
اسے بطریق مذکور معہ تکبیر و تہلیل و حمد و صلوة استلام اور نہ ہو سکے تو مجرد استقبال کر کے اگر کوئی
عذر مثل استراحت وغیرہ نہ ہو تو فوراً باب صفا سے جانب صفاروانہ ہو اور دروازہ سے بائیں
پاؤں پہلے نکالے اور دہنا پہلے جوتے میں ڈالے جب سیڑھیاں قریب رہ جائیں کہے:

اعوذ بالله من الشیطن الرجیم۔ ان الصفا والمروة من

شعائر الله فمن حج البيت او عتمر فلا جناح علیه ان

یطوف بهما ومن تطوع خیراً فان الله شاکرٌ عليم۔

ابدؤا بما بدا لله عز وجل به ط

پھر سعود کرے یہاں تک کہ بیت مکرم نظر آئے اور یہ بات پہلی ہی سیڑھی سے حاصل ہے۔
پھر رخ بہ کعبہ ہو کر دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلے شانوں تک اٹھائے جیسے دعائیں کرتے
ہیں نہ جیسے وقت تکبیر اور کہے:

لا اله الا الله والله اکبر لا اله الا الله وحده لا شریک له

له الملك وله الحمد یحی ویمیت وهو علی کل شیء

قدیر لا اله الا الله وحده انجذ وعده ونصر عبده وهزم

الاحزاب وحده۔

اس قدر حدیث صحیح مرفوع سے ثابت اور مؤطا میں موقفا مروی سات بار کہے:

الله اکبر الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله وحده لا شریک

له له الملك وله الحمد وهو علی کل شیء قدير۔

اس تقدیر پر تکبیر اکیس مرتبہ ہوگی اور کہے:

اللهم انک قلت ادعونی استجب لکم وانک لا تخلف

الميعاد وانی اسئلك کما هدیتنی للاسلام ان لا تنزع

منی حتی توفانی وانا مسلم۔

اور زیادات علما سے ہے:

الله اکبر ۳ ولله الحمد الحمد لله علی ما هدانا الحمد

لله علی ما اولنا الحمد لله علی ما الهما الحمد لله

الذی هدانا لهذا وما كنا لنهتدی لولا ان هدانا الله لا اله

الا الله ولا نعبد الا اياه مخلصین له الدین ولو کره

الکفرون۔ سبحن الله والحمد لله ولا اله الا الله والله

اکبر ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم اللهم صل

وسلم علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ واتباعہ الی

یوم الدین۔ اللهم اغفر لی ولوالدی ولمشائخی

نقشہ متبرکہ کہ کعبہ شریف وزمزم ومسعہ وغیرہ

تنبیہات

عمرہ میں صرف یہی طواف وسیعی ہوتے ہیں جب شرف اقامت مکہ نصیب ہو جے فراغ پا کر تنعم سے کہ مکہ سے تین کوں راہ مدینہ طیبہ میں واقع ہے احرام باندھ کر یہ افعال بجالا کر حلق یا قصر کر لیا کرے اور واضح ہو کہ حج تین طرح ہے ایک افراد یعنی تنہا حج کی نیت رکھنا دوسرا تمتع یعنی حج کے ساتھ عمرہ بھی مگر اس طرح کہ پہلے میقات سے مثلاً صر ف عمرہ کے لئے احرام باندھے اور اس کے طواف کے بعد حج کا احرام کر لے، تیسرا قرآن یعنی طواف عمرہ سے پہلے حج کی نیت کر لینا اور یہ بوجہ زیادت مشقت سب سے افضل ہے پس مفرد کے لئے یہ طواف جسے ہم نے بیان کیا طواف قدوم تھا یعنی حاضری کا مجر اور تمتع و قارن کے لئے یہ طواف وسیعی عمرہ ہو گیا اگرچہ اس نے نیت عمرہ ان افعال کے بجالانے میں نہ کی ہو پس تمتع نے اگر احرام ارسال قربانی سے نہ باندھا تو وہ اس سعی کے بعد حلق یا تقصیر کر کے احرام سے باہر آئے اور قارن ایک طواف اور بنیت قدوم مع سعی بجالائے اور اس طواف یعنی طواف قدوم میں مفرد کو رمل واضطباع اور اس کے بعد سعی کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے اگر کر لے گا تو طواف زیارت میں جس کا بیان آگے آتا ہے ان امور کی حاجت نہ رہے گی ورنہ اس میں کرنا پڑیں گے اور اس وقت ہجوم خلایق زیادہ ہوتا ہے عجب کیا کہ کثرت اثر و ہام رمل وسیعی بین المیلمین سے بارر کھے لہذا ہم نے ترکیب میں مطلقاً ان امور کو داخل کر دیا اب مفرد و قارن اور وہ تمتع جس کا احرام سوق ہدیٰ یعنی ارسال قربانی سے تھا احرام باندھیں تبلیہ گویاں مکہ معظمہ میں اقامت کریں اور جس تمتع نے سوق ہدیٰ نہ کیا اور پس از ادائے عمرہ احرام سے باہر آیا وہ چاہے تو آٹھویں تاریخ ذی الحجہ تک بے احرام رہے مگر افضل یہ ہے کہ احرام عمرہ سے نکل کر جلد احرام حج باندھ لے اگر وقفہ طویل اور نفس جنایات احرام میں غیر مامون نہ ہو اور ان سب سے مدت اقامت میں جس قدر ہو سکے مجر و طواف بطریق مذکور بے رمل وسیعی واضطباع کرتے رہیں اور ہر سات پھیروں کے بعد

وللمسلمین اجمعین وسلام علی المرسلین والحمد لله رب العلمین۔

اور یہاں دیر تک قیام کرے کہ محل اجابت دعوات وقضائے حاجات ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اب صفا سے اترے اور ذکر و دودعا میں مشغول مروہ کی طرف چلے اور ان دونوں کے بیچ میں بائیں ہاتھ کو دیوار مسجد حرام میں دو جگہ سبز علامتیں بنی ہیں جنہیں میلین اخضرین کہتے ہیں مرد پہلے میل سے دوڑنا شروع کریں مگر نہ حد سے زائد نہ کسی کو ایذا دیتے یہاں تک دوسرے میل سے نکل جائیں۔ اور اس مابین میں دعا بچید کرے آثار میں۔

رب اغفر وارحم انت الاعز الاکرم۔

وارد اور زیادات علماء میں یوں ہے:

رب اغفر وارحم و تجاوز عما تعلم انک انت الاعز الاکرم اللهم اجعله حجاً مبروراً و سعياً مشکوراً و ذنباً مغفوراً۔ اللهم اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین والمؤمنات یا مجیب الدعوات ربنا تقبل منا الایہ ربنا اتنا۔ الایہ

جب میل ثانی سے نکل جائے پھر آہستہ با سکون و وقار بے ریاء و افتخار ہو لے یہاں تک کہ مروہ پر پہنچے اور اس پر سعود پہلی سیڑھی پر چڑھنے بلکہ اس کے قریب زمین پر کھڑے ہونے سے حاصل یہاں گو کعبہ نظر نہیں آتا مگر استقبال کر کے جیسا صفا پر کیا تھا کرے یہ ایک پھیرا ہوا بعدہ پھر صفا پر جائے اور مسعہ میں دوڑے اسی طرح کرے یہاں تک ساتواں پھیرا مروہ پر ختم ہو جائے۔ اور درمیان صفا و مروہ بلیک بھی کہے بلکہ یہ بلیک رمی جمرۃ العقبہ کے وقت ختم ہوگی سوا معتمر کے کہ وہ طواف عمرہ میں شروع کرتے ہی تبلیہ قطع کر دے جب تک اکثر اوقات اپنے تبلیہ بجھ بے افراط میں صرف کرے

دو رکعت مقام ابراہیم میں پڑھیں یہاں تک کہ ساتویں تاریخ بعد نماز ظہر مسجد الحرام میں امام کا خطبہ سننے یوم الترویہ کہ آٹھویں تاریخ کا نام ہے جس نے احرام نہ باندھا ہو باندھ لے رمل و سعی پہلے کرنا چاہے تو ایک طواف نفل کے ساتھ کر لے جب آفتاب نکل آئے منیٰ کو چلیں اور یہاں بشرط قوت پیادہ چلنا نہایت احسن جب تک مکہ لوٹ کر آئے گا ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں لکھی جائیں گی کما مر اور اللہ کی خیر کثیر و طیب ہے جب منیٰ نظر آئے کہے:

اللهم هدی منیٰ فامنن علی بما مننت به علی اولیائک
واهل طاعتک۔

اور اس اثنا میں لبیک و دعا و درود و ثنا کی نہایت کثرت کرے اور منیٰ میں پانچ نمازیں ظہر و عصر و مغرب و عشا اور نویں کی صبح ادا کرے۔ شب عرفہ منیٰ میں باطہارت سوتا خواہ ذکر و عبادت میں جاگتا شب بسر کرے ابن ابی الدنیا و ابن ابی عاصم و طبرانی و بیہقی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں جو بندہ خدا کا یا باندی اس کی شب عرفہ ان دعاؤں سے کہ دس کلمے ہیں اللہ جل جلالہ کو ہزار بار پکارے اللہ تعالیٰ سے سوا قطع رحم و ارادہ اثم کے جو کچھ مانگے اللہ تعالیٰ عطا فرمائے۔

سبحن الذی فی السماء عرشہ سبحن الذی فی الارض
موطئہ سبحن الذی فی البحر سبیلہ سبحن الذی فی النار
سلطنتہ سبحن الذی فی الجنة رحمته سبحن الذی فی
القبر قضاؤہ سبحن الذی فی الهواء روحہ سبحن الذی
رفع السماء سبحن الذی وضع الارض سبحن الذی لا
ملجأ ولا منجأ منه الا الیہ۔

پوچھا گیا کیا آپ نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا فرمایا ہاں جب صبح ہو نماز وقت مستحب پر پڑھ کر لبیک گویاں و ذکر کناں بیٹھا رہے یہاں تک کہ آفتاب کوہ شہیر پر کہ مسجد الخیف شریف کے مقابل واقع ہے چمکے اب عرفات کی طرف متوجہ ہو اور قلب کو خیال غیر سے پاک کرنے میں جہد کامل کرے کہ آج وہ دن ہے کہ کچھ لوگوں کا حج قبول کریں گے

اور انہیں تمام گناہوں سے پاک کر کے سعادت مند دارین فرمائیں گے اور کچھ لوگوں کو اگرچہ باہزاران نقص و عیب ہوں گے ان کاملوں کے صدقہ میں تشریف قبول و خلعت مغفرت پہنائیں گے عجب کیا کہ بحر رحمت کی محیط جوش اور ابر کرم کی عام بارش میں ایک چھینٹا میرے رب کی مہربانی کا مجھ پر بھی پڑ جائے جو میرے گناہ دھونے اور دین و دنیا کے کام بنانے کو کفایت فرمائے جب چلے دعا کرے:

اللهم الیک توجہت وعلیک توکلت لوجہک الکریم
اردت فاجعل ذنبی مغفور اوحجی مبروراً و ارحمنی ولا
تخبیتی وبارک لی فی سفری و افض بعرفات حاجتی
انک علی کل شیء قدير۔

اور تمام راہ میں تہلیل و تکبیر حمد و تسبیح و لاحول و استغفار و دعا و ذکر و صلوة کی تکثیر اور لبیک کی بار بار بیٹھا تکرار کرتا چلے جب نگاہ جبل رحمت پر پڑے دعا و امور مذکورہ میں اجتہاد تام بجالائے کہ انشاء اللہ وقت قبول ہے اور عرفات میں اس کوہ اقدس کے نزدیک یا جہاں جگہ ملے مگر شارع عام سے بچ کر اترے اور دوپہر تک تضرع و بہتال اور باخلاص نیت استطاعت تصدق و خیرات اور ذکر و تسبیح و تکبیر اور اپنے اور اپنے والدین و مشائخ و اقارب و اصحاب و تمام حجاج و کافہ اہل اسلام کیلئے استغفار و استغفار اور کلمہ طیبہ:

لا الہ الا اللہ وحده لا شریک له له الملك وله الحمد
یحیی ویمیت وهو حی لا یموت بیدہ الخیر وهو علی
کل شیء قدير۔

کی تکرار کرتا رہے فصل فضائل میں گزرا نبی ﷺ فرماتے ہیں بہتر اس کا جو میں نے اور مجھ سے پہلے پیغمبروں نے روز عرفہ کہا یہ کلمہ ہے پھر زوال آفتاب سے کچھ پہلے نہائے کہ سنت مؤکدہ ہے یا وضو کرے اور نہانا عزیمت ہے اور قبل از زوال کھانے پینے وغیرہ مضروریات سے فارغ ہو لے کہ قلب کو کسی جانب تعلق نہ رہے وہ جو بعض لوگوں کو دیکھا گیا بعد از زوال شمس امام و قوف و دعا و ذکر میں مشغول ہے اور وہ کھانے پینے اور دنیا

کی باتوں میں مصروف نہایت سفاہت ہے نفوذ باللہ منھا اور اس روز ہر چند ضعیف القلب وضعیف البدن کو روزہ نہ چاہئے کہ تند مزاجی کا باعث ہو گا یا ذکر و دعائیں اجتہاد سے مانع آئے گا مگر پیٹ بھر کھانا اس سے زیادہ نامناسب کہ سستی و کمالی و جمود طبیعت و خمود و نار کا شوق کا باعث ہے بلکہ جس نے تجربہ کیا ہے وہ جانتا ہے کہ تمام ایام اقامت حرمین مکرمین میں سیری شکم کن کن حسرتوں کی موجب اور جوع غیر مفرط کیسی کیسی برکات و اشراق انوار کی جالب ہے بلکہ خدا والوں سے پوچھ کہ ان کی عمر تو گزر جاتی ہے۔ پیٹ بھر کھانا اور نیند بھر سونا نہیں جانتے۔ رسول اللہ ﷺ نے انتہا درجہ تہائی پیٹ کھانے کو محمود رکھا اور خود دنیا سے تشریف لے گئے اور کبھی جو کی روٹی پیٹ بھر تناول نہ فرمائی تیرا نفس آج بھی یہی چاہتا ہے کہ پیٹ بھرے پر دو چار لقمے اور جیسے بنے نگل لوں اے عزیز زندگی باقی ہے اور گھر سلامت پہنچا تو ابھی کھانے پینے کے بہت دن ہیں آج ذرا تو صبر کر اور قلب کو افاضہ انوار سے نہ روک بھرا برتن بھی کہیں دوبارہ بھرتے سنا ہے۔

نسال اللہ التوفیق والہدی ومن العمل ما یحب ویرضی

امین۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

جب آفتاب ڈھل جائے اور ظہر کی ابتداء وقت ہو بلکہ اس سے پہلے کہ امام کے قریب جگہ ملے مسجد نمروہ جائے اور سنتیں پڑھ کر خطبہ سن کر امام کے پیچھے فرض ظہر پڑھے اور اس کے بعد بے توقف اقامت عصر ہوگی معاً امام کے ساتھ عصر پڑھ لے بیچ میں سلام و کلام تو کیا معنی ظہر کی چھیلی سنتیں بھی نہ پڑھے اور بعد نماز عصر بھی نو اہل مکروہ ہیں اور یہ جمع بین الظہر والعصر صرف اس صورت میں جائز ہے کہ نماز باجماعت امام اعظم یعنی سلطان یا اس کے نائب ماذون کے پیچھے ہو ورنہ عصر کا اس کے وقت سے پہلے پڑھنا باطل ہوگا بعد از نماز بلا تاویل بلا توقف علی الفور موقف کی طرف جائے اور افضل یہ ہے کہ سواری شتر پر امام سے نزدیک جبل الرحمۃ کے قریب جہاں سیاہ پتھروں کا فرش ہے رو قبلہ پس پشت امام کھڑا ہو بشرطیکہ ان فضائل کے حصول میں کوئی دقت و زحمت یا کسی کی تکلیف واذیت نہ ہو ورنہ جہاں اور جس طرح ہو سکے وقوف کرے اور امام کے ذہنی جانب بائیں اور بائیں اس

کے روبرو سے بہتر ہے اب غایت خشوع اور خضوع اور اظہار تذلل و مسکنت کے ساتھ ان مجرمان شرمسار و فقیران یکس و بے یار کی طرح جن پر اس در پاک کے سوا چار طرف درہائے امید بند ہیں اپنی نافرمانیوں پر خیال کرتے ہیں تو عرق شرم میں ڈوب جاتے ہیں اور زبان ہلانا درکنار آنکھ اٹھانے کی قوت نہیں پاتے مگر جانتے ہیں کہ آخر اس دربار کے سوا دوسرا ٹھکانہ بھی تو نہیں نہ عالم میں کوئی بات سننے والا نہ فریاد کو پہنچنے والا اور سننے بھی تو کیا حاصل اپنے دور کی دوا اور محتاجی کا علاج تو یہاں کے سوا کہیں نہیں ناچار جس بادشاہ کی نافرمانی میں عمر کاٹی آنکھیں بند کئے گردن جھکائے اس کی رحمت و کرم کی امید رکھتے اور غضب و عتاب سے لرزتے کانپتے اسی کی طرف دست تمنا بلند کر کے پکارتے ہیں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور تکبیر و تہلیل و تسبیح و تلبیہ و حمد و درود و دعا و استغفار میں ڈوب جائے اور دعائیں تضرع و الحاح کرے اور آداب کا لحاظ رکھے اور کوشش کرے کہ ایک قطرہ آنسوؤں کا آنکھ سے ٹپکے کہ دلیل اجابت و کمال سعادت ہے ورنہ رونے والوں کا سامنہ بنائے کہ من تھبہ بقوم فھو مہم اور اثنائے دعا و ذکر میں لبیک کی بار بار تکرار کرے (فائدہ جیلہ) آداب دعا کہ احادیث صحیحہ معتبرہ و ارشادات علمائے کرام سے ثابت چالیس ہیں۔

- ۱- طعام و شراب و کسب و لباس میں حرام سے بچنا۔
- ۲- غیر خدا سے دل کا پاک کرنا۔
- ۳- صدقہ و غیرہ اعمال صالح کی تقدیم
- ۴- عمر میں جو عمل نیک خدا کی مرضی کا بے عجب و ریاضہ ہو گیا ہو۔ اس سے توسل
- ۵- مکان و لباس و بدن و قلب کا پاک ہونا۔
- ۶- وضو ۷- استقبال قبلہ
- ۸- تقدیم نماز مگر روز عرفہ خود ہی تقدیم ہوتی ہے۔
- ۹- اول آخر حق سبحانہ و تعالیٰ کی حمد و ثنا اور کلمہ جامعہ اس میں لا احصى ثناء علیک انت کما اثیت علی نفسک۔ اور اللھم لك الحمد کما تقول و خیراً مما نقول ہے۔

- ۱۰- اول آخر نبی ﷺ پر درود ہے اس کے دعا زمین و آسمان کیدر میان روکی جاتی ہے اور بلند نہیں ہونے پاتی دعا طائر اور درود اس کے پر کوئی طائر بے پر نہ اڑا۔
- ۱۱- اللہ جل جلالہ کو اس کے محبوب ناموں سے پکارنا رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اللہ نے اسم پاک یا ارحم الراحمین۔ پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے جو شخص اسے تین بار کہتا ہے فرشتہ ندا کرتا ہے مانگ کہ ارحم الراحمین نے تیری طرف منہ کیا اور یا بدیع السموات ولا ررض یا ذا الجلال والاكرام۔ اور لا الہ الا انت سبحنک انی كنت من الظلمین۔ اور یا اللہ یا حمن یا رحیم۔ اور لا الہ الا هو الرحمن الرحیم۔ ولا الہ الا هو الحي القيوم۔ میں اسم اعظم ہے۔ اور ایک حدیث میں اللہم انی اسئلك بانی اشهد انک انت اللہ لا الہ الا انت الاحد الصمد۔ الذی لم یلد ولم یولد۔ ولم یکن له کفوا احد۔ کو اسم اعظم فرمایا علامہ ابن حجر کہتے ہیں یہ اصح احادیث ہے اس باب میں اور اسمائے حسنیٰ کا فضل خود بخود منجی نہیں اور علماء پانچ باریا رب کو بھی مؤثر اجابت فرماتے ہیں۔
- ۱۲- ہاتھوں کا پھیلا نا۔
- ۱۳- ان کا سینے یا شانوں یا چہرہ تک دراز کرنا یا پورا اٹھانا یہاں تک کہ بغل کی پیدی ظاہر ہو اور یہ ایتھال ہے۔
- ۱۴- ہاتھوں کا کھلا ہونا کہ کپڑے وغیرہ سے پوشیدہ نہ ہوں۔
- ۱۵- عظمت و جلال الہی کا تصور کہ مستلزم حیا و ادب و خشوع و خضوع ہے اور یہ روح دعا ہے دعا بغیر اس کے تن بیجان ہے اور تن بیجان سے امید جہالت۔
- ۱۶- اللہ جل جلالہ کی قدرت کاملہ اور اپنے عجز و احتیاج پر نظر کہ موجب الحاج و زاری ہے۔
- ۱۷- آسمان کی طرف نگاہ نہ اٹھانا کہ خوف زوال بصر ہے۔
- ۱۸- تکلف سے دعا میں بچنا کہ باعث شغل قلب و زوال رقت ہے۔
- ۱۹- راگ اور زمزمہ سے احتراز کہ خلاف ادب ہے۔

- ۲۰- دعا باتدبر معنی ہونا۔
- ۲۱- خدا کے نیک بندوں اور اس کی کتابوں خصوصاً قرآن اور ملائکہ و انبیائے کرام بالخصوص حضور سید الانام علیہ علیہم الصلوٰۃ والسلام سے توسل اور انہیں اپنے انجاء حاجات کا ذریعہ کرنا۔
- ۲۲- آواز بلند نہ کرنا۔ ۲۳- اپنے گناہوں کا اعتراف اور ان سے استغفار۔
- ۲۴- جو دعائیں رسول اللہ ﷺ سے منقول ان پر اقتصار کہ حضور نے کوئی حاجت نیک دوسرے کے مانگنے کو نہیں چھوڑی۔
- ۲۵- دعا کا جامع یعنی قلیل اللفظ و کثیر المعنی ہونا تطویل بیجا سے احتراز چاہیے۔
- ۲۶- پہلے اپنے لئے دعا مانگے پھر والدین و مشائخ و تمام اہل اسلام کے لئے۔
- ۲۷- دعا میں یوں نہ کہے کہ الہی اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے کہ خدا پر کوئی جبر کرنے والا نہیں بلکہ عزیم قطع کے ساتھ دعا مانگے۔
- ۲۸- رغبت و حضور قلب اصل کار ہے اللہ قلب غافل کی بات نہیں سنتا۔
- ۲۹- اللہ جل جلالہ کی وسعت رحمت و صدق وعدہ ادعونی احب لکم پر نظر کر کے استجاب دعا پر یقین قوی رکھنا جو دعا کرے اور یہ سمجھے کہ میری دعا کیا مقبول ہو گی اس کی دعا نہ قبول ہوگی قال اللہ تعالیٰ انا عند ظن عبدی بی۔
- ۳۰- دعا کی تکرار۔
- ۳۱- عدد طاق ہونا کہ اللہ وتر ہے اور وتر کو دوست رکھنا اقل مرتبہ تین ہے اور پانچ بہتر اور سات خدا کو نہایت محبوب۔
- ۳۲- گناہ یا قطع رحم کے لئے دعا نہ کرے۔
- ۳۳- نہ اس امر کے لئے جو ہو چکا جیسے طویل القامت کو تاہی قد یا قصیر القد درازی قامت کے لئے دعا کرے۔
- ۳۴- کوئی امر محال خواہ قریب بحال نہ مانگنا۔
- ۳۵- دعا کرتے کرتے ملال نہ کرنا۔

۳۶- آنسو ٹپکنے میں اجتہاد کرنا اگرچہ ایک ہو ورنہ رونے کا سامنہ بنانا کہ نیکوں کی صورت بھی نیک ہے۔

۳۷- سب حاجتوں کا مانگنا۔ ۳۸- آمین پر ختم کرنا کہ دعا کی مہر ہے۔

۳۹- بعد فراغ ہاتھ چہرے پر پھیرنا۔

۴۰- اجابت میں استعجال نہ کرنا کہ میں نے دعا مانگی اب تک قبول نہ ہوئی ایسے شخص کی دعا رد کی جاتی ہے۔

عائدہ جلیلہ

روز عرفہ رسول اللہ ﷺ و اصحاب کرام و اولیائے عظام و علمائے فہام سے بہت دعائیں منقول ہوئیں کہ ارباب علم نے اپنی تصانیف شریفہ میں جمع کیں فاضل قطب الدین حنفی تلمیذ و مرید مولانا عارف باللہ سیدی علی متقی مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے خاص ادعیہ حج و عمرہ میں ایک رسالہ بس نافذ جمع فرمایا اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے استیعاب تمام ادعیہ نبویہ میں نہایت جہد فرما کر ایک رسالہ حافل کامل مسے بہ حزب اعظم تالیف کیا جسے تفصیل منظور ہو ان کی طرف رجوع کرے کہ ان میں غنا ہے اور ہم نے فصل فضائل میں بعض ادعیہ و اذکار ذکر کئے یہاں صرف چار حدیثوں پر کہ بس نافع و بغایت جامع میں اقتصار ہوتا ہے۔

حدیث اول

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور کی دعائیں نہایت کثرت کو پہنچیں اور ہمیں سب یاد نہیں ہوتیں حضور والا نے یہ دعا تعلیم فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ کی سب دعاؤں کو جامع ہے:

اللھم انی اسئلك من خیر ما سئلك منه نبیک محمد
صلی اللہ علیہ وسلم و اعوذ بك من شر ما استعاذ منه
نبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم انت المتعان وعلیک

البلاغ ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی عظیم۔
جس نے یہ دعا کی گویا اس نے سب دعائیں سید المرسلین ﷺ کی ایک بار کیں۔

حدیث ثانی

امام احمد و ترمذی و حاکم باسانید صحیحہ جیدہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں جب چہارم شب گزرتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر فرماتے اے لوگو خدا کی یاد کرو خدا کی یاد کرو آئی رابطہ اس کے بعد آتی ہے رادفہ آئی موت ان چیزوں کے ساتھ جو اس میں ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں دعا بہت کیا کرتا ہوں اس میں سے حضور کے لئے کس قدر مقرر کروں فرمایا جتنی چاہے میں نے عرض کیا چہارم فرمایا جس قدر چاہے اور زیادہ کرے تو تیرے لئے بہتر ہے میں نے عرض کیا نصف فرمایا جتنی چاہے اور زیادہ کرے تو تیرے لئے بہتر ہے میں نے عرض کیا اپنی کل دعا حضور کے لئے کروں یعنی اپنی دعا کے عوض حضور پر درود بھیجا کروں فرمایا ایسا کرے گا تو اللہ تیری سب مہمات کفایت کرے گا اور تیرے گناہ بخش دے گا احمد و طبرانی باساند حسن راوی و ہذا حدیث الطبرانی کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اپنی تہائی دعا حضور کے لئے کروں فرمایا اگر تو چاہے عرض کیا دو تہائی فرمایا ہاں عرض کیا کہ کل دعا کے عوض درود مقرر کروں فرمایا ایسا کرے گا تو خدا تیرے دنیا و آخرت کے سب کام بنادے گا اور بیشک درود سرور عالم ﷺ کے لئے دعا ہے اور جس قدر اس کے فوائد و برکات مصلی پر عائد ہوتے ہیں ہرگز ہرگز اپنے لئے دعائیں نہیں بلکہ ان کے لئے دعا تمام امت مرحومہ کے لئے دعا ہے کہ سب انہی کے دامن دولت سے وابستہ ہیں۔ ع سلامت ہمہ آفاق در سلامت تست

حدیث ثالث

بیہقی نے شعب الایمان میں کبیر بن عقیق انہوں نے سالم بن عبد اللہ انہوں نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمر انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہم انہوں نے جناب سید المرسلین ﷺ انہوں نے حضرت رب العزت و الجلال تقدست

اسماۃ سے روایت کیا کہ فرماتا ہے۔ من شغلہ ذکرى عن مسالتى اعطيت افضل ما اعطى
الساکلین جسے میری یاد میرے مانگے سے باز رکھے میں اسے بہتر اس عطا کا بخشوں جو
مانگنے والوں کو دوں اسی واسطے حضرت سالم بن عبد اللہ نے تمام مدت وقوف میں ذکر الہی پر
اقتضار کیا اور تا غروب آفتاب کلمہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ
الحمد بیدہ الخیر وهو علی کل شیء قدیر۔ لا الہ الا اللہ وحدہ ونحن لہ
مسلمون۔ لا الہ الا اللہ ولو کرہ المشرکون۔ لا الہ الا اللہ ربنا و رب
ابائنا الاولین کہتے رہے۔

حدیث رابع

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب جلیل تبارک و تعالیٰ سے روایت فرماتے ہیں:

من شغله القرآن عن ذكرى و مسائلتي اعطيته افضل ما
اعطى السائلين وفضل كلام الله على سائر الكلام
كفضل الله على خلقه۔

جسے قرآن پڑھنا میرے ذکر اور میرے سوال سے روک دے اسے افضل اس کا
دوں جو تمام سالین کو عطا کروں پھر فرمایا اور بزرگی کلام الہی کی تمام کلاموں پر ایسی ہے
جیسی بزرگی رب العزۃ جل جلالہ کی اس کی تمام مخلوق پر۔ قال الترمذی حدیث حسن اب
طالب آخرت ان چاروں صورتوں میں جو اپنے لئے بہتر جانے اختیار کر لے یہاں تک
کہ اسی حالت تضرع و زاری و خشوع و خضوع و ذکر حضرت الہی و جناب رسالت پناہی علیہ
الصلوٰۃ والسلام پر آفتاب ڈوب جائے اور ایک قلیل حصہ رات کا آجائے۔ تنبیہ اس سے
پہلے ہرگز کوچ نہ کریں کہ مکروہ ہے اور جو قبل از غروب حدود عرفہ سے تجاوز ہو گیا تو ترک
واجب و موجب دم اور کیا معلوم رحمت الہی کس وقت توجہ کامل فامائے اگر تا بہ غروب و قوف
کی ضرورت نہ ہوتی تو ظہر و عصر کے جمع کرنے کا کیوں حکم دیتے اور ایک ادب واجب
الحفظ اس روز وہ ہے جس کا ذکر فصل اول میں گزرا اور فصل خامس میں انشاء اللہ مفصلاً

آئے گا۔

کہ وعدہ ہائے الہیہ پر جو سچے کریم نے سچے نبی کی سچی زبان پر فرمائے اعتقاد کا مل لا کر بے خلجان ریب و شک یقین جانے کہ آج میں اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو گیا جیسا جس روز شکم مادر سے پیدا ہوا تھا۔ اب از سر نو عمل شروع کروں اور داعی و اجتہاد دوں کہ جو داغ اللہ جل جلالہ نے بخش رحمت و کرم میری پیشانی سے دھو دیا ہے مبادا پھر کلف چہرہ اسلام ہو سا لکان طریقت و اہلبیت نبوت بلکہ خود حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ و الخیرۃ سے منقول ہے جو عرفہ میں وقوف کر کے گمان کرے مجھ پر کوئی گناہ باقی ہے اس سے بڑھ کر کوئی گناہ گار نہیں۔

فما اوسع مغفرة الله ولا اله الا الله وسبحن الله
والحمد لله وحسبنا الله ونعم الوكيل ولا حول ولا قوة
الا بالله العلي العظيم.

جب ایک جزو لطیف شب کا داخل یعنی غروب آفتاب یقینی ہو جائے فوراً سکیئہ وقار و اطمینان و قرار کے ساتھ ہمراہ امام لہیک و تکبیر و تہلیل و تحمید و استغفار و دعا و صلوة و ذکر و بقائیں مشغول مزدلفہ کی طرف کوچ کریں اگر راہ میں کہیں وسعت پائیں اور کسی کی ایذا جھٹل نہ ہو سیر میں شتابی کریں اور نماز مغرب و عشاء و عرفات خواہ راہ میں نہ پڑھیں جب مزدلفہ نظر آئے بشرط قدرت پیادہ ہو جائے اور کہے:

اللهم هذا جمع اسالك ان ترزقني جوامع الخير كله.

اور نہا سکے تو بہت بہتر یہاں جبل قزح کے قریب راہ سے بچ کر اترے اور اپنا اسباب اتارنے اور اونٹ کھولنے سے پہلے وقت عشاء میں بعد اذان و اقامت نماز مغرب بنیت ادا اور اس کے بعد بے تکبیر یا تکبیر کہہ کر بے فصل سنن و نوافل معانماز عشا پڑھ لیں اور اس جمع میں جماعت شرط نہیں اب صبح تک یہاں بقدر استطاعت یاد خدا و درود و دعا میں گزاریں جب صبح ہو نماز صبح نہایت اول وقت خوب تاریکی میں پڑھ کر مشعر الحرام میں آئیں اور امام کے پیچھے رو بقبلہ تکبیر و تہلیل و تحمید و تہجد و ثناء و درود و کثرت تلبیہ و دعا ملحوظ

آداب میں غایت اشتغال کریں اور اللہ جل جلالہ سے بتضرع تمام ارضائے خصوم و تکفل حقوق العباد مانگیں کہ یہاں اس کا وعدہ ہے جیسا کہ فصل فضائل میں گزرا:

وحسبنا الله ونعم الوكيل ونعم المولى ونعم النصير۔

اور یہاں سے سات کنکریاں دانہ خرما کی برابر اٹھالیں اور انہیں دھو کر اپنے پاس رکھ لیں جب خوب روشنی ہو جائے اور آفتاب قریب طلوع آجائے ہمراہ امام منی کی طرف لبیک و اذکار میں مشغول چلیں جب وادی حمرہ پہنچیں بقدر پانچ سو پینتالیس گز شرعی کی سیر میں بے ایذائے احدے تیزی کریں اور جانور پر سوار ہوں تو اسے تیز چلائیں اور اس عرصہ میں یہ دعا پڑھتے رہیں۔

اللهم لا تقتلنا بغضبك ولا تهلكنا بعذابك وعافنا قبل ذلك۔

جب منی پہنچیں دعائے رویت منی پڑھیں اور سب کاموں سے پہلے حجرۃ العقبہ کی طرف کہ ادھر سے پچھلا حجرہ ہے اور مکہ معظمہ سے پہلا جائیں اوٹین وادی میں سواری پر حجرہ سے پانچ گز شرعی کا فاصلہ چھوڑ کر وقف کریں کہ منی دہنے ہاتھ پر رہے اور کعبہ بائیں پر پس رخ ہجرہ سات کنکریاں جدا جدا سیدھا ہاتھ اس قدر اٹھا کر کہ پسیدی بغل ظاہر ہو اسے ماریں اور بہتر یہ ہے کہ کنکریاں حجرہ تک پہنچیں یا تین گز شرعی تک فاصلہ پر پڑیں تاہم کافی ہے اس سے زیادہ دوری میں وہ کنکری شمار میں نہ آئے گی اور ہر ایک پر

بسم الله اكبر رغباً للشيطان ورضى للرحمن اللهم اجعله حجاً مبروراً وسعياً مشكوراً و ذنباً مغفوراً کہتے جائیں اور پہلی کنکری سے لبیک موقوف کریں جب سات پوری ہو جائیں فوراً ذکر و دعا کرتے لوٹ آئیں اب قربانی میں متمتع و قارن پر واجب اور مفرد کو مستحب ہے مشغول ہوں اگر ذبح کرنا ہو تو خود ذبح کریں دونوں ہاتھ اور ایک پاؤں اس کا باندھ کر رخ بقبلہ لٹائیں اور دعا کریں۔ وجہت و جہی للذی فطر السموات والارض حنیفاً مسلماً وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العلمین۔ لا شریک له وبذلك امرت وانا من المسلمین۔ اللهم تقبل منی هذا النسک واجعله قرباناً لو

جھک وعظم اجری علیہ بعدہ بسم الله الله اکبر کہہ کر نہایت تیز چھری بسرعت تمام پھیر دیں۔ ذبح کے بعد ہاتھ پاؤں کھول دیں اور اونٹ اسے کھڑا کر کے سینے پر متہائے گلہ پر نیزہ ماریں۔ سنت یوں نہیں ہے اور ذبح بھی جائز بعد فراغ اپنے اور تمام مسلمانوں کے لئے قبول حج و قربانی کی دعا کریں اور جب تک سرد نہ ہو جائے کھال نہ کھینچیں کہ باعث ایذا ہے بعدہ رو بقبلہ بیٹھ کر مردسار اسر منڈائیں کہ ان کے لئے یہی افضل ہے یا بال کتر وادیں کہ رخصت ہے حلق وخی جانب سے شروع کریں اور وقت حلق اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد کہتے جائیں اور دعا کریں:

الحمد لله على ما هدانا وانعم علينا وقضى عنا نسكنا اللهم هذه ناصيتي بيدك فاجعل لي بكل شعرة نوراً يوم القمة وامح عني بها سيئة وارفع لي بهادر جنة في الجنة العالیه ط اللهم بارک لی فی نفسی وتقبل منی اللهم اغفر لی وللمحلقین والمقصرین یا واسع المغفرة ط امین۔

اور بعد از فراغ یہی تکبیر مذکور کہیں اور اپنے والدین و مشائخ و تمام حجاج و اہل اسلام کے لئے دعائے مغفرت کریں اور بال ذنن کر دیں اور حلق یا تقصیر سے پہلے ناخن نہ کتروائیں خط نہ بنوائیں اور عورتیں پورے برابر بال کتروائیں اب جماع و وداعی جماع کے سوا جو کچھ احرام نے حرام کیا تھا سب حلال ہو گیا اب افضل یہ ہے کہ اسی روز یعنی یوم النحر کہ دہم ذی الحجہ کا نام ہے۔ طواف فرض کے لئے جسے طواف الزیارة کہتے ہیں مکہ معظمہ جائیں اور بدستور مذکور پیادہ مع طہارت وستر عورت طواف بے اضطباع اور اسی طرح جو مفرد و متمتع سعی یا مثل قارن رمل و سعی دونوں سے کسی طواف کامل باطہارت میں فارغ ہو چکا ہے وہ بے رمل و سعی بجالائے ورنہ اب رمل و سعی کرے اور بعد طواف دو رکعت مقام میں پڑھیں اس طواف سے عورتیں بھی جلال ہو جاتی ہیں اور بارہویں تک اس کی تاخیر روا اس کے بعد بلا عذر ہو تو مکروہ تحریمی موجب دم اب دسویں تاریخ نماز ظہر مکہ معظمہ میں پڑھ کر منی روانہ ہو اور گیارہویں شب یہیں بسر کرے نہ مکہ میں نہ راہ میں کہ

مکروہ ہے روز یازدہم بعد از نماز ظہر امام کا خطبہ سن کر متوجہ رمی ہوان ایام میں رمی جمرہ اولی سے شروع کرتے ہیں جو مزدلفہ کی طرف مسجد خیف سے قریب ہے پس راہ مکہ کی طرف سے آکر چڑھائی پر چڑھے کہ یہ جگہ بہ نسبت جمرہ العقبة کے بلند ہے اور رو بہ کعبہ بطریق مذکور سات کنکریاں مار کر جمرہ سے قدرے آگے بڑھے اور مستقبل قبلہ ہاتھ دعا کے لئے اس طرح اٹھا کر کہ ہتھیلیاں جانب قبلہ رہیں حضور قلب و خشوع و خضوع کے ساتھ حمد و صلاۃ و دعا و استغفار میں بقدر قرأت سورہ بقرہ یا کم سے کم بمقدار تلاوت بست آیت مشغول رہے پھر اس کے آگے جمرہ وسطی ہے وہاں بھی بعینہ ایسا ہی کرے اس کے بعد جمرہ عقبہ سے یہاں رمی کر کے توقف نہ کرے بلکہ معا لوٹ آئے اور لوٹتے میں دعا کرے شب دوازہم یہیں اپنی فرو دگاہ پر بسر کرے بارہویں تاریخ بھی جمرہ ثلثہ کو بعد از زوال اسی طریقہ سے رمی کرے اب تا بہ غروب آفتاب مختار ہے کہ جانب مکہ روانہ ہو اور ایک دن اور ٹھہرے تو افضل مگر بعد غروب چلا جانا مکروہ۔ پس اگر روز چہارم یعنی تیرہویں تاریخ بھی قیام کیا تو اسی طرح رمی جمرہ کر کے متوجہ مکہ معظمہ ہو۔ جب وادی محصب میں کہ جنت المعلی کے قریب ہے پہنچے سواری سے اترے یا بے اترے کچھ دیر وقوف کر کے مشغول دعا ہو اور بہتر تو یہ ہے کہ عشاء تک نمازیں یہیں پڑھے اور ایک نیند لے کر داخل بلد مکرم ہو اور یہاں جب تک ٹھہرے اپنے اور اپنے والدین و مشائخ و اولیائے نعمت خصوصاً سید المرسلین ﷺ اور ان کے اصحاب و عترت علیہم الصلوٰۃ و التحیۃ کی طرف سے جس قدر ہو سکیں عمرے کرتا رہے جب عزم سفر ہو طواف وداع بے رمل و سعی واضطباع کرے اور دو رکعت معلومہ پڑھے پھر زمزم پر آئے اور پانی بطریق مذکور پئے اور بدن پر ڈالے پھر روبروئے در اقدس کھڑا ہواستانہ پاک کو بوسہ دے فلاح دارین و قبول حج و مغفرت ذنوب و توفیق حسن و عود بارہا کی دعا کرے ملتزم پر آکر بیچ مذکور غلاف کعبہ تھام کر چمٹے اور تضرع و خشوع و دعا و بکا و تکبیر و تہلیل و درود و حمد کی جس قدر تکثیر ہو سکے بجالائے پھر حجر مطہر کو بوسہ دے کر اٹھے پاؤں رخ بہ کعبہ یا سیدھے چلنے میں بار بار پھر کر کعبہ کو بانگاہ حسرت آلود دیکھتا جاتا فراق بیت پر روتا یا رونے کی صورت بناتا و دعا محبوس پر سرد آہیں کرتا مسجد مقدس کے دروازہ سے

بہاب الخروہ سے نکلے تا بہ وصول در کلمات وداع کا زبان پر لانا انشاء اللہ تیج گریہ و مورث حضور قلب ہے پس بار بار یوں کہتا چلائے:

الوداع الوداع یا کعبۃ اللہ یا ”بیت اللہ“ یا ”قبلۃ المسلمین“ یا انس الطائفین والعاکفین“ یا ”حجر اسمعیل“ ط یا ”مقام ابراہیم“ یا ”بئر زمزم“ ”ایہا الحجر الاسحم“ ط ”ایہا المستجار والملتمزم“ یا رض الحرم ”ایہا المسجد الحرام الاعظم“ ط جب دروازے پر پہنچے وقوف کرے اور کہے:

الحمد لله حمداً كثيراً طیباً مبارکاً اللهم ان هذا البيت بيتك وانا عبدك وابن عبدك وابن امتك جلستني على ما سخرت لي من خلقك حتى اعنتني على قضا ئمناسكك فلك الحمد ولك الشكر فان كنت رضيت عني فازددعني رضي والا فمن الان على بالرضي عني قبل عن افارق بيتك يا ارحم الرحمين۔ اللهم اصبحني العافية في بدني والعصمة في ديني يا ذا الجلال والاكرام۔ اللهم انك قلت وقولك الحق لنبيك صلى الله عليه وسلم عند فراقه لبيتك المحرم ان الذي فرض عليك القرآن لرادك الى معاد وقد اعدته الى بيتك الحرام كما ودته فاعدني الى بيتك بجاهه عندك مرة بعد مرة واجعلني من المقبولين عندك يا خير المسئولين ويا خير المعطين۔ اللهم لا تجعله اخرا العهد من بيتك الحرام وان جعلته اخرا العهد به فعوضني عنه الجنة يا ارحم الرحمين وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله

وصحبہ وامتہ اجمعین۔ آمین۔

بعده بقدر استطاعت فقراء حرم پر تصدق کر کے متوجہ مدینہ طیبہ سید المرسلین و رحمۃ للعالمین ہو صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین لیکون ختامہ مسک وفي ذالك فليتنافس المتنافسون۔

وصل دخول کعبہ اگر بے ایذا و کشمکش و ارتکاب مخدورات شرعیہ میسر نہ آ سکے ہرگز ارادہ نہ کرے کہ اجتناب منافی اجتناب مستحبات پر مقدم ہے دخول حطیم قریب میزاب پر قناعت کرے کہ وہ جگہ بھی درحقیقت زمین کعبہ ہے جسے کفار قریش پھر حجاج بن یوسف ظالم نے کعبہ سے خارج کر دیا ورنہ نعمت عظمیٰ وسعادت قصویٰ ہے پس بارعایت آداب ظاہر و باطن خاضع و خاشع آنکھیں نیچی کئے گردن جھکائے گناہوں پر شرماتا ملاحظہ کمال رب البیت سے لرزتا کانپتا بے پریشان نظری دہنا پاؤں مع تسمیہ پہلے بڑھا کر داخل ہوا اور اپنے سامنے کی دیوار تک جائے یہاں تک کہ اس سے تین گز شرعی کا فاصلہ رہ جائے وہاں دو رکعت نفل پڑھے کہ نبی ﷺ کا مصلیٰ ہے پھر دیوار کی طرف بڑھے اور اس پر رخسار اور منہ رکھ کر حمد و استغفار و درود و دعا میں اجتہاد کرے اور یقین جانے کہ یہاں تک پہنچنا بے توفیق الہی نہ ہو اور کریم کی عادت نہیں کہ جسے اپنے گھر بلائے اور مقام قرب میں جگہ عطا فرمائے پھر اس پر غضب کرے یا اس کی کوئی حاجت ضائع چھوڑ دے اس نے اپنے اس گھر کو امن دینے والا فرمایا امید واثق ہے کہ آج مجھے آتش ووزخ و احوال قیامت و عذاب قبر و کروبہات دارین سے اماں بخشے گا پس بخضر قلب و لحاظ آداب دعا کرے:

رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا۔ اللہم کما ادخلتني بیتک فادخلنی جنتک اللہم یا رب البیت العتیق اعتق رقابنا و رقاب ابائنا وامهاتنا من النار یا عزیز یا جبار اللہم یا خفی الالطاف امننا مما نخاف اللہم احسن عاقبتنا فی الامور کلها واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الاخرۃ ط

اللہم انی اسئلك من خیر ما اسئلك منه نبیک الی آخرہ۔

اسی طرح چاروں گوشوں پر جائے اور دعا کرے اور ستونوں سے چپے اور دعا کرے اور پھر اس دولت اور نعمت حج و زیارت کا نصیب و مقبول ہونا مانگے:

ان اللہ سمیع علیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

وصل اجابت دعا کے یہاں بیس مقام ہیں:

۱- مطاف یعنی گرد کعبہ جہاں تک سنگ مرمر بچھا ہے کہ مسجد الحرام زمانہ سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام میں یہیں تک تھی۔

۲- ملتزم۔

۳- مستحار کہ رکن شامی و یمانی کے درمیان محاذی ملتزم واقع ہے۔

۴- داخل بیت۔ ۵- زیر میزاب۔

۶- حطیم۔ ۷- حجر اسود۔

۸- رکن یمانی۔ ۹- خلف مقام۔

۱۰- نزد مززم۔ ۱۱- صفا۔

۱۲- مروہ۔ ۱۳- معنی خصوصاً بین المیلین

۱۴- عرفات خصوصاً نزد موقف نبی ﷺ

۱۵- مزدلفہ خصوصاً مشعر الحرام

۱۶- منیٰ۔ ۱۷، ۱۸، ۱۹- جمرات ثلثہ

۲۰- نظر گاہ کعبہ جہاں کہیں ہو اور ان اماکن سے بعض میں اجابت نزد بعض بعض اوقات سے خاص ہے۔

فصل پنجم: اسرار حج میں

واضح ہو کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی رحمت اس امت مرحومہ پر بطفیل اس نبی رؤف رحیم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین کے روز ازل سے تمام امم سے زائد

ہے اوروں کو بڑی بڑی مشقتوں اور جانکاہیوں پر جو ثواب ملتا انہیں تھوڑی محنت و خلاف نفس پر اس سے اوپر و اکثر عطا ہوتا ہے۔ سید المرسلین ﷺ نے اگلی امتوں سے ایک عابد کا بیان فرمایا جس نے ہزار مہینے حق سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نہایت غم ہوا کہ ہم اتنی عمریں کہاں پائیں گے اور وہ مرتبے جو سابقین کو ملے ہمیں کیسے ہاتھ آئیں گے۔ سورۃ نازل ہوئی:

انا انزلہ فی لیلة القدر۔ وما ادرك ما لیلة القدر۔ لیلة

القدر خیر من الف شهر۔ الی آخر السورۃ۔

یعنی اگر ہم نے انہیں عمریں طویل عنایت کیں تو تمہارے لئے اپنی رحمت سے ایک رات ایسی مقرر کی جو ہزار مہینے سے بہتر ہے اور اس کی عبادت کا ثواب عبادت ہزار ماہ کے ثواب سے بیشتر ہے اسی طرح امم سابقہ نے انتہائے مرضات الہی کے لئے رہبانیت ایجاد کی تھی کہ اہل و عیال و مال و متاع و شہر و دیار و یار و اغیار سے ایک قلم قطع علاق کر کے پہاڑوں اور جنگلوں میں تنہا رہنا اور لذات و شہوات سے بالکل کنارہ کش ہونا اختیار کیا اس امت کو رحمت الہی نے ان تکالیف شاقہ سے منع فرمایا اور ان کے لئے برکت جماعت میں رکھی گئی اور ان سے فرما دیا گیا لا رہبانیت فی الاسلام ہمارے دین میں رہبانیت نہیں مگر ہاں ہم اس کے عوض ایک ایسی ہل تدبیر بتائے دیتے ہیں جس میں نہ وہ مصیبت ہو نہ وہ تکلیف نہ اس کی مدت دراز و طویل اور ثواب و برکات اس سے زائد حاصل ہوں۔ یعنی عمر بھر میں ایک بار اہل استطاعت پر اپنے گھر کا حج فرض کرتے ہیں اور اسے اپنی طرف اضافت کر کے شرف و عزت بخشتے ہیں اور اسے تمہارے لئے امن و امان اور برکت و ہدایت والا مکان بناتے ہیں اور اس کا شوق تمہارے دلوں میں ایسا ڈالتے ہیں کہ یہ چند روزہ قطع علاق و غربت و وطن بھی تم پر باعث تکلیف و بے آرامی نہ ہو بلکہ چار سست سے اس کی طرف ایسے ٹوٹو جیسے کبوتر اپنے آشیانوں کی طرف اور اس کے شوق میں ایسے بے تاب دوڑو جیسے اونٹنی اپنے بچہ کے لئے یہ غریب الوطنی وہ مزہ دکھائے کہ لذت و وطن دل سے بھول جائے پھر جب نئی نئی سیریں اور طرفہ طرفہ تماشے راہ کے دیکھتے اور ہماری عجائب

قدرت و غرائب صنعت کے ملاحظہ سے حظ اٹھاتے اس تک پہنچو تو یہاں اگلی امتوں کی طرح نہ وہ بیابان لق ووق ہے جس میں ٹھہرنے سے دل گھبرائے نہ وہ بے سرو سامانی کہ غذا سوا برگ ہائے درخت کے کچھ ہاتھ نہ آئے نہ وہ تنہائی کہ سینہ میں دم رکے نہ وہ سخت بوجھ کہ اٹھ نہ سکے نہ وہ ندگان صحرا کی مہیب آوازیں نہ وہ وحشی جانوروں کی موحش صحبتیں بلکہ یہاں کیا ہے ایک عروس سراپا ناز سر تا بقدم حسن و انداز لباس مشکیں زیب تن بہ ہزاراں زیور رحمت مزین چہرہ وہ پر نور کی آنکھیں تجلی گاہ طور بنیں جمال وہ دل افروز کہ نگاہیں آئینہ سان محو حیرت رہیں دیکھے سے دل میں وہ ٹھنڈک آئے کہ پلک مارنے کو جی نہ چاہے۔

در بزم جمال تو بہنگام تماشا
نظارہ ز جمیدین مژگان گلہ وارو
دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار
گلچیں بہار تو ز داماں گلہ دارو

پروانے اس شمع خوبی کے گرد نثار ہو رہے ہیں عشاق دل سوختہ دامنوں سے لپٹے درد جگر کھور ہے ہیں کسی طرف آہ سحری کی نرم نرم نسیم غنچہ دل کھلاتی ہے کہیں اشک پیہم کی روانی ترشح ابر کا مزہ دکھاتی ہے کوئی سجدہ میں گر کر آئینہ حیران بنا ہے کوئی ملترم سے لپٹ کر تصویر دیوار ہو گیا ہے کوئی حطیم میں بیٹھا جہنم شوق میں دیوانہ وار سرگرم فغاں ہے کہ ایک دم خاموش نہیں کوئی رکن یمانی با میزاب کے پاس ایسا مست لذت ہے کہ جان و تن کا ہوش نہیں کسی کو بوسہ سگ اسودنے وہ مزہ دیا ہے کہ نشہ ذوق میں چور ہے لوگ اوپر گرے پڑتے ہیں مگر منہ ہٹانا کسے منظور ہے سبز پوشاں ملاء اعلیٰ دامن خدمت کمر ہمت پر چست باندھے مہمانوں کی دلداری میں سرگرم ہیں نور کے طبق سروں پر لٹائے جاتے ہیں ہماری رضا مندی کے ہار گلے میں پہنائے جاتے ہیں جو آبا خلعت عزت پایا جس نے سر جھکایا ہم نے مرتبہ رفیع پر پہنچایا چار طرف سے لبیک لبیک اللہم لبیک کی صدا کہیں ہیں ذکر و دعا و نعت و صلوة و اذان و اقامت کی بلند نائیں ہیں لطف و کرم کی زوردار بارش ہو رہی ہے گناہوں کے دفتر دھوئے جاتے ہیں۔ اشجار تنہا سرسبزی و شادابی پاتے ہیں صحبت کے لئے اکابر علماء و صلحاء کھانے کے لئے تمام جہان کی لطیف و لذیذ غذا گو یہاں کچھ نہیں ہوتا مگر جو کہیں نہ ملے یہاں ملتا ہے۔

یجبی الیہ من کل الثمرات۔

ہمارا سچا وعدہ ہے۔ من کفر پھر جو ہماری ایسی عظیم نعمتوں کی ناشکری کرے اور باوجود ان منافع بیشمار کے ادنیٰ تکلیف کہ وہ بھی ہزاروں لذتوں سے مشغوف ہے گوارا نہ کرے۔

فان الله غنی عن العلمین۔

تو ہمیں اس بے سپاس ناحق شناس کی کیا پرواہ ہے اپنا نقصان کرتا ہے ہمارا کیا کر سکتا ہے۔ اے عزیز اگر اس سفر سراپا ظفر سے بوجہ جیلولت بحر و خوف موت گھبراتا ہے تو تجھ سے زیادہ احق کون کیا اگر یہیں رہے گا تو موت تجھے چھوڑ دے گی یا معصیت میں مرنا طاعت میں جان دینے اور تابقیامت اجر ج لینے سے افضل و اعلیٰ ہے اور جو یار و دیار کا چھوڑنا پسند نہیں آتا تو یقین جان کہ ایک روز انہیں چھوڑنا اور اسی سے کام پڑتا ہے کہ ان کی محبت میں جس کی نافرمانی کرتا ہے اس وقت ان میں سے کوئی تیرا ساتھ نہ دے گا نفس تجھے تسویف و تاخیر کی گھاٹی میں ہلاک کرتا ہے اور تجھے خبر نہیں اونا دان موت کا وقت تجھے معلوم ہے یا اس کے پھیر دینے کی کوئی دوا یاد ہے کیا معلوم آج آگئی تو محروم رہا اور من کفر فان الله غنی عن العلمین کا داغ پیشانی پر لے گیا اور جو خدا نخواستہ ایسا ہوا تو یہود و نصاریٰ کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا ہاں اے غافل جلد اٹھ اور کمر اطاعت مضبوط باندھ اور قلب کی باگ تذکر و اعتبار کی طرف پھیر کہ مغز و عطر ج کا ہے۔ معاصی سے توبہ کر اور جن جن کے حقوق تجھ پر ہیں ان سے معاف کرا لے ورنہ ہر ایک حق تیرے ساتھ مثل قرض خواہ کے ہے۔ بڑی شرم کی بات ہے کہ شہنشاہ کے دربار میں اس ہیئت سے جائے کہ چار طرف سے قرض خواہوں کا ہجوم ہو اور ہزاروں مدعی دست و گریبان ہوں اگر اس نے ایسی بد حالت سے اپنے دربار میں بار نہ دیا تو کیسا خسارہ ہوگا۔ جب وطن و اہل وطن و اعزہ و اقربا کو چھوڑ کر چلے موت کا وقت یاد کر کہ ایک دن اسی طرح ان سب کو ایسا چھوڑ کر جانا ہوگا کہ پھر آنا اور ان میں رہنا بسا ہر گز نہ ہوگا آج زیارت بیت کے لئے جاتا ہے اس سفر میں مالک بیت کے پاس جانا ہوگا دیکھئے وہاں کیسی مٹی اور کیا کچھ گزرتی ہے جب توشہ کا سامان کرے خیال کر کہ اس تھوڑی دیر کے لئے کیا سامان کر رہا ہوں اور ایک

سفر عظیم بس دور و دراز و راہ روح فرسا و جاں گداز سر پر ہے اس کے لئے بھی کچھ توشہ جمع کیا یا نہیں یہاں اگر بے سرو سامانی سے گزری تو چند روزہ تکلیف ہے ملاوہ بریں بہت اخیاء ایسے تیرے ساتھ ہوں گے کہ تیری خبر گیری کرتے رہیں گے وہاں اگر اعمال حسن کا توشہ ساتھ نہیں تو کوئی بات نہ پوچھے گا جس سے ایک نیکی مانگے گا کہے گا ہم خود محتاج ہیں کچھ ہمیں کو دے جا پھر بڑی فکر تو اسی سفر کی چاہئے جب سواری پاس آئے شکر الہی بجالا کہ تیرے لئے اپنی رحمت سے وہ سامان کئے جس میں تجھ پر مشقت گراں نہ گزرے اور تصور کر کہ ایک دن سواری جتا زہ دروازہ پر لائی جائے گی یہ سواری تجھے بلاد و امصار کی سیر دکھاتی ٹھنڈی ہوا ٹھنڈے پانی کے ساتھ فضا دار مکانوں اور مجمع خلافت میں لے جائے گی اور وہ سواری تجھے یکس و تنہا کو سب عزیزوں قریبوں سے چھٹا کر ایک مکان بس تنگ و تاریں پہنچائے گی پھر کچھ ایسی کوشش کر کہ یہ سفر اس سفر کی آسانی کا باعث ہو یعنی اس میں گناہ و رفت و فوق و جدال سے بچ اور ہر وقت طاعت الہی میں سرگرم اور پُر حذر رہ کہ شوائب ریا و قصد غیر خدا اس سفر کو تباہ نہ کر دیں کہ پھر اس سفر طویل میں سخت وقت پڑے گی جب شہر سے باہر نکلے خیال کر کہاں جاتا ہے اور کیا ارادہ رکھتا ہے اور کس کی طرف قصد کیا ہے اس سفر میں میرے ساتھی و رفیق ہو جائیں گے۔ ایک وہ جو اس کی طرف پائے شوق سے دوڑے اور اس کے لئے دنیا و مافیہا سے گزر گئے۔ اور اس کی طاعت میں ہر وقت مصروف رہے ان کے لئے دو مشرودہ و تہنیت ہیں ایک وقت زیارت بیت الحرام دوم ہنگام لقائے حضرت ذی البلال والا کرام دوسرے وہ جنہوں نے تکالیف دنیوی سے تنگ آ کر بجزوری اس سفر کو گوارا کیا پھر اس میں جو بعض تکلیفیں کہ لوازم سفر ہیں گزریں اس پر جزع و فزع کرتے رہے یا قصد غیر خدا سے اپنی محنت کو برباد کیا یا اس حرم محترم میں معاصی سے باز نہ آئے اور ثواب کے عوض گناہ کمایا اس کا نصیب اس سفر سے سوا غربت و کربت اور سفر کی مصیبت کے اور کچھ نہیں آہ نہیں معلوم میں ان دونوں سے کس فرقے میں ہوں جب دریا میں سوار ہو اس قادر و الجلال عز مجدہ کی قدرت کاملہ کا مراقبہ کر جس نے ایسے بحر و خارنا پیدا کنار کو تیرے لئے مسخر کر دیا اور جان کہ اس رکوب کا انجام معلوم ہے اگر پارا ترے گوہر

مقصود ہاتھ آیا اور ڈوب گئے تو بشرط اخلاص شہید مرے اور قیامت تک ثواب پاتے رہے مگر ایک دریائے موج انگیز سخت طوفان خیز باقی ہے جہاں نہ کوئی ناؤ ہے اور نہ ناخذ اللہ ہی کی رحمت کام آئے گی پھر وہاں کے لئے کچھ ایسا سامان جمع رکھئے کہ بخیریت پار ہوں اگر موجی بحر و طغیان آب دیکھ کر ترس و ہول پیدا ہو اور وہ باعث التجا بجناب کبریا ہو خیال کر کہ یہاں ڈر کر اس کی طرف ملتی ہونا اور خشکی میں لہو و لعب و غفلت میں عمر کھونا کیسی حماقت ہے کیا وہ وہاں تیرے ہلاک پر قادر نہیں زمین بھی تو اس کے حکم سے پانی پر قائم ہے اگر وہ چاہے خسف ہو جائے پھر کون بچا سکتا ہے جب جامہ احرام پہنے کفن کو یاد کر کہ وہ ایسا ہی چار گز کپڑا بے سلا ہوگا آج جیسے احرام میں لپٹا اس کے گھر کی طرف چلا ہے کل کفن میں پیچیدہ اس کی طرف جائے گا پھر کچھ ایسی تدبیر کر کہ اس وقت کا عمل اس وقت کام آئے جب صحرا و بوادی میں گزر رہو اور ہزنوں یا درندوں کا ڈر ہو اپنی غفلت پر سخت افسوس کر کہ خطام دنیا کے لئے اس قدر مبہوم ہے اور وہ متاع گراں بہائے بیش قیمت جسے ایمان کہتے ہیں شیطان لعین ساچورا و نفس امارہ سار ہزن اس کے درپے ہے اور تو ان سے بچنے کی کچھ فکر نہیں کرتا یہاں سباع و درندگان کا علاج کر سکتا ہے اور مجمع کثیر میں آتے وہ خود خائف ہوتے ہیں گور کی تنہائی میں عیاذ باللہ اگر سانپ بچھو آئے ان کا بھی کو علاج کر رکھا ہے یا نہیں جب لبیک کہے لحاظ کر یہ اس بادشاہ بے نیاز کی ندا کا جواب ہے اس نے پکارا میری طاعت کے لئے میرے گھر کی طرف دوڑ تو کہتا ہے میں حاضر ہوں الہی میں حاضر ہوں کیا معلوم تیری یہ عرض وہاں مقبول ہو یا نہیں یہ وقت مسلمان کے لئے بڑے خوف ورجا کا ہے ڈر کہ تیرے اعمال بد تجھے مردود نہ کر دیں اور امید رکھ کہ کریم اپنے گھر آئے کو محروم نہیں رکھتا اسی واسطے لفظ لبیک جو سبقت ندا پر دال ہے مقرر فرمایا گیا تا یاد دلاتا اور امید بندھاتا رہے کہ ہم ناخواندہ مہمان نہیں بلکہ ایک بڑے کریم کے بلائے ہوئے جاتے ہیں۔

بلبل ز ادب پا نہ بند در صف گلزار تا گل بطلب گاری او از لب نہ کشاید حدیث میں ہے جو مال حرام لے کر حج کو چلا جب لبیک کہتا ہے۔ اسے جواب ہوتا ہے:

لا لبیک ولا سعدیک و حجتک مردود و علیک حتی ترد

مافی یدیک۔

نہ تیری لبیک منظور نہ سعدیک سنی جائے اور تیرا حج تیرے منہ پر مارا جائے گا جب تک تو وہ مال جو تیرے ہاتھ میں ہے پھیر دے حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ وعن آبائہ الکرام نے جب احرام باندھا اور سواری پر سوار ہوئے چہرہ شریفہ کا رنگ زرد ہو گیا اور جسم تھر تھرانے لگا اور لبیک نہ کہہ سکے لوگوں نے عرض کیا حضرت لبیک کیوں نہیں فرماتے ارشاد کیا ڈرتا ہوں کہیں جواب نہ ملے کہ لا لبیک ولا سعدیک پھر تبلیہ کیا اور کہتے ہی غش آگیا اور سواری سے گر پڑے اخیر حج تک یہی حال رہا۔ احمد ابن الجواری کہتے ہیں میں نے حضرت ابوسلیمان دارانی کے ساتھ حج کیا جب احرام باندھا انہوں نے ایک میل تک لبیک نہ کہی اور غشی طاری ہوئی جب ہوش میں آئے کہا اے احمد اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی بنی اسرائیل کے ستمگاروں سے کہہ دے مجھے یاد نہ کریں کہ جو مجھے یاد کرتا ہے میں اسے یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے یاد کریں گے میں انہیں لعنت کے ساتھ یاد کروں گا اے احمد میں نے یہ سنا ہے جو حرام طور پر حج کو جاتا اور لبیک کہتا ہے اللہ جل جلالہ فرماتا ہے لا لبیک ولا سعدیک حتی ترد مانی یدیک ہمیں ڈر ہے کہیں ہم سے بھی ایسا ہی نہ کہا جائے جب آدمیوں کا ہجوم اور ان کا ندائے الہی کے جواب میں لبیک لبیک کہتے مختلف شہروں سے آنا دیکھے مراقبہ کر کہ ایک روز ایسے ہی نفع صورت کریں گے اور تمام عالم کو بلائیں گے اور لوگ یونہی اپنی اپنی قبروں سے نکل کر اس کی طرف چلیں گے اس وقت کوئی مردود ہوگا کوئی مقبول آج بھی دیکھئے کیسی گزرتی ہے اور میں کس فرقے میں ٹھہرتا ہوں جب دروازہ حرم میں داخل ہو خیال کر ایک دن سب کو ایک دروازہ سے جس کا نام موت ہے گزر کرنا ہے مگر نہیں معلوم وہ دروازہ کس گھر لے جائے۔

فریق فی الجنة و فریق فی السعیر۔

جب مکہ معظمہ پہنچے شوق و ذوق میں ڈوب جا اور احسان الہی کا شکر بجالا جس کی توفیق سے یہاں تک پہنچا اور سمجھ لے کہ اس حرم کو اس نے امن دینے والی فرمایا ہے عجب کیا ہے بھی عذاب قیامت سے نجات ملے اور اپنے گناہوں پر خیال کر کے اشک نہ امت بہا

کہ کیسا آلودہ متلوٹ کیسی پاک جگہ کی زیارت کو جاتا ہے مگر یہاں امید غالب ہے کہ شرف خانہ عظیم اور کرم صاحب خانہ عظیم اور مہمان کی خاطر داری منظور اور پناہ لینے والے کو پناہ دینا کریموں کا دستور اگر تجھے رد کرنا چاہتے اپنے گھر نہ بلاتے جب نگاہ کعبہ معظمہ پر پڑے عظمت اس کی قلب میں لا اور گمان کر گویا تو رب البیت کو مشاہدہ کر رہا ہے اور کیسے خطرہ کی بات ہے کہ کل اس کی رویت نصیب ہوتی ہے یا معاذ اللہ مجتہدین میں ٹھہرتا ہوں مگر جب گھر دکھایا ہے تو امید ہے کہ اپنا وجہ کریم بھی دکھائے گا۔

انشاء اللہ العظیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم۔

غرض اپنے ہر امر سے امور آخرت کی طرف انتقال کر کہ وقائع حج بالکل نمونہ محشر ہیں۔ جب طواف بیت سے مشرف ہو دلولہ محبت کو حجاب ادب اور آتش شوق کو عرق خجالت سے ملا اور خیال کر کہ ملائکہ مقررین گرد عرش عظیم اور تمام ملائع اعلیٰ بیت المعمور کا کہ آسمان پر محاذی کعبہ واقع ہے طواف کر رہے ہیں کیا خوب نعمت ملی کہ ایسے مقبولوں سے مشابہت ملی اور کریم کا وعدہ ہے:

من تشبه بقوم فهو منهم۔

جو جس قوم سے مشابہت پیدا کرے گا وہ انہی سے شمار کیا جائے گا مگر طواف جسم بے طواف قلب بیکار ہے اگر دل حاضر نہیں تو یہ گرد پھر ناعث سر پھر انا ہے۔ جب حجر اسود کا بوسہ لے یاد کر کہ یہ وہ پتھر ہے جس میں تمام مخلوق سے حق سبحانہ نے عہد اطاعت لے کر وہ کاغذ میثاق اسے کھلا دیا ہے اس کا چومنا درحقیقت اس عہد کا تازہ کرنا ہے پھر خدا سے پیماں شکنی کر کے کس کا ہو کر رہے گا اور کوشش کر کہ اخلاص و صدق نیت باعث قبول عمل ہوتا یہ پتھر روز قیامت تیرے لئے گواہی دے اور خیال کر کہ بیشک اس پتھر پر حضور سید المرسلین ﷺ کے لب ہائے مبارک نے مس فرمایا ہے۔ شرم کر کہ تیرا منہ اور وہاں تک پہنچنا اور لحاظ رکھ کہ جواب ایسی جگہ مس کرنے سے مشرف ہوئے اب تو ان سے کلام بیہودہ و نامرضی نہ نکالینے ورنہ ان برکات کے فوت ہونے کا اندیشہ ہے۔ جب ملتزم سے چنے محبت و شوق کا قصد کر اور اسی طرح امید رکھ کہ تیرے جسم نے وہاں مس کیا جہاں تن نورانی رسول اللہ ﷺ نے

مس فرمایا تھا عجب کیا کہ جسم محبوب و بیت مقدس کی برکت سے تیرے بدن کو آتش و دوزخ سے بچالیں جب غلاف کعبہ سے لپٹے خیال کر کہ ایک نیکیس بے یار و سیاہ گناہگار اپنے گناہوں سے اس بادشاہ غفور رحیم کی بارگاہ میں التجا لایا ہے اور اس کا دامن پکڑ کر کہہ رہا ہے میرا تیرے در کے سوا کہیں ٹھکانہ نہیں اور تیرے کرم و عفو کے سوا کوئی ملجا و ماویٰ نہیں مجھے یہ دامن بڑا وسیلہ ہاتھ آ گیا اسے نہ چھوڑوں گا جب تک تو اپنے فضل سے میرے گناہوں پر قلم مغفرت نہ پھیر دے اور آئندہ اپنے دشمنوں سے مجھے رہائی دے اور یقین جان کہ کیسا ہی سخت نافرمانیہ دار غلام ہو جب اپنے کریم و رحیم مولیٰ کا دامن پکڑ کر چل جاتا ہے کہ میں تو بے عفو کئے نہ مانوں گا تو اسے رحم ہی آ جاتا ہے اور اس کی خطاؤں سے درگزر فرماتا ہے پھر حق تبارک و تعالیٰ تو رحم الرحمن واکرم الاکریمین ہے جل جلالہ ولا الہ الا هو۔ جب صفا و مردہ کے درمیان دوڑے اور سات پھیرے کرے خیال کر اس وقت میں نے اس بندہ مطیع فرمانیہ دار جاں نثار کی سی صورت بنائی ہے جو اپنے مولیٰ کی خدمت میں نہایت سرگرم ہے۔ ایک دم پاؤں اس کا زمین سے نہیں لگتا کبھی آتا ہے کبھی جاتا ہے یا مثل اس فقیر بینو کے جسے اس کی محتاجی نے بیتاب کر رکھا ہے دروازہ کریم پر آتا ہے اور اس کی صفت و ثنا کر کے سوال کرتا ہے مگر اسے نہیں کھلتا میرے حق میں کیا حکم ہوا لوٹ جاتا ہے پھر بیکاری اس کی اسے واپس لاتی ہے اور دیر تک اسی حالت میں رہتا ہے یا مثل اس عاشق جان سوختہ کے جو کوچہ محبوب میں سرگرداں پھر رہا ہے جمال جاناں نظر نہیں آتا اور دل کی بے چینی اسے ایک دم قرار نہیں لینے دیتی اور تصور کر ایک دن میزان کھڑی کی جائے گی ایک پلہ میں نیکیاں دوسرے پلہ میں گناہ رکھے جائیں گے تو اس پریشانی میں کہ دیکھئے کونسا پلہ غالب ہوتا ہے مضطرب پھر تا ہوگا کہ کبھی اس پلہ پر جائے گا کبھی اس پر اور حالت خوف ورجا دل کو زیر و بر کر رہی ہوگی جب نویں رات منیٰ میں سوئے اور صبح کو عرفات جانے کا قصد ہو یا دکر ایسے ہی ایک روز خواب مرگ سے اٹھ کر میدان محشر میں جانا ہوگا اور یہی خلق کا ازدحام اور امید و بیم کا عالم ہوگا جب عرفات میں وقوف کرے تو لوگوں کا اطراف و اکناف سے آکر ایک زمین میں جمع ہونا اور ہر ایک کا اپنے لئے آواز بلند کرنا اور مختلف

ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا اسی واسطے کہا جاتا ہے جو وقوف عرفہ کے گمان کرے کہ اس پر کوئی گناہ باقی رہا اس سے بڑھ کر کوئی گناہگار نہیں۔

عیاذ باللہ و رزقنا اللہ حسن الایمان آمین۔

جب رمی جمار کرے اطاعت امر الہی کا قصد کر اور اپنی عقل کو دخل نہ دے الحذر کہ تیرے دل میں خیال گزرے اس فعل کی کوئی غایت سمجھ میں نہیں آتی ایک بیہودہ و عبث سا کام معلوم ہوتا ہے اے نادان ایک کھلی غایت و غرض اس میں بھی موجود کہ ایسے حکم کے امتثال سے کمال عبودیت و غایت اتقیا مفہوم ہوتا ہے جس کام کی خوبی و منفعت خود سمجھ لی اس میں محض اطاعت نہ رہی بندہ وہ ہے جو مولیٰ کے حکم میں عقل کو دخل نہ دے مردہ بدست زندہ ہو جائے تجھے جو کہا وہ کہ اس سے کیا کام کہ کیوں کہا اور کیا فائدہ۔

لا یسل عما یفل و ہم یسلون۔

طیب جو تجھے دوا بتاتا ہے بے اندیشہ پی جاتا ہے گو اس کی ماہیت و افعال و خواص سے آگاہ نہ ہو اور سمجھ لیتا ہے طیب دانا ہے اور میرے ازالہ مرض کی فکر رکھتا ہے اس نے کچھ تو میرا فائدہ سمجھ ہی لیا ہوگا اللہ جل جلالہ پر اس قدر اطمینان بھی نہیں رکھتا وہ تو ارحم الراحمین ہے اور سب حکیموں سے بڑھ کر حکیم معبود اس میں ایک پیغمبر جلیل القدر یعنی سیدنا خلیل اللہ ابراہیم علیہ علی نبینا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تشبہ ہے کہ ان مقامات پر ابلیس لعین ان کا محضر ہوا تھا تا ان کے حج میں کچھ شبہ ڈال دے یا قابو چلے تو کسی معصیت میں آلودہ کر دے حق سبحانہ و تعالیٰ نے انہیں حکم دیا مردود کو پتھر ماریں کہ خائب و خاسر لوٹ جائے اور امید اس کی ٹوٹ جائے ہم بھی انہیں کا اتباع کرتے ہیں اگر تیرے دل میں اندیشہ گزرے انھوں نے تو شیطان کے پتھر مارے تھے اب شیطان کہاں ہے جس کے میں پتھر ماروں تو سمجھ لے کہ اگر شیطان یہاں موجود نہیں تو یہ وسوسہ تیرے دل میں کس نے ڈالا مستعد ہو کر اسی کے پتھر مار اور اطاعت حکم الہی سے ملعون کے دل پر زخم کاری لگا جب ذبح ہدیٰ واضحیہ کرے اتے بھی اسی طرح امتثال امر ربانی و اقتداء سنت ابراہیمی سمجھ اور امید رکھ کہ اس کے ہر عضو کے عوض تیرا ہر عضو انشاء اللہ تعالیٰ ناردوزخ سے

لعتوں میں اللہ جل جلالہ کو پکارنا اور ہر قافلہ کا اپنے اپنے سرداروں کے ساتھ ہونا اور ان کے ہمراہ چلنا اور ضعف و عاجزین و زناں و اطفال کا دوسروں سے اعانت چاہنا دیکھ کر اس مضمون کو بالکل عرصات قیامت پر منطبق کر کہ اسی طرح تمام عالم ایک میدان میں مجتمع ہوگا اور ہر ایک اپنی اپنی فکر میں ہوگا مختلف زبانیں طرح طرح کی آوازیں رنگ رنگ کی صورتیں پھر ہر فرقہ اپنے امام کے ساتھ ہوگا، انبیاء اپنی اپنی امتوں کو لئے کھڑے ہوں گے گناہگار نیکوں سے شفاعت طلب کریں گے اس وقت دیکھا چاہیے مجھے اپنے مہربان پیغمبر ﷺ کے زمرہ میں اور ان کے نشان والا شان کے نیچے جگہ ملتی ہے اور میری شفاعت حق تعالیٰ سے کرتے ہیں یا نہیں۔

اللہم احشرنا فی زمرتہ وارزقنا من شفاعتہ آمین۔

اور اعتقاد رکھ کہ یہ دن بیشک افضل الایام ہے اور آج رحمت الہی خلق کی طرف بے انتہا متوجہ ہے اور یہ موقف ہرگز اوتاد و ابدال و صلحاء و اولیاء سے خالی نہیں خدا کے نیک بندے اپنے دلوں کو خیال غیر سے پاک کئے ہوئے اس کے حضور گڑ گڑا رہے ہیں ان کے وہ ہاتھ اس کی طرف پھیلے ہیں جنہیں وہ خالی نہیں پھیرتا اور وہ گردنیں اس کی رحمت کی جانب بلند ہیں جو ہمیشہ اس کے حضور جھکی رہی ہیں اور وہ آنکھیں اس کی مہربانی پر کھولے ہوئے ہیں جنہوں نے اس کی یاد میں دریا بہائے ہیں اور رات رات بھر نیند سے آشنا ہوئیں پھر بالیقین ان کی دعا اور ان کا عمل سب مقبول ہیں اور کریم کی عادت نہیں کہ مجمع سالکین سے بعض کو دے اور بعض کو محروم پھیرے ایسے ہی لوگوں کی نسبت فرماتا ہے۔

ہم القوم لا یشقی بہم جلیسہم۔

وہ وہ لوگ ہیں کہ ان کا پاس بیٹھنے والا بد بخت و محروم نہیں رہتا علاوہ بریں یہ مقبولان خدا ہرگز تنہا اپنی مغفرت و قضائے حاجت کے طلبگار نہیں بلکہ تمام اہل موقف کو ان کی دعا شامل ہے۔

وللارض من کاس الکرام نصیب

تو بالیقین حسب وعدہ الہی میرے سب گناہ بخشے گئے اور آج ایسا ہو گیا کہ گویا

آزاد ہوگا اور جہد کر کہ آدمی ہو کر ایک جانور سے کم نہ ہو جائے اس کے حکم سے اپنی گردن دے دی اور تجھ سے اس کی مرضی کا کوئی کام نہیں بن پڑتا بعد تمام حج کے ہمیشہ طاعت الہی و اجتناب منہائی میں سرگرم رہ کہ دلیل قبول حج ہے حیف ہے جو نگاہ خدا کے گھر پر پڑے اب کسی حرام قصد سے اٹھے وادریغا جن ہاتھوں غلاف کعبہ چھوا موقوف عرفات میں خدا کی طرف بلند ہوئے۔ اب ان سے امر نام شروع صادر ہو جو لب تلبیہ و بوسہ حجر سے مشرف ہوئے اب ان سے سخن ناباستہ نکلے جو پاؤں راہ خدا میں چلے اب ان سے کار ناشائستہ کی طرف جائے جو بدن مجمع اقطاب و ابدال و مجلس ذکر ذوالجلال میں حاضر رہا اب محفل ابو ولعب و مجمع فساق و فجار میں شریک ہو۔

اللهم انا نسئلك التوفيق والهداية والنبات على امرك في البداية والنهاية فاغفر لنا ذنوبنا و اسرافنا في امرنا واختم لنا بالحسنى واقض لنا حوائجنا انك اكرم مسئول ورحمك خير مامول واستغفر الله ربى ان ربى لغفور رحيم ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم خاتمه رزقنا الله حسنہا۔

زیارت سراپا طہارت مدینہ طیبہ زادہ اللہ شرفا میں

ہر چند موضوع اس مختصر کا صرف ارکان اربعہ ہیں اور یہ بحث ان سے جدا مگر یہ ذکر اس کا ہے جس کی یاد یاد الہی سے مفارقت نہیں یہاں وہ نام پاک ورد زبان ہوگا جو آرام جاں ہے اور زیور ایمان جس کے بغیر مسلمانوں کو کبھی تسکین ممکن نہیں کوئی ذکر کوئی چرچا کیسا ہی نہیں و عمدہ ہو دل مومن بعد نام خدا کے اس میں اسی نام کا جو یاں و نگراں رہتا ہے اگر اس سے خالی دیکھتا ہے بجھ جاتا ہے اور مزہ کامل نہیں پاتا یہ وہ نام ہے جسے خالق ارض و سماء جل جلالہ نے زمین و آسمان و مہر و ماہ کی پیدائش سے بیس لاکھ برس پہلے اپنے نام کے ساتھ عرش بریں پر لکھا حق عز مجدہ کو یہی نام ایسا بھایا جس سے تمام عالم بالا آباد فرمایا سجدۂ

الہستہ کی پتے اور جنت کے ہر قصر و غرنے اور ہفت آسمان کے تمام مواضع و اماکن کو اس سے زینت دی اور حور عین کے سینوں اور ملائکہ مکرمین کی آنکھوں پر اسے تحریر فرما کر صفاء روشنی بخشی۔ اہل ایمان کو بھی لازم کہ بعد ذکر الہی ہمیشہ علی الدوام یاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں مصروف رہیں اور کسی وقت کسی حال میں اپنے دل و زبان و قلم کو اس سے خالی نہ رکھیں ذکر محبوب بے تقریب محبوب ہے چہ جائیکہ معیت ذکر الہی باعث کافی موجود ہو ایمان کے دو جزو ہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اگر مباحث پیشین لا الہ الا اللہ سے متعلق تھیں یہ بحث محمد رسول اللہ سے علاقہ رکھتی ہے معہذا جس طرح حج کے بعد زیارت مدینہ طیبہ کو حاضر نہ ہونا ظلم و جفا ہے اسی طرح اس کا بیان کر کے اسے چھوڑ جانا بیجا و خطا بنا بران فقیر اس خاتمہ کی برکت سے رسالہ کو جلوہ گاہ مسک الختام کرتا ہے اور اسے دو فصل پر منقسم کر کے دونوں جہان میں حسن انجام کی امید رکھتا ہے۔

و با اللہ التوفیق وبہ الا اعتصام ولا حول ولا قوة الا باللہ
المہیمن العلام۔

فصل اوّل

فضائل زیارت سراپا طہارت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ وسلم اور اس کے تارکین کی مذمت و بیان حرمان دولت میں

اعاذنا الله منه قال الله تبارك و تعالیٰ ولو انهم اذ ظلموا
انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول
لوجدوا لله توابا رحیما

اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ستم کریں تیرے پاس حاضر ہوں پس خدا سے بخشش چاہیں اور بخشش چاہے رسول ان کیلئے البتہ پائیں خدا کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان آئیہ کریمہ دردمندان مرض معصیت کو دوائے جاں بخش و روح افزا بنانے اور انھیں دارالشفاعے سرور مسیح محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہدایت فرماتی ہے کہ جو ستمگار ہماری

نافرمانیوں سے اپنی جان پر ظلم کرے وہ تیری بارگاہ بیکس پناہ میں آستان بوس ہو کر اپنے درد دل کا علاج چاہے گا اور تو شربت خوشگوار استغفار سے اس تشنہ کام کا معالجہ فرمائے گا حضرت شافی مطلق حکیم ہر حق جل جلالہ اسے شفا کے کامل دعا جل بخشے گا یہاں سے مثل ماہ نیم ماہ و مہر نیم روز روشن کہ آستانہ نبوت پر حاضر ہو کر استغفار مغفرت ذنوب میں اثر تمام رکھتی ہے دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ و سار عوالی مغفرة من ربکم۔ جلدی کرو اپنے رب کی مغفرت کی طرف ان دونوں آیتوں کے ملانے سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ ہم گنہگاروں کو خاک بوسی عتبہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہایت شتابی چاہیے۔ اور ہرگز ہرگز اس میں توقف کی راہ نہ دیں کہ موت کا وقت معلوم نہیں کیا عجب مہلت نہ دے اور یہ نعمت بے بہا ہاتھ سے جائے اور آریہ کریمہ کی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات دنیوی سے تخصیص محض تحکم قصر پر کیا دلیل قائم اور کوئی ضرورت اس کی طرف داعی اگر ایسی ہی تخصیصات بے تخص کا دروازہ کھولا جائے شریعت مطہرہ سے امان اٹھ جائے تمام احکام میں جس کا جی چاہے قیدیں لگا لے بلکہ منع تخصیص پر دلائل حاکم اولاً آریہ کریمہ اگر چہ لفظ اخبار ہے مگر معنی فرقہ عصاة کو اس طریقہ استغفار کی طرف ارشاد ہے: کما لا یخفی اور احکام الہیہ زمان دون زمان یا قوم دون قوم سے خاص نہیں ہوتے۔

الامادل البوہان علی تخصیصہ۔

بلکہ اگر غور کیجئے تو ہم بہ نسبت صحابہ کہ سب خیار و عدول تھے اس دوا کی طرف زیادہ محتاج عقل تقاضا کرتی ہے کہ کریم جب درخزانہ کھولے مالداروں کو عطا فرمائے اور ان عاجزان بیکس کو محروم رکھے جنہیں شدت فاقہ نے تالاب گور پہنچا دیا ہے۔ ثانیاً نبی کے پاس حاضر ہونا دونوں صورتوں میں صادق خصوصاً جبکہ احادیث صریحہ میں صاف ارشاد فرمایا جو میری قبر کی زیارت کو حاضر ہوا گویا میری زندگی میں میری زیارت کو آیا ثانیاً علماء مصرح کہ انبیائے کرام و حضور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام بحیۃ حقیقیہ دنیاویہ قبور میں زندہ ہیں اور حدیث سے ثابت ہمارے اعمال حضور میں پیش کئے جاتے ہیں نیکیوں پر مسرور ہوتے اور برائیوں پر استغفار فرماتے ہیں۔ رابعاً ائمہ محققین دایمہ آریہ کرمہ سے فضل

زیارت روضہ منورہ پر استدلال کرتے رہے اور زائرین کا حضور قبر اعظم میں اسے تلاوت کرنا قرناً فقرناً ما ثور و کلمی بہذا سنداً اور احادیث اس باب میں بکثرت وارد یہاں بیان بعض پر اقتصار ہوتا ہے و با اللہ التوفیق۔

حدیث اول

دارقطنی بیہقی ابوالشیخ ابن ابی الدنیا ابو بکر بزار قاضی محاملی عقیلی ابن عساکر حافظ ابوطاہر سلفی طبرانی ابن خزیمہ ذہبی اور ابواحمد ابن عدی کامل اور حافظ ابوالفرح شمس الدین ابن الجوزی کتاب مشیر العزم الساکن الی اشرف الاماکن اور حافظ فقیہ شیخ عبدالحق حنفی کہ۔ بشہادت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اعظم علمائے حدیث سے ہیں احکام صغریٰ و احکام کبریٰ میں کہ ان میں صرف احادیث صحیحہ جمع کرنے کا ذمہ کیا ہے۔ باسانید خود یا بعضہم عن بعض سیدنا وابن سیدنا عبد اللہ بن عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من زار قبری و جت لہ شفاعتی۔ جو میری قبر شریف کی زیارت کرے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جائے اور روایت بزار میں ہے حلت لہ شفاعتی اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو جائے حافظ عبد اللہ وہبی اس حدیث کی تحسین اور شیخ عبدالحق الزماطی تصحیح کرتے ہیں علماء فرماتے ہیں یعنی زائر ایک شفاعت خاصہ سے مختص ہوگا کہ اس قسم کی شفاعت اس کے غیر کے لئے اصلاً نہ کی جائے گی یا اس کے لئے زیادت نعیم یا تخفیف ہول قیامت یا جنت میں بے حساب جانے یا اس میں درجات بلند پانے یا زیادت دیدار الہی کے لئے جداگانہ شفاعت فرمائیں گے کہ یہ اقسام شفاعت ہر چند اوروں کے لئے ہی ہوں گے مگر زائر اس سے نصیب و بہرہ وافر کا مستحق ہوگا یا معنی یہ ہیں واللہ اعلم کہ زیارت قبر شریف سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خاتمہ و موت علی الایمان کی موجب ہوتی ہے جس کے سبب زائر مستحقان شفاعت میں کہ اہل اسلام میں بالضرور داخل ہوتا ہے اور شیطان اسے راہ ایمان سے پھیر کر حرمان شفاعت کا داغ نہیں لگا سکتا فقیر کہتا ہے غفر اللہ لہ اور یہ کچھ ان کے کرم سے بعید نہیں عالم حیات ظاہری میں اس جمال جہاں آرا کے دیدار سے مشرف ہونا

مسلمان کو سوء خاتمہ سے بچاتا ہے صحابہ کرام سب کامل الایمان تھے اور ایمان پر دنیا سے گئے اور حضور کی زیارت بعد وفات مثل زیارت زمان حیات ہے پس اگر ہم سرکشگان وادی معاصی کو جیسے محض اپنے فضل و کرم سے آستان بوسی کا اذن دیا اور حاضری دربار سے مشرف فرمایا عجب کیا کہ دم نزع یکسوں کی دستگیری فرمائیں اور پنجہ دشمن سے نجات دے کر اس ایمان کو جو انھیں کی سرکار سے عطا ہوا ہے سلامت رکھیں۔

وما ذالك على الله بعزیز ۝ ان ذالك على الله يسیر ۝
اللہ علی کل شیء قدیر ۝

اور لفظ شفاعتی میں شفاعت کو اپنی طرف سے اضافت فرمانا اس کے اظہار عظمت کے لئے کہ جیسا شفیع عظیم اسی قدر شفاعت بڑی اور نہ رسول ﷺ سے کوئی افضل نہ ان کی شفاعت سے کسی کی شفاعت اکمل گویا ارشاد ہوتا ہے کہ بہت گنہگاروں کی ملائکہ و انبیاء و علماء و شہداء وغیرہم مقربان خدا شفاعت کریں گے اگرچہ وہ شفاعت بھی درحقیقت ہماری ہی شفاعت ہے۔

كما قال صلى الله عليه وسلم وانا صاحب شفاعتهم ولا فخر۔

مگر جو ہماری زیارت کو حاضر ہوا اس کو ہماری بارگاہ یکس پناہ سے ایک علاقہ خاصہ ہے جو غیر کو نہیں کہ جو کریم کے دربار پر آیا وہ تو اسی کا ہو چکا اور اس پر اس کی دستگیری و غمخواری لازم ہوگئی پس اس کے زخم دل پر ہم خود بنفس نفیس مرہم رکھیں گے اور ہر آفت سے بچا کر جیسے یہاں ہمارے آستانہ پر جہہ سائی کی تھی وہاں بھی اپنے جوار رحمت خاص میں جگہ دیں گے الا اے آدرگان دست عصیاں و ستم دیدگان نفس و شیطان دوڑو اور اس دولت و سعادت کو لو بیٹو! و مژدہ ہو خوان جود بچھایا گیا اور صلائے عام دی گئی جو آیا اس نے پایا اور کیا کچھ پایا اور جس نے قدم ہٹایا محروم رہا اور محروم مر اور قیامت کو بھی محروم اٹھے گا۔ الا اے رستگاری خواہ خود بشاب سوئے او بیاؤ جود عام مصطفائی را تماشا کن اگر خیریت دنیا و عقبی آرزو داری بدرگاہش بیاؤ ہر چہ می خواہی تمنا کن

حدیث ثانی

طبرانی معجم کبیر اور دارقطنی امالی اور ابوبکر مقرر معجم میں اور حافظ سلفی و حافظ ابن عساکر و حافظ ابو نعیم بطرق خود ہا مثل حدیث سابق اور حافظ ابو علی سعید بن السکن بغدادی کتاب السنن الصحاح میں کہ تجرید احادیث صحیحہ کی متکفل ہے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں:

من جاء نى زائر الاتعمله الا يزارتى كان حقا على ان
اكون له شفيعاً يوم القيمة۔

جو میرے پاس میری زیارت کو حاضر ہوا کہ سوائے زیارت اور کوئی کام اسے نہ لایا ہو مجھ پر حق ہو جائے کہ روز قیامت اس کا شفیع ہوں امام

ابن السکن رضی اللہ عنہ اشارۃ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی صحت پر ائمہ حدیث کا اجماع ہے اور اسے صرف زمانہ حیات والا پر مقتصر سمجھنا محض نادانی علمائے دین تصریح فرماتے ہیں کہ انبیائے کرام خصوصاً سید الانبیاء علیہ وسلم التحیۃ والثناء کا حال زمان حیات و بعد از وفات یکساں ہے وہ اپنی قبور میں حیات حقیقی ظاہری و دنیاوی سے زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں نماز و غیرہ عبادات بجالاتے ہیں موت ان کی صرف نظر عوام سے چھپ جاتا ہے ورنہ خواص کی نگاہیں اب بھی اس جمال بے مثال کی جلوہ گاہ ہیں حضرت شیخ ابو العباس مرہبی حضرت سیدنا شیخ ابوالحسن شاذلی قدس اسرار ہما فرماتے ہیں اگر ایک آن جمال محمدی ﷺ نگاہ سے پوشیدہ ہو جائے اپنے آپ کو مسلمان نہ جانوں علاوہ بریں دانما اکابر علماء مثل حافظ ابن سکین مذکور کہ صدی چہارم کے اکابر اعیان سے ہیں اور امام علام تقی الملتہ والدین سبکی اور حافظ ابوالفضل احمد بن محمد خطیب قسطلانی اور شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی اور سید اجل نور الدین علی سمہودی وغیرہم رحمہم اللہ اس حدیث کو فصل زیارت قبر شریف میں ذکر کرتے آئے اور یہ ایسا امر نہیں جس میں کوئی ذی عقل شک کر سکے اب رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد ہدایت بنیاد سے بین و مہربن ہو گیا کہ زیارت ﷺ کے لئے

خاص اسی قصد سے شد الرحال مندوب اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پسند و مرغوب ہے یہاں تک کہ آنے والوں کو ہدایت فرماتے ہیں سوا ہماری زیارت کے دوسرا قصد نہ ہو۔ رئیس الحنفیہ محقق علی الاطلاق امام کمال الدین محمد بن الہمام اسی حدیث سے فرماتے ہیں زائر کے لئے اولیٰ یہ ہے کہ پہلے سفر میں صرف نیت زیارت سید المرسلین ﷺ کی رکھے اور اس کے ساتھ قصد مسجد اقدس کو بھی شامل نہ کرے کہ نیت حضور کے لئے خالص رہے اور مدینہ طیبہ پہنچ کر بعد زیارت شریف کے نیت مسجد پھر کرے یا دوسرے سفر میں دونوں نیتیں جمع کرے کہ اس صورت میں تعظیم و اجلال محبوب ذی الجلال ﷺ پیشتر ہے اور حضور کے ارشاد والا سے کہ سوا میری زیارت کے اور کوئی قصد نہ ہو موافق تر اور متاخرین نے ہر چند نیت مسجد اقدس کو بھی مناسب سمجھا اور اسے حضور کے لئے اخلاص نیت کے منافی نہ جانا کہ اگر مسجد کا قصد ہے تو وہ کس کی وجہ سے ہے وہاں بھی حضور ہی کا جلوہ ہے اور انہیں کی مسجد کہلاتی ہے انہیں سے علاقہ رکھتی ہے مگر کوئی پیشوائے دین اہل حق و تحقیق سے اس کا قائل نہ ہوا کہ سفر میں صرف قصد مسجد رکھیں اور زیارت شریف اس کے طفیل میں ہو اور کیسے کوئی رسول اللہ ﷺ کے خلاف ارشاد پسند کرے گا یا حضور کے پاس حاضری کو دوسرے امر کا تابع و طفیل ٹھہرائے گا۔

انا لله وانا اليه راجعون ولا حول ولا قوة الا بالله العلیٰ العظیم۔

حدیث ثالث

دارقطنی بیہقی طبرانی ابویعلیٰ ابن عدی ابن عساکر محامی سعید بن منصور اور حافظ ابن النجار بغدادی کتاب الدرۃ الثمینیۃ فی اخبار المدینہ اور حافظ ابن جوزی مشیر العزم الساکن میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی سرور عالم ﷺ فرماتے ہیں من حج فزارنی بعد وفاتی فکانما زارنی فی حیواتی جس نے حج کیا پھر میری قبر کریم کی زیارت کی بعد میری وفات کے گویا وہ میرے جمال جان افروز کے دیدار سے شرف ہوا میری حیات میں اور بیہقی وابن البخاری نے لفظ و حسن فی زیادہ کیا یعنی گویا اس نے میری زندگی میں میری

زیارت کی اور میرے شرف صحبت سے فیض یاب ہوا ہاں اے زائران آستان مصطفوی و خاکبوسان عتبہ علیہ نبوی صلوات اللہ وسلامہ علیہ طوبے و تہنیت تم پر فدا ہے اور آسمانوں سے تمہیں مبارکباد کی پیہم صدا تمہارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہاری نسبت فرماتے ہیں گویا ہمیں ہمارے حیات ظاہری میں دیکھا اور پھر یہ بھی ارشاد ہے کہ

من رانی فقد رای الحق۔

جس نے مجھے دیکھا بیشک اس نے حق کو دیکھا اے عزیز و اگر تم صحابی نہیں گویا صحابی ہو دل و جان تمہاری ان آنکھوں پر قربان جن میں روضہ مصطفیٰ ﷺ کا عکس جلوہ گر ہوا اور بہار انوار ان نگاہوں پر نثار جنہوں نے ایسے گلستان ہمیشہ بہار میں جولائ کیا حقا آنکھیں تمہاری آنکھیں ہیں اور قسمت تمہاری قسمت۔

رزقنا الله العود الى هذا الحريم الكريم كرة بعد كرة
ومرة بعد مرة في عافية ومسرة من دون بلاء ومعترة امين۔

حدیث رابع

ابوداؤد طیالسی وحافظ ابو نعیم اور بیہقی سنن کبیر میں اور حافظ ابن سناکر حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من
زار قبری او قال من زارنی كنت له شفیعا وشهيدا ومن مات
باحد الحرمين بعثه الله عز وجل من الامنین يوم القيمة۔

یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا جو میری قبر شریف کی زیارت کرے یا ارشاد ہوا جو میری زیارت کرے اور معنی واحد ہیں میں اس کا شفیع و گواہ ہوں اور جو دونوں حرم سے ایک میں مرے اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت بے خوفوں میں اٹھائے۔

حدیث خامس

ابو جعفر عقیلی ابوبکر بیہقی حافظ ابن عساکر مرثیہ راوی:

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ ﷺ من مات فی احد الحرمین بعث من الامنین یوم القیمة ومن زارنی محتسباً الی المدینۃ کان فی جوارى یوم القیمة۔
یعنی ارشاد فرماتے ہیں جو احد الحرمین میں مرے روز قیامت بے خوف اٹھے اور جو میری زیارت کو بانیث ثواب مدینہ تک آئے روز قیامت میری امان میں ہو۔

حدیث ثامن

دارقطنی و بیہقی محامی ابن عساکر حضرت حاطب بن ابی بلتعہ بدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

وهذا لفظ الدار قطنی عن حاطب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من زارني بعد موتي فكا نما زارني في حيوتي ومن مات باحد الحرمين بعث من الامنين يوم القیمة۔

یعنی سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں جس نے میری زیارت کی بعد میرے انتقال کے گویا اس نے میری زیارت کی میری زندگی میں اور جو مکہ یا مدینہ میں وفات پائے روز محشر ہر ہول سے امن میں ہو۔

حدیث تاسع

حافظ ابو الفتوح سعید بن محمد بن اسماعیل یعقوبی اپنے جزم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من زارني بعد موتي فكا نماز ارني وانا حي ومن زارني كنت له شاهداً اور شفيعاً يوم القیمة۔

یعنی حضور سرور عالم ﷺ فرماتے ہیں جو میری زیارت کرے بعد میری موت

من زارنی معتمداً کان فی جوارى یوم القیمة ومن مات فی احد الحرمین بعثہ الله من الامنین یوم القیمة۔

یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو بالقصد میری زیارت کرے اور اسے مقصود اصلی جانے روز قیامت میرے سایہ اور میری امان میں ہو یا میرا سایہ ہو اور جو حرمین میں سے کسی حرم میں انتقال کرے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن امن والوں میں محشور کرے۔

حدیث سادس

حافظ ابو الفتح ازدی بطریق سفین الثوری عن منصور عن ابراہیم عن علقمہ حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

من حج حجة الاسلام وزار قبری وغزا غزوة وصلی فی بیت المقدس لم یسالہ الله عزو جل فیما افترض علیہ۔

جو حجۃ الاسلام بجالائے اور میری قبر کریم کی زیارت سے مشرف ہو اور ایک جہاد کرے اور بیت المقدس میں نماز پڑھے اللہ جل جلالہ اس سے فرائض کا حساب نہ لے یعنی جب فرائض کا حساب نہ ہو تو واجبات و سنن تو دوسرے درجہ میں ہیں علماء فرماتے ہیں ممکن ہے یہ جزائے عظیم یعنی اعمال کی پرکش نہ ہونا ان چاروں باتوں کے اجتماع پر مترتب ہو یا ان میں سے ہر ایک یہ فضیلت رکھتی ہو فقیر کہتا ہے غفر اللہ لہ ترتیب ذکر سے ظاہر کہ زیارت اقدس جہاد نفل و نماز بیت المقدس سے افضل ہے فافہم۔

حدیث سابع

بیہقی ابن ابی الدنیا اور حافظ ابو الفرج مشیر العزم میں سیدنا انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

من زارنی بالمدينة محتسباً كنت له شفيعاً وشهيداً يوم القیمة۔
جو مدینہ آکر بانیث ثواب میری زیارت کرے میں روز قیامت اس کا شفیع و گواہ

ہوں اور مشیر العزم میں بیہقی کی دوسری روایت سے ہے:

کے گویا اس نے میری زیارت کی بحالت میری زندگی کے اور جو میری زیارت کرے میں اس کا گواہ یا شفیع ہوں قیامت کے دن۔

حدیث عاشر

حافظ ابو جعفر عقیلی وابن عساکر سیدنا وابن سیدنا حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں شفیع المذنبینؓ فرماتے ہیں:

من زارنی فی مماتی کان کمن زارنی فی حیوتی ومن زارنی حتی ینتہی الی قبری کنت لہ یوم القیمة شہیداً او قال شفیعاً۔

جو میرے انتقال کے بعد میری زیارت کرے وہ مثل اس کے ہو جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی اور جو میری زیارت کو حاضر ہو یہاں تک کہ میرے مرقد انور تک پہنچ جائے میں روز قیامت اس کا گواہ ہوں یا فرمایا شفیع ہوں اور ابن عساکر کے لفظ یہ ہیں:

من زارنی فی المنام کان کمن زارنی فی حیوتی الحدیث۔
یعنی خواب میں میری زیارت سے مشرف ہونا ایسا ہے جیسا مجھے میری زندگی میں دیکھنا باقی الفاظ یکساں ہیں۔

حدیث حادی عشر

علامہ محقق عاشق المصطفیٰؓ شیخ عبدالحق محدث دہلوی جذب القلوب الے زیار المحبوب میں نقل کرتے ہیں سید المحبوبینؓ فرماتے ہیں:

من حج الی مکة ثم قصدنی فی مسجدی کتبت لہ حجتان مبرورتان۔

جو مکہ میں آکر حج کرے پھر میری نیت سے میری مسجد میں حاضر ہو اس کے لئے دو حج مبرور لکھے جائیں اور فرماتے ہیں حج مبرور کی جزا سوا جنت کے کچھ نہیں اور حق یہ کہ حج مبرور وہ حج ہے جسے حضرت اکرم الاکرامینؐ جل جلالہ اپنے فضل و کرم سے قبول فرمائے

حاصل یہ کہ زیارت اقدس کے لئے جانا بشرطیکہ ریا و سمعہ و سوسہ ادب سے خالی ہو حج مقبول کا ثواب رکھتا ہے اور اس کا عوض یہی ہے کہ اللہ جل جلالہ زائر کو اپنے نبیؐ کی رحمت و برکت و شفاعت و شہادت سے داخل جنت النعیم فرمائے۔

حدیث ثانی عشر

ابوالحسن یحییٰ بن حسن جعفر حسینی کتاب اخبار المدینہ کے باب ماجاء فی زیارة قبر النبیؐ والسلام علیہ میں حضرت بکیر بن عبداللہؓ سے روایت کرتے ہیں۔ ابوالقاسم محمد مصطفیٰؓ فرماتے ہیں:

من اتی الی المدینہ زائر الی وجبت لہ شفاعتی یوم القیمة ومن مات فی احد الحرمین بعث امناً۔

جو مدینہ آئے میری زیارت کے لئے روز قیامت میری شفاعت اس کے لئے واجب ہو جائے اور جو حرمین سے کسی حرم مرے بے خوف اٹھایا جائے۔

حدیث ثالث عشر

دارقطنی علی میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں۔
قال قال رسول اللہ ﷺ من زارنی الی المدینة کنت لہ شفیعاً وشہیداً۔

یعنی رسول اللہؐ فرماتے ہیں جو مدینہ آ کر میری زیارت کرے میں اس کا شفیع و گواہ ہوں۔

حدیث رابع عشر

ابن عساکر حضرت مولیٰ المسلمین امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے موقوفارواوی کہ فرماتے ہیں:

من سال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدرجة والوسيلة حلت لہ شفاعتہ یوم القیمة ومن زار قبر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی جوار رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

جو شخص رسول اللہ ﷺ کے لئے درجہ علیا و وسیلہ عظمیٰ حق تعالیٰ سے مانگے روز قیامت نبی ﷺ کی شفاعت اس کے لئے حلال ہو جائے اور جو مرقد اطہر سید البشر ﷺ کی زیارت کرے رسول اللہ ﷺ کی امان میں ہو۔

حدیث خامس عشر

ابن حبان اور دارقطنی کتاب العلل و غرائب مالک اور ابوالخیر ابن عدی کامل میں بطریق حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ ابن الفاروق الاعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من حج البيت

ولم يزرنى فقد جفانى۔

جس نے خانہ کعبہ کاج کیا اور میری زیارت نہ کی تحقیق اس نے مجھ پر ظلم کیا اے عزیز پردہ غفلت چشم بصیرت سے اٹھا اور بغور دیکھ اس ارشاد میں تارک زیارت کے لئے کیسی سخت وعید ہے۔ علماء فرماتے ہیں جفا ایذا ہے اور ایذا رسول اللہ ﷺ کی حرام قطعی اللہ عز مجاہد فرماتا ہے:

ان الذين يوذون الله ورسوله لعنهم الله في الدنيا والآخرة ط

بیشک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اللہ کے رسول کو ان پر خدا کی پھٹکار ہے دنیا و آخرت میں بالجملة جو زیارت پر قادر ہو اور بلا عذر اس سے اعراض کرے وہ ناحق شناس اس وعید میں داخل ہے اور رسول اللہ ﷺ کا ہم پر حق یہ نہیں کہ عیاذ باللہ انھیں ایذا پہنچائیں اور یزید کے وارث بنیں بلکہ یہ کہ ان کی خاک پا پر دل و جان نثار کریں اور ان کی محبت و یاد میں دو جہان فراموش رزقا اللہ غایۃ و قصواہ بجاہ کل من لہ و والہ صلی اللہ علیہ آلہ و صحبہ و بارک و سلم۔

حدیث سادس عشر

یحییٰ بن جعفر حسینی اخبار المدینہ میں مسنداً بطریق حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ اور ابن النجار درہ ثمینہ اور ابو سعید شرف المصطفیٰ میں اعضاۃ حضرت سیدنا و مولانا اسد اللہ الغالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کرتے ہیں:

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من زار قبري بعد

موتي فکانما زارني فی حیواتی و من لم يزرنی فقد جفانى۔

جو میری قبر کی زیارت کرے بعد میری موت کے گویا اس نے میری زیارت کی میری زندگی میں اور جو میری زیارت نہ کرے پس بیشک اس نے مجھ پر جفا کی اور ابن النجار کے لفظ یہ ہیں:

روى عن علي رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله

صلى الله عليه وسلم من لم يزرنى فقد جفانى۔

جو میرے مرقد مطہر کی زیارت نہ کرے اس نے مجھ پر ستم کیا یہ حدیث حدیث سابق سے سخت تر ہے کہ وہاں حکم حج پر معلق تھا کہ جو حج کر کے زیارت نہ کرے اس پر یہ وعید ہے اور یہاں مطلقا فرماتے ہیں۔

حدیث سابع عشر

حافظ ابو عبد اللہ محمد بن محمود بن النجار کتاب الدرۃ الثمینہ فی فضائل المدینہ میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی:

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من زارني ميتا

فکانما زارني حيا و من زار قبري وجبت له شفاعتی يوم

القيمة و ما من احد من امتي له سعة ثم لم يزرنی فلیس له عذر۔

یعنی حضور رحمت للعالمین ﷺ فرماتے ہیں جو میری زیارت کرے در صورت میری وفات کے گویا اس نے میری زیارت کی بحالت میری حیات کے اور جو میری قبر کی

زیارت کرے اس کے لئے میری شفاعت روز قیامت واجب ہو جائے اور جو امتی میرا قدرت رکھتا ہو پھر میری زیارت نہ کرے اس کے لئے کوئی حیلہ نہیں یعنی جب باوجود استطاعت میری آستانہ بوسی سے محروم رہا تو روز قیامت اس کا کوئی بہانہ نہ سنا جائے گا اور کوئی عذر و حیلہ کام نہ آئے گا۔

حدیث ثامن عشر

ابن فرحون نے مناسک اور حضرت امام حجۃ الاسلام ابو حامد محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہما نے احیائے العلوم شریف میں ذکر کیا سید عالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

من وجد سعة ولم يقدم الى فقد جفانی۔

جس نے وسعت پائی اور میرے دربار میں حاضر نہ ہوا اس نے مجھ پر جفا کی عیاذ باللہ۔

فائدہ

اس تفصیل و جمع طرق سے ظاہر ہو گیا کہ زائر کے لئے وعدہ صادق شفاعت رسول اللہ ﷺ سے پانچ صحابہ نے روایت کیا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ عنہ اور ابن عمر ام المصطفیٰ عبداللہ بن عباس اور انس بن مالک اور کبیر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور ان کی احادیث میں ائمہ حدیث نے اپنی کتب میں روایت کیں۔ دارقطنی طبرانی ابن خزمیہ بیہقی عقیلی ابن ابی الدنیا ابو بکر بزار ابوالشیخ محاملی ابن عدی ابن عساکر ابونعیم ابوداؤد طحاوی ابن السکن سلفی ابوبکر مقرر یحییٰ حسینی ابن جوزی ذہبی عبدالحق اور یہ بشارت جاں بخش کہ جس نے بعد وفات زیارت کی وہ مثل اس کے ہے جس نے عالم حیات میں زیارت کی چھ صحابیوں نے ابن عمر ابن عباس علی مرتضیٰ خاطب بن ابی بلتعہ ابو ہریرہ انس رضی اللہ عنہم اور ان کی اخبار چودہ ائمہ نے ذکر کیں۔ دارقطنی عقیلی طبرانی بیہقی ابویعلیٰ ابن عدی ابن عساکر سعید بن منصور یعقوبی محاملی ابن النجار سید حسینی ابن جوزی ابوسعید اہل زیارت کے لئے یہی مژدہ انشاء اللہ دنیا و آخرت میں بس ہے اور معترضین منکرین کو انھیں

دولتوں سے محرومی کافی وبال اللہ التوفیق۔

فصل دوم: آداب زیارت سراپا کرامت میں

جب توفیق الہی مساعدت فرمائے اور عزم اس سفر سراپا ظفر کا مصمم ہو جائے واجب ہے کہ نیت لحاظ غیر سے خالص کرے اور استخارہ و تجدید توبہ و رد مظالم وارضائے ارباب حقوق وغیرہا آداب سفر بجالا کر بغایت خشوع و خضوع و ادب و وقار و شوق و ذوق اس راہ پاک میں جہاں سراور آنکھوں سے چلنا چاہیئے بحالت امید و بیم قدم رکھے اور اپنے تمام اوقات بعد ادائے فرائض و قضائے حاجات ضروریہ انسانیہ ذکر شریف سید المرسلین ﷺ و نکشیر درود و سلام میں بسر کرے خصوصاً اوقات متبرکہ مثل آخر شب و وقت سحر علی الخصوص جب دیار محبوب قریب آجائیں کہ وہ زمانہ تجلی خاص کا ہے اور جس طرح ادھر شیدائیان دل و فکر کا شوق نزدیکی کوئے جاناں سے دو بالا ہوتا جاتا ہے ادھر سے بھی اپنے قاصدان بارگاہ بے کس پناہ پر بسبب اس کے کہ وہ اس سرکار کے مہمان کہلائے جائیں گے رحمت خاصہ زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ حدیث میں ہے حق سبحانہ و تعالیٰ نے ایک گروہ ملائکہ اس کام کے لئے پیدا فرمایا ہے کہ جو لوگ زیارت رحمت اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قصد سے مدینہ طیبہ آتے ہیں اور راہ میں صلوٰۃ و سلام حضور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھیجتے ہیں یہ ملائکہ حاضر دربار ہو کر عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ فلاں ابن فلاں بقصد زیارت والا آتا ہے اور یہ تحفہ سرکار میں پیش کرتا ہے اے عزیز اس سے زیادہ سعادت کیا ہے کہ تیری حاضری سے پہلے تیرا ذکر خیر اس محفل قدس منزل میں باریاب ہو اور بایں آلودگی عصیاں و کموثات بے پایاں تیرا اور تیرے باپ کا نام ان کے حضور لیا جائے۔

جاں میدہم در آرزو اے قاصد آخر باز گو در مجلس آں نازنین نرفے گرا زماے رود جب حرم مدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفا طیبیا کے قریب پہنچے اور آنکھ وہاں کے درختوں اور پہاڑوں اور آثار و معالم پر پڑے دامن اجلال و ادب کمر ایمان پر چست باندھے اور ہم تن دریائے شوق و ذوق میں ڈوب جائے دل غفلت پسند اگر ایسے وقت بھی خواب بے

خبری میں ہو اس نادان کا شانہ ہلائے اور کہے او بے وقت سونے والے او اپنے نفس پر ظلم کرنے والے جاگ اور ہوشیار ہو کہ یہ وقت خواب کا نہیں اشک بیتابی سے منہ دھو اور آنکھیں مل کر دیکھ کہ صبح تجلّا جلوہ گر ہے اور نور کا تزکا پیش نظر کو چہ جاننا کی ٹھنڈی نسیمیں چل رہی ہیں فیض بہار سے تمناؤں کی کلیاں کھل رہی ہیں۔ صباے رحمت کی نرم نرم چالیں عطر بیز ہیں مرغان خوش الحان ذکر محبوب میں ترنم ریز ہیں او بے خبر اگر اب بھی سویا کب جاگے گا۔

دیکھ تو طالع بیدار سے غم دور ہے آج جاگ ظالم کہ طلوع سحر نور ہے آج غرض جس قدر قرب زیادہ ہو درود و سلام کی تکثیر کرے اور دل کو خیالات این و آن اور زبان کو ذکر و ذکر و عمر و سے دور رکھے جب حرم محترم مدینہ سکینہ میں داخل ہو یہ دعا پڑھے:

اللهم هذا حرم رسولك فاجعله لي وقاية من النار وامانا
من العذاب وسوء الحساب O اللهم افتح لي ابواب
رحمتك في زرزقني واياراة نبيك صلى الله عليه وسلم
ما رزقته اولياءك واهل طاعتك واغفر لي وارحمني يا
خير مسنون O

اور احسن یہ ہے کہ سواری سے اتر پڑے اور روتا ہوا سر جھکائے آنکھیں نیچی کئے چلے اور ہو سکے تو برہنہ پا بہتر ہے وفد عبد القیس جب حاضر خدمت اقدس ہوئے اور ان کی نگاہ جمال جہاں آرائے سید المجوبین علیہ السلام پر پڑی بیتا بانہ سوار یوں سے کود پڑے اور دوڑ کر حضور کے ہاتھ پاؤں چومے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تے ان کے اس فعل پر انکار نہ فرمایا بیہات بیہات سواری کیسی یہاں تو زیادہ پا برہنہ قدم چلنا بھی مجبوری۔

جائے سرست اینکہ تو پامے نہیں پائے نہ بنی کہ کجا مے نہیں
علماء فرماتے ہیں اگر اپنی آنکھوں پر چلتا تو جو حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کا اس) پر واجب ہے اس کے سوجھوں سے ایک حصہ ادا نہ ہوتا۔

لوجئتکم قاصدا سعی علی بصری لم اقض حقاوی الحق ادیت

جب نگاہ قبہ سعادت و برج کرامت پر پڑے اس کی اور اس آفتاب سپہر اجلال کی عظمت کا خیال کامل دل میں لائے جو اس میں رونق افروز ہے اور جانے کہ یہ قبہ اس زمین پاک پر مشتمل ہے جو بالا جماع تمام زمینوں یہاں تک کہ اماکن جنت و خاک کعبہ بلکہ بقرع علمائے دین عرش بریں سے بھی افضل ہے اور عجب کہ جو مشتاق آفت رسیدہ فراق ایک عمر کی تمنا کے بعد طے منازل و قطع مراحل کر کے اس مقام تک پہنچے اور خدا سے اپنے کرم سے یہ دن دکھائے پھر غایت بیتابی و وجد میں جامہ سے باہر نہ ہو جائے۔

چناں کہ رقص کناں گرم میر و مجنوں مگر زد و رنگا ہش محمل افتاد دست
بالجملہ بکمال ادب و ہیبت و وفور شوق و محبت آگے بڑھے اور اتنی عمر تک اپنی محرومی پر تاسف کرے اور حسن خاتمہ کی دعا مانگے کہ آخرت میں اس جمال باکمال کے دیدار سے مشرف ہونا غایت خطر میں ہے اور ابھی کیا معلوم کہ اس آستانہ پاک تک پہنچتے پہنچتے عمر ساتھ نہ دے پیک اجل آجائے اور دل کی حسرت دل میں رہ جائے۔

باینکہ کعبہ نمایاں شود ز پامشیں کہ نیم گام جدائی ہزار فرنگ ست
جب مدینہ شریف تک پہنچے قبل از دخول اور نہ بن پڑے تو بعد از دخول (پیش از حضور مسجد وضو و مسواک کرے اور غسل احسن ہے اور جامہ غنیدہ پاکیزہ پہنے اور نیا بہتر ہے اور سرمہ و خوشبو لگائے اور مشک افضل ہے اور اپنے مہربان پروردگار جل جلالہ کا شکر بجا لائے کہ اس ذرہ بے مقدار کو کہاں پہنچایا کہ رفعت آسمان بھی ہزاروں منزل پیچھے رہ گئی مدیث میں ہے جب زائر بقصد زیارت قریب مدینہ پہنچتے ہیں۔ ملائکہ کرام ہدایئے رحمت و تفہمائے عنایت کے ساتھ ان کا استقبال کرتے اور انواع مرثدہ و بشارات ان کے شامل حال فرماتے اور گہائے تشریف و اعزاز کے طبق بلبلان شیدا کے سروں پر لٹاتے ہیں۔

جب دروازہ شہر میں داخل ہو صلاۃ و سلام عرض کرے اور یہ دعا پڑھے:

بسم الله ماشاء الله لا قوة الا بالله رب ادخلني مدخل
صدق و اخرجني مخرج صدق واجعل لي من لدنك

سطنانصیراۃ حسبی اللہ امنت باللہ توکل علی اللہ
لا حول ولا قوۃ الا باللہ اللہم انی اسئلك بحق السائلین
علیک وبحق ممشای هذا الیک فانی لم اخرج بطراً ولا
اشراً ولا رباء ولا سمعة انما اخرجت اتقاء سخطک
وابتغاء مرضاتک ومرضات رسولک صلی اللہ علیہ
وسلم اسئلك ان تبعدنن من النار وان تغفر لی ذنوبی انه
لا یغفر الذنوب الا انت۔

اور ہر مسجد کو جاتے اس دعا کا التزام رکھے حدیث میں ہے اس کے لئے ستر ہزار
فرشتے استغفار کو مقرر کئے جائیں گے اور حضرت رب العزت جل جلالہ اپنے وجہ کریم سے
اس کی طرف توجہ فرمائے گا اب تمام ہمت اپنی تکثیر صلوٰۃ و سلام میں صرف کرے اور درود
میں وہ کلمات مدائح مصطفیٰ و ثنائے سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ذکر کرے جو اس
بادشاہ عرش بارگاہ مکیؐ کی باعث خوشنودی ہوں عاشق جاں باختہ جب کوچہ محبوب میں
پہنچتا ہے وہ دریائے شوق جو اس کے کوزہ دل میں بند تھا۔ دفعتاً ابل پڑتا ہے اس وقت
اسے سوایا محبوب کے کچھ نہیں سو جھتا دل شوق دیدار میں شعلہ افگن ہوتا ہے اور زبان مدح و
دعائے جاناں میں گلفشاں کہ شاید میری بات اس کے کان تک پہنچے اور اسے پسند آئے تو
مجھ سے رضامند ہو جائے۔

حمامۃ جرعی حوۃ الجنادل اسجعی فانتم بمرای من سعادو مسمع
اور رفعت و عظمت اس بقعہ پاک کی دل میں لائے اور مراقبہ جلال و جمال محبوب
ذی الجلال مکیؐ میں مستغرق ہو جائے اور یہ خیال کرے کہ یہ وہ مکان پاک ہے جسے
حضرت حق سبحانہ نے اپنے حبیب پاک کی آرامگاہ بتایا اور اس بادشاہ والا جاہ کا
دار السلطنت و تخت گاہ فرمایا یہ وہی شہر ہے جہاں کا ہر کوچہ اس گل کی بو سے مہک رہا ہے
یہ وہی شہر ہے جہاں کا ہر ہر ذرہ اس آفتاب کی ضیا سے چمک رہا ہے یہ وہی شہر ہے جہاں
سے تمام عالم پر برکات فائض ہوتی ہیں یہ وہی شہر ہے جہاں سے سب نامرادوں کو ان کی

دلی مرادیں ملتی ہیں یہ وہی شہر ہے جس کی ساہا سال جبرائیل امین نے کوچہ گردی کی ہے
یہ وہی شہر ہے جہاں مدتہا مدت تک خطیرہ قدس سے وحی اترتی رہی ہے یہ وہی شہر ہے کہ
جب رسول اللہ ﷺ سفر سے لوٹ کر اس کے قریب آتے مرکب اقدس کو اس کے شوق میں
تیز روان فرماتے۔

ہر دم از دل سرورے تازہ سر بر می زند غالباً روز وصال یار نزدیک آمدست
اور تصور کرے کہ وہ وقت ہے کہ مجھ جیسا غلام روسیہ بندہ سراپا گناہ ایسے بادشاہ
دو جہان خسرو عالمیان کے بارگاہ عرش جاہ میں جاتا ہے اگر طریقہ آداب شاہی بقدر
قدرت ملحوظ رکھے گا دو جہان کی نعمتیں اس سرکار سے پائے گا اور ایک دم میں تمام دفتر گناہ
سفید ہو جائے گا اور جو عیاذ باللہ اپنی خباثت قلب سے سر رشتہ ادب ہاتھ سے دیا ایسا مارا
جائے گا کہ پھر کہیں ٹھکانا نہ پائے گا یہاں آنے والوں کو ہر وقت درود یوار سے نواہوتی
ہے۔

اینکہ آرامگاہ پاک رسول اللہ است اللہ اللہ چہ عجب درگاہ والا جاہ است
پیش او چرخ زمینے ست خدا آگاہ است اگر تو بیباک رسی بند دریں جاہ است
بے ادب پامنہ اینجا کہ عجب درگاہ است سجدہ گاہ ملک و روضہ شاہنشاہ است
سارے گستاخوں کا سامان سزایاں ہو جائے سرکشی سرد کرے سرد چراغاں ہو جائے
ختم نہ تعظیم کو ہو زلف پریشاں ہو جائے خندہ بیجا کرے گل چاک گریباں ہو جائے
بے ادب پامنہ اینجا کہ عجب درگاہ است سجدہ گاہ ملک و روضہ شاہنشاہ است
ہمد تن قطب ہوں افلاک نہ کھائیں چکر موج دریا نہ بڑھے نوح کا طوفاں ہو اگر
پاؤں پھولوں پہ ادب سے نہ رکھے باؤ سحر گرچہ ایں بارگاہ رحمت عام است مگر
بے ادب پامنہ اینجا کہ عجب درگاہ است سجدہ گاہ ملک و روضہ شاہنشاہ است
اب کہ اس شہر میں داخل ہو لیا ان ضروریات و حوائج سے جن کا لگاؤ باعث
تشویش خلا و پریشانی قلب ہو بسرعت تمام فراغ پا کر پہلا کام یہ کرے کہ آستانہ والا کی
طرف نہایت خشوع و خضوع اپنی خوبی بخت پر ناز کرتا اور وفور شوق میں خون روتا متوجہ ہو

اگر روانہ آئے رونے کا منہ بنائے اور دل کو بزور رونے پر لائے کہ انشاء اللہ اس کی مداومت بھی باعث التہاب شوق و حصول گریہ بے تکلف ہے اور اپنی سختی دل سے رسول اللہ ﷺ کی طرف التجلائے عجب کیا کہ وہ جان مسیح جن کی ایک نظر مہر تمام امراض قلبی و قلبی سے شفا سے نگاہ لطف فرمائیں اور اس کے دل مردہ کو چلائیں اے عزیز اگر آئینہ دل خیال غیر کے رنگ سے پاک ہے تو جوہ پارہ برج تصور میں جلوہ گر ہے آشکارا و عیاں اس کا جمال دیکھ لے گا ورنہ نصیب تیرا بھی زیارت درود یوار ہے و بس وہ نور پاک تو اس درجہ ظاہر ہے کہ ہزار آفتاب اس کی ادنی تجلّا میں محو ہو جائیں تیری خفاش منشی تیرے لئے پردہ و حائل ہو رہی ہے۔

اور انچشم پاک تو اس دید چوں ہلال ہر دیدہ جائے منظر آں ماہ پارہ نیست جب در مسجد پر حاضر ہو صلاۃ و سلام عرض کر کے قدرے توقف کرے گویا سرکار سے اذن حضوری طلب کرتا ہے پھر دہنا پاؤں پہلے رکھتا دعائے ماثور پڑھتا نہایت خشوع و خضوع و ادب و اجلال و بیت و وقار کے ساتھ اس بقعہ پاک میں داخل ہوا اور اس وقت تمام ہمت اپنی جانب تعظیم و ادب مشغول کرے اور قلب و جوارح کو خیال غیر و حرکات عبث سے باز رکھے مسجد اقدس کی آرائش و زینت ظاہری کی طرف نگاہ نہ کرے اور اگر کوئی شخص ایسا سامنے آئے جس سے سلام و کلام ضروری ہو حتی الوسع اعراض کر جائے اور نہ بن پڑے تو قدر ضرورت سے تجاوز نہ کرے اور اس وقت بھی زبان و چشم اس کے ساتھ مشغول ہوں اور گوشہائے قلب یکسر خالی تاکہ رجل لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ کا مصداق ہو اور یقین جانے کہ یہ اس عظمت والے تاجدار کا دربار عرش و قار ہے جسے اس کے مالک و مولیٰ نے تمام عالم کا فرماں روا بنایا اور اقلیم فرش سے کشور عرش تک سکے و خطبہ اس کے نام نامی کا جاری فرمایا اس کے ادب و اجلال کو اپنی تعظیم سے مقرون اور اس کے حضور آواز بلند کرنے کو حیط عمل کا موجب قرار دیا اے عزیز اس مقام عظیم میں کہ پورا پورا آئینہ ہے یوم یقوم الناس لرب العلمین۔ کاسب سے زیادہ کام کی بات جو استغراق و حضور و نور و سرور و وقار و ہیبت اور خیال غیر سے غفلت کی مٹم ہو تصور حضور اقدس

کی حیات کا ہے چشم یقین کو سرمہ ایمان سے روشن کر اور یقین جان کہ وہ جناب مزار اعظم و انور میں بحیات حقیقی دنیاوی ظاہری ویسے ہی زندہ ہیں جیسے قبل از طریان وفات تھے موت ان کی فقط تصدیق وعدہ انک میت کے لئے ایک امر آتی تھی اور انتقال ان کا صرف نظر عوام سے چھپ جانا بلکہ اب حیات اور تمام کمالی صفات مثل علم و سمع و بصر و قدرت و تدبیر و تصرف و اختیار کا روبرو عالم سے پہلے اکمل وافر ہیں کہ کمالات والا یومافو ماتر قی پر ہیں۔

قال اللہ سبحانہ و تعالیٰ وللآخرۃ خیر للک من الاولیٰ۔
عالم غیب سے روشنی دیئے جاتے ہیں اور بطریق تلذذ و تنعم نماز و عبادت الہی میں مشغول ہیں کہ ارشاد فرماتے ہیں:

وجعلت قرۃ عینی فی الصلاۃ۔

روضہ انور سے جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں نظم و نسق عالم انھیں تقویٰ ہوا ہے تمام احکام ان کی رائے پر نافذ ہوتے ہیں امت کے روزنامے روزانہ حضور میں پیش ہوتے ہیں سب کا رنامے عرض اقدس تک پہنچائے جاتے ہیں ہر وقت ہمارے لئے دعا و استغفار میں مشغول ہیں تا بہ قیامت امتی امتی پکارتے رہیں گے جو سلام عرض کرتا ہے جواب سے مشرف فرماتے ہیں اور اعتقاد کرے میں اس جناب کے پیش نظر ہوں حال میرا دیکھ رہے ہیں اور گفتگو میری سنتے بلکہ امام علامہ عاشق المصطفیٰ ﷺ حضرت احمد بن محمد خطیب قسطلانی قدس اللہ سرہ العزیز و افاض علینا من برکاتہ مواہب شریف میں ارشاد فرماتے ہیں حضور اس کی نیت و خطرات سے آگاہ ہیں اور جو خیال دل میں گزرتا ہے اس پر مطلع و ہوا لحق الناصع الذی لا مرتبہ فیہ۔ اب علماء کو اختلاف ہے کہ بعد دخول اس مکان جنت نشان کے پہلا کام زیارت حضور سید الانام علیہ علی آلہ الصلوٰۃ و السلام ہے یا نماز تختہ المسجد جمہور علماء تقدیم نماز کے قائل ہیں لیکن اگر طالب صادق و محبت و اثن کا دل اس دیر کو کسی طرح گوارا نہیں کرتا اور جذبہ اشتیاق اسے کشاں کشاں لئے جاتا ہے تو بسم اللہ مانع کون ہے آنکھوں سے آئے اور اپنی وہ اصل مراد جس کے لئے گھر بار یار و دیار سے منہ موڑ دشت ہائے پر خار و جبال دشوار گزار قدم شوق سے پائے کو باں قطع کرتا آیا

ہے پائے اگر کوئی ترک مستحب کی وجہ پوچھے گا بیقراری و پروانہ واری اس دل سوختہ جاں باختہ کی خود جواب دے لے گی ورنہ مصلائے رسول اللہ ﷺ میں جہاں اب وسط مسجد میں محراب بنی ہے اور وہاں میسر نہ آئے توحی الوسع اس کے نزدیک دو رکعت نفل بہ نیت تحیۃ المسجد نہایت تخفیف و اختصار میں صرف سورہ کافرون و اخلاص کے ساتھ ادا کرے مگر نہ ایسی حذف و کمی جس میں مراعات و واجبات و سنن فوت ہو جائے کہ اگرچہ غلٹ بدرجہ غایت مطلوب ہے مگر خود صاحب سنن کے حضور ترک سنن کس درجہ معیوب ہے اور جماعت قائم ہو تو شریک ہو جائے کہ اس میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی بعدہ اس رب بيمثال قادر و الجلال تعالیٰ کے لئے سجدہ شکرانہ میں گرے جس نے اس ذرہ بے مقدار کو محض اپنی قدرت کاملہ سے ایسے ذرہ علیا پر پہنچایا جہاں آفتاب پر تو خاک کا نام ہے اور ماہتاب تجلیات پیش پا افتادہ کا داغی غلام اور بتوسل سید المرسلین ﷺ جناب الہی میں دعا کرے کہ حسن ادب و تمام وقار و عز قبول روزی ہو مجھ بندہ ناتواں کی مجال نہیں کہ تیرے حبیب کی شان رفیع کے لائق جو تعظیم ہے اس کے لاکھ حصوں سے ایک پارہ بجالا سکے مگر یہ کہ انھیں کی رحمت تیرے حضور میری شفاعت کرے اور تقصیرات پر قلم عفو پھیرے تو نے بتایا تو میں نے ارادہ کیا اور تو ہی لایا تو یہاں تک پہنچا اب یہ بھی تیرا ہی کام ہے کہ قلب پر افاضہ ادب و اجلال فرمائے اور میرے ظاہر و باطن کو ناسائستہ و ناباستہ سے محفوظ رکھے جب ان سب مہمات سے فارغ ہوا تو اب وقت وہ آیا کہ منہ اس کا مثل دل کے اس شباک پاک کی طرف ہو گیا جو اللہ جل جلالہ کے محبوب عظیم الشان رفیع المکان کی آرام گاہ اور ایسے بادشاہ غریب پناہ کی بارگاہ والا جاہ ہے الا اے مشتاق بیقرار مجبور دل فگار ہشیار خبردار کہ یہی وقت امتحان ہے اور آزمائش گاہ مردان۔

بر کفے جام شریعت بر کفے سندان عشق ہر ہوسنا کے نداند جام و سنداں بافتن ہاں یہ وہی مقام ہے جس کے لئے دور سے تجھے آداب سکھاتے لائے ہیں حزم و تیقظ کے عروہ وقتی کو مضبوط تھام لے اور گردن جھکائے آنکھیں نیچی کئے لرزتا کانپتا بید کی طرح تھر تھراتا اپنی تردامنی کے عرق شرم میں سراپا ڈوبا قدم بڑھا ہاں اے سرگشتہ وادی

شوق و سیہ مست بادۂ ذوق ہشیار خبردار نادیدہ نچلنا اور پاؤں سنہل کر رکھنا کہ یہاں راہ دم تنگ پر ہے اور ادنیٰ الغرض پامیں ایمان کا ضرر مانا کہ نائرۂ اشتیاق تیرے دل غم دیدہ فراق میں آتش فگن ہے اور آج کوچہ محبوب کی نرم نرم ہوائیں اس پر دامن زن اپنے تلوٹات و تکررات اور اس بارگاہ عرش اشتباہ کی عظمت و طہارت کے مراقبہ سے دریائے اشک ندامت کو جوش میں لا اور اس آتش دل و جگر سوز کو سرکشی سے بچا۔

حافظا علم و ادب و رزکہ در حضرت شاہ ہر کہ را نیست ادب لائق قربت نبود خضوع و وقار و تدلل و انکسار کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کر اور سوا سجدہ و عبادت کے جو بات ادب و اجلال میں ادخل و اکمل ہو حتی الامکان بجالا حضور والا کی جانب پائیں یعنی مشرق کی طرف سے آ کہ وہ جناب مزار پر انوار میں رو بقبلہ جلوہ نما ہیں جب تو اس سمت سے حاضر ہوگا۔ اس تاجدار عرش وقار کی نگاہ یکس پناہ تیری طرف ہوگی اور یہ امر تجھے دو جہان میں بس ہے پھر زیر قدیل میخ سیمیں کے محاذی جو دیوار حجرہ مقدسہ میں چہرہ انور کے مقابل مرکوز ہے پہنچ کر پشت بقبلہ دست بستہ مثل نماز کھڑا ہو کتب معتمدہ میں اس معنی کی تصریح ہے اور زنبہار شباک اقدس کے بوسہ و مس سے دور رہ کہ خلاف ادب ہے ہاں اگر غلبہ حال و استیلائے شوق باعث ہو کیا مضائقہ۔ ع کہ سلطان نگیر درخاج از خراب شیخ محقق فرماتے ہیں یہی مفتی بہ و مختار ہے مگر اس کے لئے تنہائی زیادہ سزاوار ہے۔ اب کہ تجھے یہ دولت بے نہایت حاصل ہوئی سلطنت ہفت کشور اس پر قربان کر اور ہیبت و وقار کے ساتھ بجا و تسلیم میں مشغول ہو با واز حزیں و صوت درد آگیں و دل شرمناک و جگر چاک چاک معتدل آواز سے نہ بہت نرم و پست نہ نہایت سخت و بلند عرض کر:

السلام عليك ايها النبي الكريم ورحمة الله وبركاته
السلام عليك يا رسول الله السلام عليك يا حبيب الله
السلام عليك يا خليل الله السلام عليك يا خير خلق
الله السلام عليك يا صفوة الله السلام عليك يا خيرة
الله السلام عليك يا سيد المرسلين السلام عليك يا امام

المتقین السلام علیک یا من ارسلہ اللہ رحمۃ للعالمین۔
 السلام علیک یا مبشر المحسنین السلام علیک یا شفیع
 المذنبین السلام علیک یا خاتم النبیین السلام علیک یا
 سر اللہ المخزون السلام علیک یا درہ اللہ المکنون
 السلام علیک یا سرور القلب لمخزون السلام علیک
 وعلى جميع الانبياء والمرسلين ^ط والملئكة المقربين
 السلام علیک وعلى الک واهل بیتک واصحبک اجمعین ^ط
 وسائر عباد اللہ الصالحین ^ط جزاک اللہ عنا افضل
 واكمل ما جزى به رسولا عن امته ونبيا عن قومه وصلى
 اللہ وسلم علیک ازکی واعلیٰ وانمی صلاة صلاہا علی
 احد من خلقہ اشہد ان لا اله الا اللہ وحده لا شریک لہ
 اشہد انک عبدہ ورسولہ وخیرتہ من خلقہ واشہد انک
 بلغت الرسالة وادیت الامانة ونصحت الامة واقمت
 الحجته وجاهدت فی اللہ حق جہادہ وعبدت ربک حتی
 اتیک الیقین وصلاة اللہ وملئکتہ وجميع خلقہ علیک یا
 رسول اللہ اللہم اتم الوسيلة والفضيلة والدرجة العالیة
 الرفیعة وابعثہ مقاماً محموداً الذی وعدتہ واعطہ
 المنزل المقعد المقرب عندک ونهایة ما ینبغی ان یسالہ
 السائلون ربنا امنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاكتبنا مع
 الشہدین امنن باللہ وملئکتہ وكتبہ ورسولہ والیوم
 الآخر والقدر خیرہ وشرہ اللہم فثبتنا علی ذلک ولا
 تردنا علی اعقابنا ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذہدیتنا وھب
 لنا من لدنک رحمة ^ط انک انت الوھاب ○ ربنا اتنا من

لدنک رحمة وھب لنا من امرا رشداً ○ ربنا اغفر لنا ولا
 خواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا
 للذین امنوا ط ربنا انک رؤف رحیم ○
 بعدہ فرصت غنیمت جان اور زبان عرض بلحاظ آداب ظاہر و باطن کھول اور جو کہنا
 ہے کہ یہ وہ بارگاہ نہیں جس سے کوئی محروم جائے۔

حاشا ان یحرم الراجی مکارمہ او یرجع الجارمنہ غیر محترم
 پس باعتبار اس کے کہ سوا حق جل وعلا کے کوئی قادر مطلق و مالک عالم معطی و
 مانع و ضار و نافع نہیں اور اگر بفرض محال تمام اولین و آخرین جن و انس ارواح و ملائکہ
 چھوٹے اور بڑے تمام عالم ایک ذرہ کو اس کی جگہ سے حرکت دینے پر اکٹھے ہو جائیں اور
 بیکبار اس پر زور آزمائی کریں اور اسی کیفیت سے لاکھ برس گزر جائیں اور ان کی قوتیں یوماً
 فیوماً ترقی پر ہوں یہاں تک کہ ہر ایک ان میں سے ہفت طبق زمین ایک ہاتھ پر اٹھالے مگر
 ارادۃ الہیہ اس ذرہ کا حرکت نہ چاہے ہرگز ہرگز ممکن نہیں کہ ادنیٰ جنبش دے سکیں آخر
 نقش با نقاش چوں نیرو کند

مخلوق کے علم و قدرت و سمیع بصر کو اس کے صفات کاملہ سے کوئی نسبت نہیں یہ
 حادث وہ قدیم۔ یہ فانی وہ باقی یہ ناقص وہ کامل یہ اس کی عطائیں اس کی مخلوق اس کے
 قبضہ اقتدار میں اور وہ پاک موصوف کی پاک صفاتیں تمام شوائب نقص و شیون شین سے
 منزہ بلکہ ان کے حضور صفات مخلوق کا نام زبان پر لانا وجود و عدم میں نسبت دینا ہے
 اشتراک یہاں مجردی اور تناسب مفاہیم صرف وہی کمالات وجود پر متفرع ہیں اور وجود
 اس کی ذات پاک سے خاص باقی جو کچھ ہے اگر اس کے انتساب سے قطع نظر کی جاوے
 محض ہالک و لاشے ہے آنکھوں پر کچھ پردے پڑے ہیں کہ عالم آباد نظر آتا ہے اگر سرمہ
 توحید لگا کر دیکھئے تو بالکل سنان لق و دق بیابان ہو کا عالم یعنی ہو ہے اور ہو کے سوا سب
 ہے نہیں ہیں باہنہ اس قادر مطلق جل جلالہ نے اپنی حکمت کاملہ کے مطابق عالم ایجاد کیا
 اور انہیں مختلف رنگوں میں رنگا کوئی مجبور و بے علم محض ہے کسی پر اپنے علم و قدرت کا پر توڑا

گوہم نہ جانیں کہ وجود کیا ہے اور نہیں کوہم ہے کیونکر کہتے ہیں بلکہ جب ہم خود ہی نہیں تو ہم کہنے والا کون ہے اور یہ کیا فرق ہے جو ہم میں اور پتھر میں رکھا گیا اور ہماری طبیعتیں ان صفات طیبہ کا پرتو کیونکر ہوئیں اتنا جانتے ہیں کہ علم مقدر میں شرکت ہے آگے خدا جانے اور ان میں بھی باہم کمی و زیادتی کا فرق رکھا بچہ سوا میں اور ماں کے کچھ نہیں جانتا اور بحر چند باتوں کے کچھ قدرت نہیں رکھتا پھر جب بڑھتا جاتا ہے اس کے علم و قدرت روز افزوں ہوتے ہیں پھر ان میں سے ایک فرقہ کو بے سابقہ خدمت بمحض عنایت اپنے اولیاء اور اپنے محبوب قرار دیا ان کے علوم کو وہ وسعت دی کہ مفت آسمان اس کے حضور آئینہ تصویر ہیں اور قدرت کو وہ ترقی بخشی کہ احیائے موتی و ابرائے ابرص و کمہ کرتے ہیں مغیبات پر اطلاع پاتے ہیں نہ اس طرح کہ وہ محض آلام بے استعمال آلات ہو کہ ان کی طرف اسے بنظر ظاہر بھی افاضت نہ کر سکیں بلکہ جیسے ہمیں اور اک مبصرات کے لئے آنکھ عطا فرمائی اور اس میں قوت باصرہ رکھی کہ بعد ارتفاع موانع و اجتماع شرائط جو چیز سامنے آئی ہم نے جب چاہا آنکھ کھولی اور دیکھ لی اسی طرح انہیں اور اک مغیبات کے لئے ایک آلہ عطا فرمایا اور اس کے استعمال پر قدرت بخشی اور ان سب میں ایک ذات پاک کو سب کا سرتاج بنایا اور اسے اپنے نفس کریم کے لئے چن لیا اور واسطۂ ایجاد عالم ٹھہرایا کہ جو کچھ بنایا اس کے لئے بنایا اگر وہ نہ ہوتا کچھ نہ ہوتا اور جبکہ وہ مقصود اصلی و منظور خاص تھا اس پر اپنی ذات و تمام صفات کا پورا پورا پرتو ڈالا ماکان و مایکون سے اسے آگاہ کیا تمام علوم اولین و آخرین اور ہزاروں زیادات خاصہ کا جامع فرمایا دنیا کے موجود و مستقبل کو اس کے پیش نظر کر دیا کہ وہ ایک آن میں قیامت تک کی کائنات کو یوں دیکھ رہا ہے۔ جیسے اپنی ہتھیلی۔ سمع کو وہ قوت دی کہ پانچ سو برس کی راہ اور یہاں کی آواز دونوں یکساں ہیں بالجملہ اسے اپنا آئینہ بنانے کے لئے صیقل رحمت سے وہ جلائیں بخشیں جن سے مافوق ہرگز متصور نہیں جو کمال خزانہ قدرت میں تھا اس پر ختم کر دیا یہاں تک کہ اسے اپنی کل مملکت کا دولہا بنایا اور اولین و آخرین کو اس کے بچل و اظہار شوکت کے لئے اس کا براتی ٹھہرایا اور جس طرح عالم اپنی ابتدا میں بارادۃ الہیہ اس کا محتاج تھا کہ وہ نہ ہوتا تو کوئی خلقت وجود نہ پاتا تو نہایت

مناسب ہوا کہ بقا میں بھی اسی کا دست نگر رہے لہذا کنجیاں کا روبرو عالم کی اس کے ہاتھ میں رکھیں اور اپنی خلافت تامہ و نیابت مطلقہ کی تصرف اس کا عالم علوی و سفلی میں جاری کیا نظم و نسق جہان اس کی رائے پر چھوڑ دیا قوت کن فکان اس کے لبوں میں ودیعت رکھی جو چاہیں کریں جسے جو چاہیں دیں جس سے جو چاہیں چھین لیں آسمان و زمین تابع فرمان فرش تا عرش زیر نگیں تمام ذرات کون و مکان میں حکم جاری مخلوق میں نہ ان کے سوا کوئی حاکم نہ وہ کسی کے محکوم قضائے الہی ان کی رضا جو اور تقدیر ازی حکم سے ہم پہلو جو یہ چاہتے ہیں خدا وہ چاہتا ہے کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے اور پر ظاہر کہ نائب سلطانی جو تقسیم خزائن و تدبیر و مہمات پر بادشاہ کی طرف سے مقرر ہو گدایان بیوا اگر اسے نائب و ماذون سمجھ کر اس کے حضور دست تمنا دراز کریں تو انہوں نے اس نائب کو بادشاہ کا ہمسرہ سمجھا بلکہ درحقیقت بادشاہ ہی کے سامنے ہاتھ پھیلا یا اور اس کی مرضی کے مطابق کام کیا کہا اگر وہ رعایا کو اس کا دست نگر نہ کرنا نہ چاہتا اسے نائب و ماذون نہ بناتا ہاں اسے زائر تو سمجھا کہ وہ ذات پاک مشرف بہ لولاک جس کے ادنی وصف میں یہ کلام جاری ہوا تھا کون ہے ہاں وہ یہی بادشاہ عرش پا نگاہ میں جن کا نام نامی ابوالقاسم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جن کے دربار دربار میں تو جس وقت باریاب ہے جن کے حضور تو دست بستہ سرافگندہ حاضر ہے جن کے دریائے فیض سے کوئی پیاسا نہیں جاتا جن کے بحر جود کا کنارہ نظر نہیں آتا جنہیں دو جہان کی نیکیں پناہی ہے جن کا حکم حکم ماہ تابماہی ہے جو ایک نظر لطف میں شاہی کونین عطا فرمائیں ادنی نگاہ کرم سے زمین کو آسمان بنادیں تو مریض جاں بلب وہ جان مسیحا تو فقیر بیوا وہ کان جود و عطا مانگنے والا چاہئے پھر بخدا یہ نہیں کہنا نہیں جانتے ہاں اعتقاد و ایمان امور مذکورہ پر درست کر اور ان کا دامن رحمت دست الحاج سے تھام اور باوازم و جزیں عرض کر:

اسئلك الشفاعة يا رسول الله اسئلك الشفاعة يا رسول

الله اسئلك الشفاعة يا رسول الله صلى الله عليك وسلم

يا صاحب البقر الكريم الاطيب يا منتهى املی دغاۃ مطلبی
یا من به فی النایبات توسلی والیہ من کل الحوادث مہزلی

یا من یرجیه لکشف عظیمه
یا من یجود علی الوجود با نعم
یا غوث من فی الخافقین و غیثهم
یا رحمۃ الدنیا و عصمتہ اہلہا
یا من یوئل منہ کل کرامۃ
یا من ننادیہ فیسمعنا علی
یا من ہوالبر التقی المتقی
یا سیدی انی رجو تک ناصرأ
فاقل عثار عیبک الداعی الذی
واکتب لہ ولوالدیہ براءۃ
واقمع بحولک باغضیہ وکل من
واشفع لہ ولمن یلیہ وقم بہم
وعلیک صلی ذوالجلال اتم ما
وعلی صاحبک الکرام و آل آل
رسول اللہ ضاق ببی الفضاء
رسول اللہ فضلك لیس یحصی
مقامک تقصر الاملاک عنہ
و کم لك فی العلی من معجزات
اذا نسبوا المکارم والمعالی
اذا الفخر انتہی شرفا فحاشی
ومن یحصی مکارمک اللوانی
اجب یا نور طبیئہ صوت عبد
تدارکنی بجاہک من ذنوبی
ولحل عقد ملتو متصعب
خضر تعم عموم صوب الصیب
وربیعہم فی کل عام مجذب
وامان کل مشرق و مغرب
ونلوذ فی حرم الجناب الاغلب
بعد المسافئہ سمع اقرب اقرب
سر السرارۃ طیب من طیب
من جو ر نفس ضل منها مہربی
یرجوک اذ را جیک غیر مخیب
من حر نار جہنم المتلہب
یوذہ من متمرّد متعصب
فی کل حال یا شفیع المذنب
صلی وسلم یا رفیع المنصب
اعلام اہل الفضل کل مہذب
وجل الخطب وانقطع الاخاء
ولیس لقدرك السامی انتہاء
وفضلك لم تنلہ الانبیاء
وایات بها سبق القضاء
فانت لها تمام و ابتداء
وکلا ما بفخرک انتہاء
لہافی کل مرتبۃ سناء
اسیر الذنب فیہ لك ابولاء
واوزار یضیق بها الفضاء

وکن لی ملجاء فی کل حال
فان اکر متنا دنیا و اخری
بکاء الغریب لفقد الدار والجار
یا منقذ الخلق من نار الحجیم وہم
یا عدتی یا رجائی فی التوایب یا
ارجو بفضلک فی الدارین مرحمۃ
یا اکرّم الخلق مالی من الوذیہ
ولن یضیق رسول اللہ جاہک بی
فان من جو ذک الدنیا وضرتها
ومن تکن برسول اللہ نصرته
یا خیر من دفنت فی الترب اعظمہ
نفسی الفداء لقبرانت ساکنہ
الیک رسول اللہ اشکو فوائبا
دانی لا رجو انہا بک تبخلی
نبی الہدی ضاقت ببی الحال فی الورى
فسل خالفی تفریج کر برے فانہ
ایدرکنی ہم دانت ظہیری
فعار علی حامی الحمی وهو قادر
فلیس الی سواک لی النجاء
فلیس البحر تنقصہ الدلاء
ان الغریب غزیر ومعہ الجاری
علی شفا جرف ہار بمنہار
عزی وکنزی ویسری لعدا عساری
وفی الاقامۃ بین الدار والدار
سواک عند حلول الحادث العمم
اذا الکریم تجلی باسم منتقم
ومن علومک علم اللوح والقلم
ان تلقہ الاسد فی اجامہا تجم
تطاب من طیبہن القاع والا کم
فیہ العفاف وفیہ الجود و الکرّم
من الدھر لا یقوی لہا التحمل
فانک لے جاہ وحصن و معقل
وانی لما املت فیک جدید
علی کشفہ دون الام قدیر
اظلم فی الدنیا وانت نصیری
اذا ضاع فی الیبد اعقال بعر

ابیات

یا رسول اللہ بدرگاہت پناہ آوردہ ام
یا شفیع المذنبین بار گناہ آوردہ ام
دیور ہزن در کیں نفس و ہوا عداے دیں
بچو کا ہے عاجزم کوہ گناہ آوردہ ام
برورت این بار با پشت دوتاہ آوردہ ام
زیں ہمہ در سایہ لطف پناہ آوردہ ام

آں نمی گویم کہ بودم سالہائے در کوے تو ہستم آں گمرہ کہ اکنون برویراہ آورده ام
 گرچہ روئے معذرت نگذاشت گستاخی مرا کردہ گستاخی زبان غذ رخواہ آورده ام
 چشم رحمت بر کشا موئے سفید من نگر گرچہ از شرمندگی روئے سیاہ آورده ام
 غیر تو بجا و مادا نیست کس درد و جہاں لطف کن یا سیدی حال تباہ آورده ام
 دو لقمہ ایں بس کہ بعد از مدت دور و دراز بر حریم آستانت می نهم روئے نیاز
 یا رسول اللہ نمی گویم کہ مہمان تو ام یا فقیر ریزہ خوار طعمہ خوان تو ام
 برب افتادہ زباں گر گیس گئے ام تشنہ لب آرزو مند نمی از بحر احسان تو ام
 مسند عزت نهم بر صدر ایوان قبول گر نیاید سنگ روا زدست زبان تو ام
 دفترے دارم سیاہ از معصیت بیچارہ من گر شفاعت نامہ ناید ز دیوان تو ام

ابیات

یا نبی اللہ السلام علیک انما الفوز والفلاح لدیک
 بسلام آدم جو اہم دہ مرہے بر دلم خرابم نہ
 بس بود جاہ و احترام مرا یک علیک از تو صد سلام مرا
 خواہم از شوق دست بوس تو مرد دست بیرون کن از یمانی برد
 مہر روئے تو ہوش برداز من ہمار دے خود زبرد یمن
 چوں توئی دیدہ در باغ بلاغ بچو ز گس ز سرمہ ما زاغ
 سویم اگلن زمرمت نظری باز کن بر رخ ز لطف دری
 مہر بکشا ز حقہ یا قوت روح را کام بخش و دل راقوت
 زاری من شنو تکلم کن گریہ من مگر تبسم کن
 تلخ شد کام من ز بخت نژد ساز شیریں ز لعل شکر خند
 لب بچنباں پے شفاعت من منکر در گناہ طاعت من
 گزرتم طریق سنت تو ہستم از عاصیان امت تو

ماندہ ام زیر بار عصیاں پست اتم از پا گرم گیری دست
 رحم کن بر من و فقیری من دست وہ بہر دست گیری من
 خود بدست تو کے رسد ستم بقدر بس کہ در بہت پستم
 پست بودن براہ تو خوشتر کز بلندی بعرش سودن سر

رباعی

می آیم و می آورم از بار گہے پیغام حرم بمحترم بادشہ
 مضمون رسالت آں کہ بر ما و شاست عفو گہے شفاعت روہے
 آفتاب اندر بدخشاں لعل ساز دنگ را غیر خاموشی چہ گوید لعل شکر آفتاب
 عزیز الحذر الحذر ہرگز ہرگز یہ خطرہ دل میں نہ لانا کہ میری بات یہاں کیا سنی
 جائے گی یا میں کس قابل ہوں کہ جو ایسی بارگاہ میں عرض حال کروں وائے نادانی اگر ایسا
 خیال کیا تو تیرا حال کس قدر مشابہ ہے اس مریض نادان سے جو طبیب کے یہاں جائے
 اور مایوسی ظاہر کرے کہ میں تو بیمار ہوں طبیب میرے حال پر کیا التفات کرے گا اے بے
 خبر و طبیب تو اسی لئے ہے کہ بیماروں کی دلجوئی و چارہ سازی کرے پھر یہ بیچارہ اس اور
 بعلت علالت اس کی توجہ و عنایت سے یا س محرومی و بد بختی نہیں تو کیا ہے عیاذ باللہ منہ
 عصیت فقالوا کیف تلقی محمدا و وجہک اثواب المعاصی مبرقع
 عسی اللہ من اجل الحبيب و قربہ یدار کنی بالعفو والعفو وسع
 جان برادر یہ بارگاہ اس بادشاہ رافت پناہ کی ہے جسے اس کے پروردگار و مولیٰ
 جل جلالہ نے خطاب رحمۃ للعالمین دیا اور تاج شفاعت مذہبین اس کے سرانور پر رکھا و اعجا
 دعا یہاں مقبول نہ ہوئی تو کہاں ہوگی اور گناہ یہاں عفو نہ ہوئے تو کہاں بخشے جائیں گے مگر
 ہاں سر رشته ادب ہاتھ سے نہ دینا ضرور ہے عرض مطلب میں کلمات استعطاف جو موجب
 جوش رحمت ہوں مناسب تر لیکن کوئی ایسا لفظ نہ ہو جس سے ناز و دلال ٹپکے یا اپنے مقرب
 بارگاہ ہونے پر دلالت کرے کہ یہ سوء ادب ہے پھر اگر کسی نے سلام عرض کی وصیت کردی

تھی بجالائے کہ بعد قبول خلف وعد ہے پھر ایک گز شرعی اپنے دہنے ہاتھ یعنی مشرق کی جانب ہٹ کر مقابل چہرہ انور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھڑا ہو کر عرض کرے:

السلام عليك يا خليفة رسول الله السلام عليك يا صفى
رسول الله السلام عليك يا صاحب رسول الله السلام
عليك يا وزير رسول الله السلام عليك يا ثانى رسول
الله فى الغار ورفيقه فى الاسفار وامينه على الاسرار
وبخيه بالليل والنهار وجاعل نفسه جنة له من الاشجار
السلام عليك يا علم المهاجرين والا نصار السلام
عليك يا عتيق الله من النار السلام عليك يا افضل
الصحابه الاخيار السلام عليك يا ابا بكر الصديق
الصفى المختار السلام عليك ورحمة الله وبركاته
جزاك الله عن رسوله وعن الاسلام واهله خير الجزا
ورضى الله عنك احسن الرضاء۔

پھر اسی قدر ہٹ کر رو بروئے جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ قیام کر کے کہے:

السلام عليك يا امير المؤمنين عمر الفاروق السلام
عليك يا متمم الاربعين السلام عليك يا من استجاب
الله فيه دعوة خاتم النبيين السلام عليك يا من ظهر الله
به الدين السلام عليك يا من اعز الله به الاسلام
والمسلمين السلام عليك يا سيف الله المسلول على
الكفار والمنافقين السلام عليك يا من هرب من ظله
الشياطين السلام عليك يا من نطق بالصواب ووافق
قوله محكم الكتاب السلام عليك يا من عاش حميد او
خرج من الدنيا شهيدا جزاك الله عن نبيه و خليفه وامته
خير السلام عليك ورحمة الله وبركاته۔

پھر قدرے نصف گز شرعی کے لوٹ آئے اور صدیق فاروق کے درمیان کھڑا ہو کر عرض کرے:

السلام عليك يا صاحبي رسول الله السلام عليك يا
خليفتي رسول الله السلام عليك يا وزيرى رسول الله
السلام عليك يا ضجيعى رسول الله السلام عليك يا
معينى رسول الله فى الدين والقائمين بسنته فى امته
حتى اتكما اليقين فجزا كما الله عن ذلك مرافقته فى
جنته وايانا معكما برحمته انه ارحم الرحمين۔

اے دین کے سردار و اوراے خدا کے پیارے کے پیار و اللہ تمہیں اسلام و اہل
اسلام کی طرف سے نیک بدلہ دے ہم تمہارے سردار و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور تم دونوں
سروان اکرم و خلفائے اعظم کی زیارت کو حاضر ہوئے تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں
اپنا وسیلہ کرتے ہیں تم ان کے حضور ہماری شفاعت کرو کہ وہ خدا کے حضور ہماری شفاعت
فرمائیں تاکہ اللہ ہمارے گناہ معاف فرمائے اور ہماری سعی قبول فرمائے اور ہمیں سچے
دین پر قائم رکھے اور اسی پر دنیا سے اٹھائے اور اپنے نبی کے گروہ میں ہمارا حشر کرے نہ
کریم روف رحیم آمین پھر مواجہہ صاحب رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ میں حاضر ہو اور اللہ
جل جلالہ کی حمد ثنا بجالائے اور حضور پر درود بھیجے اور دست برداشتہ جو چاہے اپنے اور اپنے
والدین و مشائخ و اہل اقارب و کافہ مؤمنین کے لئے مانگے اور صلاۃ و سلام بدستور سابق
عرض کر کے کہے: الہی اپنے اس پیارے نبی کو بہتر اس کا دے جو انہوں نے اپنے لئے مانگا
اور بہتر اس کا جو کسی نے ان کے لئے مانگا اور بہتر اس کا جس تک کسی مانگنے والے کا خیال نہ
پہنچا اور بہتر اس کا جو تو نے ہر چشم و گوش و خطرہ سے مخفی رکھا الہی انھیں ان کی امت میں وہ
شفاعت کرامت کر جس پر سب اولین و آخرین رشک لے جائیں الہی انھیں ان کے
اہلبیت و امت میں وہ عطا کر جس سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں الہی ان کی آل و امت کو
دنیا و آخرت میں وہ رفیع مرتبے بخش جو کسی نبی کی آل و امت کو نہ دیئے ہوں الہی تو نے
فرمایا تو ہم نے سنا اور تو نے بتایا تو ہم نے جانا اور تو نے اپنے اس نبی پر اپنی محی کتاب

اتاری اور اس میں فرمایا:

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم۔ الآیہ

سوائے رب ہمارے اور اے رب محمد و آل محمد ﷺ کے اے ارحم الراحمین اے ذوالجلال والاکرام! ہم نے تیری نافرمانیوں سے اپنی جانوں پر ظلم کیا اب تیرے نبی کے دربار میں حاضر ہوئے تجھ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتے ہیں۔ اے خدا کے پیارے رسول صلوات اللہ وسلامہ علیک صدقہ اپنی آل اطہر کا اور صدقہ اپنے اصحاب مطہر کا یا رسول اللہ صدقہ صدیق کی سپید داڑھی کا صدقہ فاروق کی چمکتی تلوار کا صدقہ عثمان کی نیچی نگاہ کا صدقہ علی کی قوت بازو کا صدقہ اپنے جگر پارہ بتول زہرا کی چادر عفت کا صدقہ حسن کی سیادت کا صدقہ حسین کے کفن خون آلود کا صدقہ اپنے بیٹے عبدالقادر جیلانی کا کہ ہماری مشکلیں لوجہ اللہ حل فرمائیے بارگاہ الہی میں ہمارے لئے استغفار کیجئے کہ ہم وعدہ الہیہ کی امید رکھتے ہیں اے رب ہمارے ہمیں آستانہ حبیب سے محروم نہ پھیر الہی یہ تیرا حبیب ہے اور ہم تیرے بندے اور شیطان تیرا دشمن اے آسمان وزمین کے بادشاہ اے وسیع رحمت والے اے سریع مغفرت والے اگر تو ہمیں بخش دے گا اور یہ تیرے کرم سے کچھ دور نہیں تو تیرا محبوب خوش ہوگا اور تیرے بندے نجات پائیں گے اور تیرا دشمن غمگین ہوگا اور اگر اے رب ہمارے تیری پناہ دوسری صورت ہوئی تو تیرا حبیب مخزون ہوگا اور تیرے ضعیف و ناتوان بندے ہلاک ہو جائیں گے اور تیرا ملعون دشمن خوش ہوگا اے مولیٰ ہمارے اے وہ جس کے در کے سوا ہمارا کہیں ٹھکانہ نہیں تیرا کرم اس سے ارفع و اعلیٰ ہے کہ تو اپنے پیارے کو غمناک اور بندوں کو ہلاک اور دشمن کو خوش کرے الہی عرب کرام کی عادت سنی جب ان میں کوئی سردار مرتا اس کی قبر پر بردے آزاد کرتے الہی یہ تیرا محبوب تمام عالم کا سردار ہے ہمیں اس کریم کی قبر کریم پر آزاد فرما الہی ہم تجھے اور تیرے رسول اور تیرے بندوں صدیق و فاروق اور ان ملائکہ کرام کو جو تیرے نبی کے روضہ منورہ کے گرد خدمت کے لئے اترتے ہیں گواہ کرتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں تو یکتا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور یہ محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں اور گواہی

دیتے ہیں کہ جو کچھ یہ تیرے پاس سے لائے سب حق ہے الہی ہم اپنے گناہوں اور تیری نعمتوں کا اقرار رکھتے ہیں ہمیں اپنی رحمت سے بخش دے اور ہم پر وہ احسان کر جو اپنے مقبول بندوں پر کئے کہ تو ہی ہے بڑا احسان والا اور تو ہی ہے غفور رحیم۔

ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرة حسنة و قنا عذاب

النار ○ سبحن ربك رب العزة عما یصفون ○ وسلم علی

المرسلین ○ والحمد لله رب العلمین ○

پھر منبر اطہر کے قریب آئے اور دعا کرے پھر روضہ مطہرہ میں یعنی جو جگہ ماہین منبر انور و حجرہ منورہ کے ہے اور اسے حدیث میں جنت کی کیاری فرمایا آ کر دو رکعت نفل پڑھے اور دعا کرے۔ الہی تیرے نبی ﷺ نے اس جگہ کو ریاض جنت سے فرمایا اور تیری عادت کریمہ ہے کہ جسے جنت میں داخل کیا اسے پھر دوزخ نہیں بھیجتا اے رب میرے اب اپنے فضل و کرم سے آتش دوزخ پر مجھے حرام کر دے آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ وصل بعض مسائل نافعہ و بغایت مفیدہ میں۔

مسئلہ: اس سواد جنت آباد کی مدت اقامت نہایت غنیمت جانے اور جہد کرے کہ کوئی نفس بیکار نہ جائے کیا معلوم پھر یہ دولت کب نصیب ہو مسجد انور سے سوا ضروریات کے کسی وقت باہر نہ جائے ہمیشہ باطہارت حاضر رہے مگر حاشا کہ وہاں دنیوی باتوں یا عبث کاموں میں اوقات ضائع کرے کہ یہ امور ہر مسجد میں ناپسند ہیں چہ جائیکہ کس کی مسجد اور کس کے پیش نگاہ تمام اوقات درود و نماز و قرآن و ذکر و دعا میں صرف کرے جلوس مسجد میں نیت اعتکاف رکھے اگرچہ روزہ نہ ہو اور جو روزہ نصیب ہو خصوصاً ایام گرم میں تو کیا کہنا رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو مدینہ کی تکلیف و مشقت پر صبر کرے میں اس کا شفع و گواہ ہوں۔

مسئلہ: ہر عمل صالح یہاں کا پچاس ہزار تک مضاعف ہوتا ہے لہذا شب بیداری وغیرہ حسنات ترک نہ کرے کھانے پینے کی تقلیل ہم بحث و قوف میں بیان کر آئے قرآن محض نور ہے خصوصاً صاحب قرآن کے حضور اور نہ ہو تو ایک ایک ختم تو یہاں اور حطیم میں کر لے۔

مسئلہ: نظر حجرہ منورہ و قبۃ معطرہ کی طرف عبادت ہے جیسے کعبہ کی طرف لہذا اس کی تکثیر

کرے اور جالب برکات و حاجی سینات ہے مگر خشوع و خضوع و ادب و وقار کے ساتھ۔
 مسئلہ: ہمارے نزدیک تکثیر زیارت خصوصاً آفاقی کے لئے مستحب ہے بجز گناہ نماز کے بعد حضور میں حاضر ہو کر بطریق مذکور عرض صلاۃ و سلام کیا کرے کہ تکثیر خیر خیر کثیر ہے۔
 مسئلہ: جسے وہ عبارات و ادعیہ جو ہم ذکر کر آئے یاد نہ ہو سکیں چند فقرات پر اختصار کرے اور اکبر و اجبات سے ہے کہ تطویل اس وقت تک روار کھے کہ ملال نہ آجائے۔

فان الله لا يسام حتى تساموا۔

مسئلہ: جب محاذات قبر کریم میں گزرے اگرچہ بیرون مسجد اگرچہ بیرون مدینہ جہاں سے قبۃ کریمہ نظر آئے بے وقوف کئے اور صلاۃ و سلام بھیجے ہرگز نہ گزرے کہ خلاف ادب ہے حضرت ابو حازم فرماتے ہیں مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا میں نے سید المرسلین ﷺ کو خواب میں دیکھا ارشاد فرماتے ہیں ابو حازم سے کہہ تو یہی ہے وہ جو میرے حضور گزرتا ہے مجھ سے اعراض کئے ہوئے اور کھڑے ہو کر مجھ پر سلام نہیں عرض کرتا اس روز سے ابو حازم نے کبھی ایسا نہ کیا۔
 مسئلہ: ترک جماعت تو ہر جگہ مذموم ہے مگر یہاں سخت محرومی عیاذ اللہ منہ طبرانی کی حدیث میں وارد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جس سے چالیس نمازیں باجماعت میری مسجد میں فوت نہ ہوں اس کے لئے آزادی لکھی جائے دوزخ سے اور آزادی لکھی جائے نفاق سے اور آزادی لکھی جائے عذاب سے۔

مسئلہ: وقت زیارت دیوار حجرہ مطہرہ کو مس نہ کرے اس سے نہ چمے گرد و روضۂ انور طواف نہ کرے زمین نہ چومے پیٹھ مثل رکوع نہ جھکائے تعظیم رسول اللہ ﷺ کی ان کی اطاعت میں ہے اور وہ جو بعض جہال سے صادر ہوتا ہے کہ حضور کو سجدہ کرنے لگتے ہیں حرام قطعی و باعث ناراضی جناب مجہولہ ہے اور بنظر عبادت ہو تو کفر و شرک۔

مسئلہ: قبر اطہر و اعطر کو ہرگز پیٹھ نہ کرے نماز میں نہ غیر نماز میں کہ خلاف ادب ہے بلکہ نماز اطراف ثلثہ باقیہ میں پڑھے اور جانب سجدہ قبر کریم کا ہونا کچھ مضر نہیں کہ بیچ میں حائل ہے مگر نیت استقبال کعبہ کی ہو تو توجہ قبر اقدس کی۔

مسئلہ: جو زمین بعد سید المرسلین ﷺ کے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پھر ان کے بعد امر و سلاطین نے

زائد کی مذہب مختار پر وہ فضل تضاعف صلاۃ و حصول برکات میں مسجد قدیم سے ملحق ہے مگر افضل یہ ہے کہ حتی الامکان مسجد قدیم کی تحری کرے کہ اس کے زیادت فضل میں شبہ نہیں اور اختلاف علماء سے خروج بھی ہے۔

مسئلہ: سب ستون اس مسجد پاک کے متبرک اور سب کے پاس نماز مستحب کہ آخر نبی ﷺ کے نظر گاہ میں ہیں مگر بعض کو خصوصیت خاصہ حاصل وہاں استحباب صلاۃ تا کہ پاتا ہے ان میں سے ایک ستون وہ ہے جو محراب مکرم کے دینی طرف مصلائے نبی ﷺ کی علامت ہے ستون حنانہ اس کے آگے تھا دوسرا ستون ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کے امام اگر مصلائے شریف میں نماز پڑھے تو اس کے پیچھے کی صف میں جو ستون واقع ہوں ان میں منبر سے جانب مشرق تیسرا ستون ہے رسول اللہ ﷺ نے چند روز اس کی طرف نماز پڑھی اس کے پاس دعا مقبول ہوتی ہے۔ تیسرا اسطوانہ توبہ اور وہ ستون عائشہ اور ستون ملاصق بدیوار حجرہ کے بیچ میں ہے نبی ﷺ نے اس کی طرف نماز پڑھی اور وہاں اعتکاف فرمایا چوتھا اسطوانہ السریر کہ جالی شریف سے ملحق ہے اسطوانہ توبہ سے مشرق کو نبی ﷺ نے اس کے پاس اعتکاف کیا۔ پانچواں ستون علی رضی اللہ عنہ اور وہ شمال کی طرف اسطوانہ توبہ کے پیچھے ہے جناب مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ یہاں بیٹھتے اور نماز پڑھتے چھٹا اسطوانہ الوفود کہ وہ اسی جانب اسطوانہ علی کے پیچھے ہے اس میں اور اسطوانہ توبہ میں صرف ستون علی حائل ہے نبی ﷺ اور افاضل صحابہ یہاں رونق افروز ہوتے۔ ساتواں اسطوانہ التجدد کہ بیت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے ہے۔

مسئلہ واجتنب الحفظ

لوگوں کی عادت ہے کہ حرمین مکرمین میں جو شمعیں جلائی جاتی ہیں ان کا موم چربی یا تیل یا بخور و طیب کا باقی ماندہ یا قدرے وہ گلاب جو کعبہ معظمہ کے لئے لایا جاتا ہے خدام کرام سے ہتہ یا شراء لے لیتے ہیں اور یہ حرام مطلق ہے اور لینے والے پر واجب کہ واپس کر دے ہاں اگر تبرک چاہے اپنے پاس سے بتی لا کر آستانہ پاک یا در کعبہ پر روشن کرے یا چراغ جلائے یا بخور سلگائے یا گلاب چھڑکے وہ واپس لے جائے اور خدام کو جائز نہیں کہ لوگوں کو اس کے واپس لے جانے سے ممانعت کریں اسی طرح غلاف کعبہ کہ

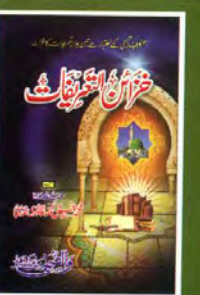
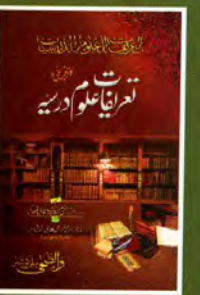
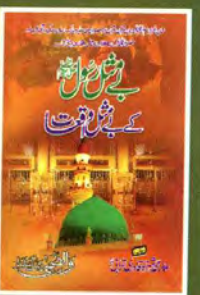
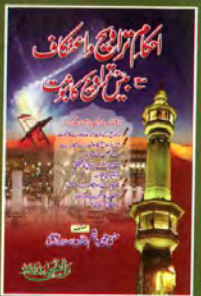
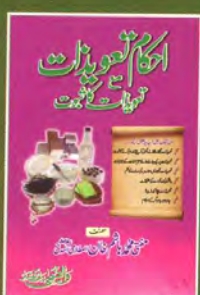
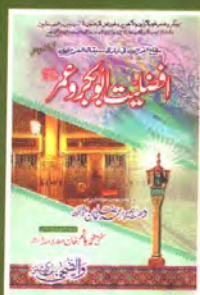
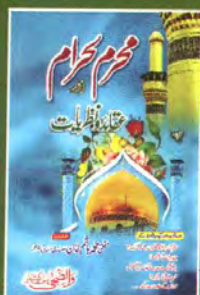
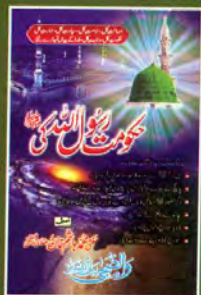
خدام سے خریدتے ہیں۔ علماء فرماتے ہیں صرف اس صورت میں جائز ہے کہ بعد کہنگی سلطان اسے فقرا پر تقسیم کر دے خدام ہوں یا غیر ان کے پھر لوگ ان سے خرید لیں اور ہنوز پرانا نہ ہوایا جنہیں دیا گیا اغنیا ہیں یا بے حکم سلطان لوگوں نے خود بانٹ لیا ہے تو ہرگز جائز نہیں کہ وہ لوگ اگرچہ نبی شیعہ ہوں اس کے مالک نہیں بلکہ اگر واقف غلاف غیر سلطان ہے تو حکم سلطان نصرہ اللہ بھی معتبر نہیں مثل سائر اوقاف شرط واقف کا اعتبار ہوگا ہذا ذکر و فقیر کہتا ہے غفر اللہ لہ قاعدہ شرعیہ ہے کہ معروف مثل مشروط ہے تو عجب کیا کہ سوا کہنگی و فقر بائع کے اور شرط نہ ہو فافہم واللہ اعلم۔

مسئلہ: حسب احسان علماء زیارت اہل بقیع و شہدائے احد و مسجد قبا و دیگر مساجد منسوبہ بہ حضور اصطفیٰ صلوات اللہ و سلامہ علیہ کا اگر قصد ہو تو تفصیل ان کے مواقع اور ایام زیارت و ادعیہ و غیرہا کی کتب مطولہ سے دریافت کرے کہ وہاں بھی درحقیقت پر تو اسی آفتاب عالم تاب کا ہے ﷺ ورنہ حجرہ مطہرہ کے حضور حاضر رہنے کے برابر کیا دولت ہے علامہ ابن الحاج مدخل میں نقل کرتے ہیں جب عارف باللہ سیدنا ابن ابی جمرہ قدس اللہ سرہ العزیز مسجد اقدس میں حاضر ہوئے۔ سوا قعدہ نماز کے ایک آن نہ بیٹھے اول حضور سے آخر روز رخصت تک رسول اللہ ﷺ کے حضور کھڑے رہے دل میں خیال گزرا بقیع رفیع کی زیارت کو چلے پھر کہا کہاں جاؤں۔ یہ اللہ کا دروازہ ہے سائلوں اور گداؤں اور شکستہ دلوں کے لئے کھلا ہوا آخر نہ گئے اور اسی خاک آستان سے دیدہ ایمان کو منور کرتے رہے:

اللهم ارزقنا امین۔

اب نہ باقی رہا مگر بیان وداع یہ وہ روز مصیبت نہیں جس کو بیان کرتے کلیجہ منہ کو نہ آئے اور اس سے کیا پوچھتا ہے جس کے دل پر ابھی تازہ زخم ہے آؤ ہم تم مل کر دعا کریں کہ اللہ پھر وہ دن دکھائے کہ وہ آستان ہو اور یہ سرشوریدہ یارب توفیق ادب و عشق کامل عطا فرما آمین۔

دلے از سنگ بیاید بسر راہ وداع کہ تحمل کند آں لحظہ کہ محمل برود
قلم بشکن سیاہی ریز کاغذ سوز دم و دوش حسن ایں قصہ عشق ست در دفتر نمی گنجد



والضیعی پبلیکیشنز

ڈاکٹر ہدایت اللہ و پاکستان

0300-7259263, 0315-4959263